Globethics Repository

Hajj awr umrah (pilgrimage and visitation)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

Item Type	Book
Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-06-28 08:56:29
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/188775

سلسلۂ تعلیماتِ اِسلام ۷

حج اور عمرہ

(فضائل و مسائل)

اِفادات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

سلسلہ تعلیماتِ اِسلام: ۷

حج اور عمرہ

اِفادات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتّبہ

مسز فریدہ سجاد

شعبہ دعوت، منہاج القرآن ویمن لیگ

منہاج القرآن پبلی کیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 35168514، 042-3111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 37237695

www.Minhaj.org-sales@Minhaj.org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

سلسلہ تعلیماتِ اِسلام: ۷

نام کتاب	:	حج اور عمرہ
اِفادات	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
مرتّبہ	:	مسز فریدہ سجاد
معاوِنہ	:	مصباح کبیر
نظر ثانی	:	محمد تاج الدین کالامی، صاحبزادہ بدر عالم
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	اگست 2011ء
تعداد	:	1,200
قیمت	:	-/230 روپے

❁ ❁ ❁

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل و ایم ۴/ ۰۷-۹۷-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرس

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۲۵	پیش لفظ	۞
۲۷	**۱۔ حج کا پس منظر**	
۲۷	حج کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟	۱
۳۱	حج کا آغاز کس پیغمبر کے زمانہ میں ہوا؟	۲
۳۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کن وجوہات کی بناء پر حج میں مرکزی حیثیت حاصل ہے؟	۳
۳۶	شعائر اللہ کسے کہتے ہیں اور کیا مناسک (اَرکانِ) حج شعائر اللہ ہیں؟	۴
۴۰	حج میں شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا حکم دینے کی حکمت کیا ہے؟	۵
۴۱	کیا قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ ہیں؟	۶
۴۲	دورِ جاہلیت میں (ابراہیمی) مناسکِ حج میں کس طرح کی تحریفات کی گئیں؟	۷

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۸	حج سے فحاشی و عریانی اور باطل رسموں کا خاتمہ کیسے ہوا؟	۴۵
۹	خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت و انفرادیت کیا ہے؟	۴۸
	۲۔ اصطلاحاتِ حج	**۵۱**
۱۰	حج کسے کہتے ہیں؟	۵۱
۱۱	عمرہ کسے کہتے ہیں؟	۵۱
۱۲	میقات کسے کہتے ہیں؟	۵۱
۱۳	حدودِ حرم سے پہلے کون سے مقامات بطورِ میقات مقرر ہیں؟	۵۲
۱۴	پاکستانیوں کا میقات کون سا ہے؟	۵۲
۱۵	حِلّ کسے کہتے ہیں؟	۵۲
۱۶	حرمِ کعبہ کسے کہتے ہیں؟	۵۲
۱۷	آفاقی کسے کہتے ہیں؟	۵۳
۱۸	اِحرام کسے کہتے ہیں؟	۵۳
۱۹	تلبیہ کسے کہتے ہیں؟	۵۳
۲۰	طواف کسے کہتے ہیں؟	۵۴
۲۱	طوافِ قدوم کسے کہتے ہیں؟	۵۵

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۵۵	طوافِ زیارت کسے کہتے ہیں؟	۲۲
۵۵	طوافِ وِداع/طوافِ صدر کسے کہتے ہیں؟	۲۳
۵۵	نفلی طواف کسے کہتے ہیں؟	۲۴
۵۶	اِضطِبَاع کسے کہتے ہیں؟	۲۵
۵۶	رَمَلُ کسے کہتے ہیں؟	۲۶
۵۷	اِستِلاَم کسے کہتے ہیں؟	۲۷
۵۷	طوافِ عمرہ کسے کہتے ہیں؟	۲۸
۵۷	سَعِی کسے کہتے ہیں؟	۲۹
۵۸	یومِ التّروِیہ کسے کہتے ہیں؟	۳۰
۵۸	یومِ عرفہ کسے کہتے ہیں؟	۳۱
۵۸	یومِ نحر کسے کہتے ہیں؟	۳۲
۵۸	ایامِ تشریق کسے کہتے ہیں؟	۳۳
۵۸	وُقُوفِ عرفہ کسے کہتے ہیں؟	۳۴
۵۹	رَمِیُ کسے کہتے ہیں؟	۳۵
۵۹	ھَدی کسے کہتے ہیں؟	۳۶
۵۹	حلق کسے کہتے ہیں؟	۳۷

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۳۸	تقصیر کسے کہتے ہیں؟	۶۰
	۳۔ مقاماتِ حج	**۶۱**
۳۹	کعبہ کسے کہتے ہیں؟	۶۱
۴۰	کعبۃ اللہ کے چار رکن کون کون سے ہیں؟	۶۱
۴۱	حجرِ اسود کسے کہتے ہیں؟	۶۲
۴۲	مُلتَزَمْ کسے کہتے ہیں؟	۶۲
۴۳	میزابِ رحمت کسے کہتے ہیں؟	۶۲
۴۴	حطیم کسے کہتے ہیں؟	۶۳
۴۵	مُستجَار کسے کہتے ہیں؟	۶۳
۴۶	مُستجَاب کسے کہتے ہیں؟	۶۳
۴۷	مقامِ ابراہیم علیہ السلام کسے کہتے ہیں؟	۶۴
۴۸	آبِ زمزم کسے کہتے ہیں؟	۶۴
۴۹	بابُ الصَّفا کسے کہتے ہیں؟	۶۵
۵۰	بابُ السَّلام کسے کہتے ہیں؟	۶۵
۵۱	صفا کسے کہتے ہیں؟	۶۵
۵۲	مروہ کسے کہتے ہیں؟	۶۵

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۶۶	مِیلَیْن اَخْضَرَیْنِ کسے کہتے ہیں؟	۵۳
۶۶	مسعیٰ کسے کہتے ہیں؟	۵۴
۶۶	تَنْعِیْم کسے کہتے ہیں؟	۵۵
۶۶	ذُوالحُلَیْفَه کسے کہتے ہیں؟	۵۶
۶۷	ذاتِ عرق کسے کہتے ہیں؟	۵۷
۶۷	جُحفه کسے کہتے ہیں؟	۵۸
۶۷	قَرنُ الْمَنازِل کسے کہتے ہیں؟	۵۹
۶۷	عرفات کسے کہتے ہیں؟	۶۰
۶۸	مَوقِف کسے کہتے ہیں؟	۶۱
۶۸	بطنِ عرفہ کسے کہتے ہیں؟	۶۲
۶۸	مسجدِ نَمر ہ کسے کہتے ہیں؟	۶۳
۶۸	جبل رحمت کسے کہتے ہیں؟	۶۴
۶۹	مزدلفہ کسے کہتے ہیں؟	۶۵
۶۹	ماذمین کسے کہتے ہیں؟	۶۶
۶۹	مَشْعَر حرام کسے کہتے ہیں؟	۶۷
۷۰	وادی مُحَسَّرْ کسے کہتے ہیں؟	۶۸

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۶۹	منیٰ کسے کہتے ہیں؟	۷۰
۷۰	مسجد خیف کسے کہتے ہیں؟	۷۰
۷۱	مسجد کبش کسے کہتے ہیں؟	۷۱
۷۲	جنت معلّٰی کسے کہتے ہیں؟	۷۱
۷۳	جنت البقیع کسے کہتے ہیں؟	۷۲
۷۴	جمار کسے کہتے ہیں؟	۷۳
۷۵	جبل النور کسے کہتے ہیں؟	۷۳
۷۶	جبل الثور کسے کہتے ہیں؟	۷۳
	۴۔ حج و عمرہ کی دعائیں	**۷۵**
۷۷	مناسکِ حج کے دوران مختلف مقامات پر کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں؟	۷۶
	۵۔ حج و عمرہ کا بیان	**۱۳۱**
۷۸	مکہ مکرمہ کی فضیلت کیا ہے؟	۱۳۱
۷۹	کعبۃ اللہ کی فضیلت کیا ہے؟	۱۳۴
۸۰	کعبۃ اللہ کی تعمیر کتنی بار ہوئی؟	۱۳۷
۸۱	حج کس سن ہجری میں فرض ہوا؟	۱۵۲

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۱۵۲	قرآن و حدیث میں حج کی فرضیت کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟	۸۲
۱۵۴	صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص حج نہ کرے تو اس کے لئے کیا وعید ہے؟	۸۳
۱۵۴	حج کرنے کی فضیلت کیا ہے؟	۸۴
۱۵۶	سب سے پہلے حج کس نے ادا کیا؟	۸۵
۱۵۸	حضور نبی اکرم ﷺ نے کل کتنے حج ادا کئے؟	۸۶
۱۶۰	سفرِ حج و عمرہ سے پہلے کے آداب و ہدایات کیا ہیں؟	۸۷
۱۶۴	دورانِ حج حجاجِ کرام کو روز مرہ معمولات کی سہولت کے لئے کن عربی الفاظ و اعداد کا جاننا ضروری ہے؟	۸۸
۱۷۴	حجاجِ کرام کے لئے حرمین شریفین میں کن چند ابتدائی تعارفی جملوں کا جاننا ضروری ہے؟	۸۹
۱۷۹	عازمِ حج کے ساتھ لے جانے والے کم از کم سامان کی فہرست کیا ہونی چاہیئے؟	۹۰
۱۸۳	حجاج کرام عام طور پر کن بیماریوں سے متاثر ہو سکتے ہیں اور ان سے بچاؤ کے حفاظتی اقدامات کیا ہیں؟	۹۱

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۹۲	دوران حج ذیابیطس کے مریض کا شوگر لیول کم ہونے کی کیا علامات ہیں اور اسے کیسے بحال کیا جا سکتا ہے؟	۱۸۶
۹۳	حج کی نیت کس طرح کی جائے؟	۱۸۷
۹۴	حج کی کتنی اقسام ہیں؟	۱۸۸
۹۵	حجِ اِفراد کسے کہتے ہیں؟	۱۸۸
۹۶	حجِ قِران کسے کہتے ہیں؟	۱۸۸
۹۷	حجِ تَمَتُّع کسے کہتے ہیں؟	۱۸۹
۹۸	حج کے فرائض کیا ہیں؟	۱۸۹
۹۹	حج کے واجبات کیا ہیں؟	۱۹۰
۱۰۰	حج کی سنن کیا ہیں؟	۱۹۳
۱۰۱	حج کے فرض ہونے کی شرائط کیا ہیں؟	۱۹۴
۱۰۲	وجوبِ ادا کی شرائط کیا ہیں؟	۱۹۵
۱۰۳	صحتِ ادا کی شرائط کیا ہیں؟	۱۹۶
۱۰۴	احرام باندھنے کا طریقہ کیا ہے؟	۱۹۷
۱۰۵	احرام باندھنے کے لئے کون سا اور کس رنگ کا کپڑا استعمال کرنا چاہیے؟	۱۹۸

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۱۹۸	احرام کے فرائض کیا ہیں؟	۱۰۶
۱۹۹	احرام کے کتنے واجبات ہیں؟	۱۰۷
۱۹۹	احرام کی سنن کیا ہیں؟	۱۰۸
۲۰۰	حالتِ احرام میں کون سے امور ممنوع ہیں؟	۱۰۹
۲۰۱	طواف کرنے کی فضیلت کیا ہے؟	۱۱۰
۲۰۲	طواف کے فرائض کیا ہیں؟	۱۱۱
۲۰۲	طواف کے واجبات کیا ہیں؟	۱۱۲
۲۰۳	طواف کی سنن کیا ہیں؟	۱۱۳
۲۰۴	حالتِ طواف میں کون سے امور مکروہ ہیں؟	۱۱۴
۲۰۵	حجرِ اَسود کے فضائل کیا ہیں؟	۱۱۵
۲۰۷	آبِ زمزم کا پس منظر کیا ہے؟	۱۱۶
۲۰۸	آبِ زمزم پینے کے فضائل کیا ہیں؟	۱۱۷
۲۰۸	آب زمزم پینے کا طریقہ کیا ہے اور اس وقت کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟	۱۱۸
۲۰۹	سعی کی نیت کن الفاظ میں کی جائے؟	۱۱۹
۲۰۹	سعی کی شرائط کیا ہیں؟	۱۲۰

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۲۱	سعی کے واجبات کیا ہیں؟	۲۱۰
۱۲۲	سعی کی سنن کیا ہیں؟	۲۱۰
۱۲۳	سعی کے دوران کون سے امور مکروہ ہیں؟	۲۱۱
۱۲۴	وقوفِ عرفات کس واقعہ کی یاد دلاتا ہے؟	۲۱۲
۱۲۵	وقوفِ عرفات کی صحت کی کیا شرائط ہیں؟	۲۱۲
۱۲۶	عرفہ کے دن وقوف کے واجبات کیا ہیں؟	۲۱۳
۱۲۷	مکروہاتِ وقوف کیا ہیں؟	۲۱۴
۱۲۸	رمی کن ایّام میں کس جمرہ پر کی جائے؟	۲۱۴
۱۲۹	رمی کا مسنون وقت کون سا ہے؟	۲۱۵
۱۳۰	حج بدل کسے کہتے ہیں اور اس کی شرائط کیا ہیں؟	۲۱۵
۱۳۱	حج اور عمرہ میں کیا فرق ہے؟	۲۱۸
۱۳۲	عمرہ کرنے کی فضیلت کیا ہے؟	۲۱۹
۱۳۳	حضور نبی اکرم ﷺ نے کل کتنے عمرے ادا فرمائے؟	۲۲۰
۱۳۴	عمرہ کی نیت کے مسنون الفاظ کیا ہیں؟	۲۲۱
۱۳۵	عمرہ کے فرائض کیا ہیں؟	۲۲۱
۱۳۶	عمرہ کے واجبات کیا ہیں؟	۲۲۱

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۳۷	وہ کون سے اُمور ہیں جو عمرہ میں شامل نہیں؟	۲۲۲
۱۳۸	عمرہ میں ترتیب سے سرانجام دیئے جانے والے اُمور کون سے ہیں؟	۲۲۲
۱۳۹	حج و عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟	۲۲۳
۱۴۰	حج کے پانچ دنوں (۸ ذوالحجہ تا ۱۲ ذوالحجہ) میں سرانجام دیئے جانے والے اُمور کی ترتیب کیا ہوگی؟	۲۳۷
۱۴۱	احادیثِ مبارکہ میں کن کن مقامات پر نماز پڑھنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے؟	۲۴۰
	۶۔ حج وعمرہ اور جنایات سے متعلقہ مسائل	**۲۴۳**
۱۴۲	اگر کسی کے ذمہ قرض ہو تو کیا وہ شخص حج کر سکتا ہے؟	۲۴۳
۱۴۳	والدین مقروض ہوں اور بیٹا صاحبِ حیثیت ہو تو کیا ایسی صورت میں بیٹے کا حج کرنا جائز ہے؟	۲۴۳
۱۴۴	اگر کوئی شخص صاحبِ حیثیت ہو اور اس کی اولاد بھی بالغ ہو چکی ہو تو ایسے شخص کے لئے پہلے حج کرنا ضروری ہے یا بچوں کی شادیاں؟	۲۴۳

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۲۴۴	سفرِ حج میں نماز پڑھنے کے احکام کیا ہیں؟	۱۴۵
۲۴۴	اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے میقات سے گزر جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۴۶
۲۴۴	حج و عمرہ ایک احرام کے ساتھ کس حاجی کے لئے کرنا جائز ہے؟	۱۴۷
۲۴۵	کیا حالتِ احرام میں عقدِ نکاح جائز ہے؟	۱۴۸
۲۴۵	کیا حالتِ احرام میں مردوں کے لئے موزے، بوٹ یا جوتے پہننا جائز ہے؟	۱۴۹
۲۴۵	کیا موسم سرما میں احرام کے اوپر سے گرم کپڑا اوڑھنا جائز ہے؟	۱۵۰
۲۴۶	اگر سوتے ہوئے سر اور چہرہ ڈھک جائے تو کیا اس صورت میں کفارہ ادا کرنا ہو گا؟	۱۵۱
۲۴۶	دوران احرام وضو کرتے، سر کھجاتے یا کنگھا کرتے وقت بال ٹوٹ جائیں تو اس کا کفارہ کیا ہے؟	۱۵۲
۲۴۷	حالت احرام میں نزلہ، زکام یا فلو کی صورت میں رومال استعمال کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۵۳
۲۴۷	کیا طواف کے سات چکروں میں اضطباع کرنا چاہیے؟	۱۵۴

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۵۵	کیا طواف کے سات چکروں میں رمل کرنا چاہئے؟	۲۴۷
۱۵۶	اگر کسی نے طواف کرتے وقت سات کی بجائے آٹھ چکر لگا لئے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۴۸
۱۵۷	دورانِ طواف وضو ٹوٹ جانے یا نماز کا وقت ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟	۲۴۸
۱۵۸	اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت، طوافِ قدوم، طوافِ وداع کے تین یا اس سے کم چکر بغیر وضو کے لگائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۴۹
۱۵۹	اگر کسی شخص نے بے وضو یا حالتِ جنابت میں پورا طوافِ زیارت کیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۴۹
۱۶۰	اگر کسی نے عمرہ کا طواف بے وضو کیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۴۹
۱۶۱	کیا طواف کے سات چکر مکمل کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا ضروری ہے؟	۲۵۰
۱۶۲	وقوفِ عرفات کی طرف روانگی کا وقت کیا ہے؟	۲۵۱

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۶۳	عرفات میں ظہر اور عصر کے لئے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے لئے کتنی دفعہ اذان اور اقامت یعنی تکبیریں کہی جائیں؟	۲۵۱
۱۶۴	کیا مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان ترتیب اور جماعت شرط ہے؟	۲۵۲
۱۶۵	مزدلفہ میں دونوں نمازیں اکٹھا پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟	۲۵۲
۱۶۶	مزدلفہ میں واجب وقوف کا وقت کیا ہے اور وہاں کتنی دیر وقوف کرنا لازم ہے؟	۲۵۳
۱۶۷	اگر کوئی شخص مزدلفہ میں وقوف نہ کر سکا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۵۳
۱۶۸	دس ذوالحجہ کو رَمی کرنے کا وقت کیا ہے؟	۲۵۴
۱۶۹	کیا حاجی اپنی رمی کے علاوہ کسی دوسرے حاجی کی طرف سے بھی رمی کر سکتا ہے؟	۲۵۴
۱۷۰	کیا رمی کے لئے کنکریاں مسجد یا جمروں کے قریب سے جمع کرنا جائز ہے؟	۲۵۴
۱۷۱	کیا ایک ہی دفعہ سات کنکریاں اکٹھی مارنا جائز ہے؟	۲۵۵

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۲۵۵	کنکری جمرہ/ستون/ دیوار پر نہ لگنے کی صورت میں کیا حکم ہے؟	۱۷۲
۲۵۶	بعض لوگ لکڑی یا جوتے سے رَمی کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟	۱۷۳
۲۵۷	اگر کسی شخص نے سات سے کم کنکریاں ماریں تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۱۷۴
۲۵۷	سر پر پتلی مہندی یا خضاب لگانے کی صورت میں مرد اور عورت کے لئے کیا حکم ہے؟	۱۷۵
۲۵۸	جنایات کسے کہتے ہیں؟	۱۷۶
۲۵۸	کفارہ جنایات کی کتنی اقسام ہیں؟	۱۷۷
۲۵۸	کن امور کے کرنے سے دَم واجب ہوتا ہے؟	۱۷۸
۲۶۱	اگر کوئی شخص کفارہ کے طور پر دَم یعنی بکری ذبح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۱۷۹
۲۶۲	کن اُمور کے کرنے سے بُدنہ واجب ہوتا ہے؟	۱۸۰
۲۶۲	کن اُمور کے کرنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے؟	۱۸۱
۲۶۴	حج کے فرائض و واجبات یا سنن میں سے اگر کوئی فرض، واجب یا سنت چھوٹ جائے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۸۲

صفحہ	سوالات	نمبر شمار
۲۶۴	احصار کا کیا معنی ہے؟	۱۸۳
۲۶۵	احصارِ حج کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں؟	۱۸۴
۲۶۶	اگر کوئی شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ تو جائے لیکن مدینہ منورہ کی حاضری کے لیے نہ جائے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۸۵
۲۶۸	**۷۔ حج اور عمرہ میں خواتین سے متعلقہ مسائل**	
۲۶۸	کیا عورت محرم کے بغیر سفر اور حج کر سکتی ہے؟	۱۸۶
۲۷۰	محرم میں کون سے لوگ شامل ہیں؟	۱۸۷
۲۷۰	کیا عورت خاوند کی اجازت کے بغیر حج ادا کر سکتی ہے؟	۱۸۸
۲۷۱	کیا دورانِ عدت عورت حج پر جا سکتی ہے؟	۱۸۹
۲۷۱	کیا حج اور عمرہ کے سفر میں شرعی اعتبار سے حیض روکنے کی دوائی کا استعمال جائز ہے؟	۱۹۰
۲۷۲	مرد اور عورت کے احرام میں کیا فرق ہے؟	۱۹۱
۲۷۲	کیا عورت حالتِ حیض و نفاس میں احرام باندھ سکتی ہے؟	۱۹۲

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۱۹۳	حائضہ دورانِ حج کون سے اُمور ادا کرسکتی ہے اور کون سے نہیں؟	۲۷۲
۱۹۴	حرمین شریفین میں بعض خواتین مردوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتی ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۷۳
۱۹۵	اگر عورت حج کے دوران چہرے کا پردہ کرنے کے لئے کسی چیز یا پنکھے کا استعمال کرتی ہے تو ایسی صورت میں وہ چیز یا پنکھا ماتھے، ناک یا منہ کو مس کر لے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۷۴
۱۹۶	کیا عورت مرد کی طرح اونچی آواز میں تلبیہ کہہ سکتی ہے؟	۲۷۵
۱۹۷	اگر عورت حالتِ احرام میں بال کاٹے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۷۵
۱۹۸	طواف کے دوران اگر عورت حائضہ ہو جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۲۷۶
۱۹۹	اگر کسی عورت نے حالتِ حیض و نفاس میں یا بے وضو طواف کیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۲۷۶
۲۰۰	کیا خواتین بھی مردوں کی طرح رمل کریں گی؟	۲۷۶

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۲۰۱	کیا وقوف عرفات کے لئے حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے؟	۲۷۶
۲۰۲	عورت کے لئے حج کے دوران سر کے کتنے بال کٹوانے کا حکم ہے؟	۲۷۷
۲۰۳	اگر کسی خاتون کو طوافِ زیارت/ افاضہ کرنے سے پہلے حیض آ جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۲۷۷
	۸۔ قربانی اور اس سے متعلقہ مسائل	**۲۷۹**
۲۰۴	قربانی کس تاریخی واقعہ کی یادگار ہے؟	۲۷۹
۲۰۵	عید الاضحیٰ اور حج کے موقع پر کی جانے والی قربانی میں کیا فرق ہے؟	۲۸۰
۲۰۶	کیا حج اِفراد، قِران، تَمَتُّع کرنے والوں میں سے ہر ایک پر قربانی واجب ہے؟	۲۸۰
۲۰۷	اگر کوئی شخص قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۸۰
۲۰۸	کیا قربانی کی قیمت کے عوض صدقہ و خیرات کرنا جائز ہے؟	۲۸۱
۲۰۹	کیا ھَدِی کے جانور کو سر زمین حرم کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کرنا جائز ہے؟	۲۸۱

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۲۱۰	کیا قربانی سے پہلے حلق کروانا سر منڈانا جائز ہے؟	۲۸۱
۲۱۱	قربانی کرنے کا طریقہ کیا ہے؟	۲۸۱
۲۱۲	کتنی عمر کا اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ قربانی کے لئے جائز ہے؟	۲۸۳
۲۱۳	کن جانوروں کی قربانی کرنا جائز نہیں؟	۲۸۳
۲۱۴	گائے اور اونٹ کی قربانی میں کتنے لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟	۲۸۴
۲۱۵	قربانی کے گوشت کی تقسیم کا مسنون طریقہ کیا ہے؟	۲۸۴
۲۱۶	کیا قربانی کے جانور کی کھال اور گوشت قصاب کو بطور اجرت دینا جائز ہے؟	۲۸۵
۲۱۷	قربانی کی کھال کے مصارف کیا ہیں؟	۲۸۵
۲۱۸	ذبیحہ (قربانی کے جانور) کے کن اعضاء کو کھانے سے منع کیا گیا ہے؟	۲۸۶
	۹۔ زیارتِ مدینہ منورہ اور اس کی فضیلت	**۲۸۷**
۲۱۹	مدینہ منورہ اور اہل مدینہ کی فضیلت کیا ہے؟	۲۸۷

نمبر شمار	سوالات	صفحہ
۲۲۰	مسجد نبوی ﷺ کی تاریخ اور فضیلت کیا ہے؟	۲۸۹
۲۲۱	مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر اور توسیع کن اَدوار میں کی گئی؟	۲۹۲
۲۲۲	مسجد نبوی ﷺ کے مشہور دروازوں کے نام کیا ہیں؟	۲۹۳
۲۲۳	مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کی دعا کیا ہے؟	۲۹۳
۲۲۴	بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں حاضری کی فضیلت کیا ہے؟	۲۹۴
۲۲۵	حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے آداب کیا ہیں؟	۲۹۶
۞	مآخذ و مراجع	۳۰۱

پیش لفظ

حج اِسلام کا پانچواں اَہم رُکن ہے۔ دنیا کے دیگر مذاہب میں عبادت کی اِجتماعی ادائیگی کا کوئی تصور موجود نہیں۔ یہ اِسلام کا ہی اِمتیازی وصف ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں کو ہر عبادت میں اِجتماعیت کا درس دیتا ہے۔ نماز دن میں پانچ مرتبہ کلمہ گو مسلمانوں کو اکٹھے ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ رمضان المبارک کا پورا مہینہ پوری دنیا کے موحدین اپنے رب کی رضا کے حصول کے لیے روزوں کا اِہتمام کرتے ہیں۔ اِسی طرح ذوالحجہ کے مہینے میں پوری دنیا سے صاحبِ اِستطاعت مسلمان ایک ہی طرح کے لباس میں ملبوس ہوکر مکہ معظّمہ میں مناسکِ حج کی ادائیگی کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔

حج کا ایک مقصد جہاں اِنسان کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہے وہاں اِجتماعی طور پر مسلمانوں میں اِتحاد و یگانگت کی فضا اور راہ ہموار کرنا بھی ہے۔ دنیا کے تقریباً ہر خطے سے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں تو انہیں ایک دوسرے کے مسائل جاننے اور دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے۔ یہ عبادتِ حج ہی ہے جو مسلمانوں کو وحدت و مرکزیت اور اپنی اَصل سے تمسک کا درس بھی دیتی ہے۔

تحریک منہاج القرآن عصر حاضر کی اِحیائی وتجدیدی تحریک ہونے کے ناطے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی دعوت وتبلیغِ دین کے لیے ہمیشہ جدید سے جدید تر وسائل اِختیار کرتی ہے۔ تعلیماتِ اِسلام پر مشتمل آپ کی کتب و کیسٹس اور خطبات و دروس سے ماخوذ سوال و جواب کا یہ سلسلۂ اِشاعت بھی اِسی مہم کا حصہ ہے۔ سلسلہ تعلیماتِ اِسلام کی یہ ساتویں کتاب حج اور عمرہ کے مسائل و اَحکام پر مشتمل ہے۔ اس میں حج اور عمرہ کے مسائل کے بارے میں سوا دو سو سوالات کے جوابات اِنتہائی سہل انداز میں بیان کیے گئے ہیں جنہیں بہتر اِبلاغ کے لیے نو عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ اِس سلسلہ کی اب تک شائع ہونے والی تمام کتب سے ضخیم ہے۔ اِس سلسلہ کی اب تک شائع

ہونے والی سابقہ کتب کے بہت حوصلہ اَفزاء نتائج سامنے آئے ہیں اور اپنی اِفادیت کے باعث یہ کتب مدارِس اور تربیتی حلقہ جات میں درساً پڑھائی جاتی ہیں۔ اِن شاء اللہ اِس سلسلہ کی یہ ساتویں کتاب بھی بہت قبولِ عام حاصل کرے گی، بلکہ اِسے حجاج کرام کے ہونے والی تربیتی ورکشاپس میں بطورِ نصاب لاگو کیا جانا چاہیے۔

اِس کتاب کی اِنفرادیت یہ ہے کہ اِس میں حج و عمرہ سے متعلقہ کوئی بھی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا اور اِس موضوع پر لکھی جانے والی دیگر کتب سے بہتر ہے۔ کتاب میں شامل کی جانے والی رنگین تصاویر اِس کی اِفادیت و جامعیت میں مزید اِضافہ کرتی ہیں۔ یہ کتاب حجاج و معتمرین کے لیے ایک لازمی زادِ سفر کا درجہ رکھتی ہے۔ اِسے حجاج کرام کی ہونے والی تربیتی ورکشاپس میں بطور نصاب لاگو کیا جانا چاہیے تا کہ وہ مکمل تیاری کے ساتھ حرمین شریفین کے مبارک سفر پر روانہ ہوں اور وہاں کوئی بھی مشکل پیش نہ آئے۔

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کے شعبہ خواتین کی رِیسرچ اسکالرز - مسز فریدہ سجاد اور مصباح کبیر - کی شبانہ روز کاوشوں کے نتیجہ میں یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اِس کی نظر ثانی کا فریضہ سینئر رِیسرچ اسکالر محمد تاج الدین کالامی اور نائب مفتی صاحبزادہ بدر عالم نے سرانجام دیا ہے، جسے بعد ازاں شیخ عبد العزیز دباغ اور جلیل اَحمد ہاشمی نے ملاحظہ فرمایا۔

رب ذو الجلال کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کی زیرِ سرپرستی دین مبین کی کما حقہٗ خدمت بجالانے کی توفیق مرحمت فرمائے اور مصطفوی مشن کے ساتھ اِستقامت عطا فرمائے۔ نیز اِس مفید اور اَحسن کتاب کی تیاری میں شامل رہنے والے تمام اَفراد کی مساعی جمیلہ کو اِس انداز میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے کہ سب کو حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہو۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

محمد فاروق رانا

ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)

فرید ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

۱۔ حج کا پس منظر

سوال ۱: حج کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟

جواب: حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد مقررہ دنوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنا ہے۔ حج بیت اللہ کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی موجودہ جگہ شروع ہی سے بنی نوع انسان کا مرکز چلی آ رہی ہے کیونکہ اس مقدس مقام کو آنے والی نسلوں کے لئے تہذیب و ثقافت اورعلم وعرفان کا گہوارہ بننا تھا۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے پوچھا: بیت اللہ کا طواف کب سے ہو رہا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کے بارے میں اطلاع دی تو انہوں نے عرض کیا: ہم آپ کی تسبیح و تقدیس کرنے والے ہیں اور آپ ایسے بشر کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ فرشتوں کو اپنی عرض پر نہایت ہی شرمندگی ہوئی، انہوں نے حالت زاری اور تضرع میں عرش الٰہی کا تین دفعہ طواف کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے عرش کے نیچے بیت المعمور بنا کر فرمایا: تم اس کا طواف کیا کرو۔ ہر روز ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور ایک

دفعہ طواف کرنے والے دوبارہ نہیں آتے۔ اس کے بعد فرشتوں سے فرمایا:

أَبْنُوْا لِيْ بَيْتًا فِي الْأَرْضِ بِمِثَالِهٖ وَقَدْرِهٖ.

’’اسی کی مثل و مقدار کے مطابق زمین پر میرا گھر بناؤ۔‘‘

جب گھر بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین پر رہنے والی مخلوق کو حکم دیا:

أَنْ يَّطُوْفُوْا بِهٰذَا الْبَيْتِ كَمَا يَطُوْفُ أَهْلَ السَّمَآءِ بِالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ. (۱)

’’تم اس گھر کا اسی طرح طواف کرو جیسے آسمان والے بیت المعمور کا کرتے ہیں۔‘‘

پھر جب سیدنا آدم اور حضرت حوا علیہما السلام زمین پر آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: مولا میں اس لذت و سرور سے محروم ہو گیا ہوں جو فرشتوں کے ساتھ بیت المعمور کے طواف میں آیا کرتا تھا۔ کاش! ہمیں پھر وہاں لوٹا دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: اے آدم!

اِبْنِ لِي بَيْتًا بِحِذَاءِ بَيْتِي الَّذِي فِي السَّمَآءِ، تَتَعَبَّدُ فِيْهِ أَنْتَ وَوَلَدُكَ كَمَا تَتَعَبَّدُ مَلَائِكَتِي حَوْلَ عَرْشِيْ. (۲)

’’تم اسی آسمانی گھر (بیت المعمور) کے مقابل زمین پر میرا گھر بناؤ اور اس میں تم اور تمہاری اولاد اسی طرح عبادت کرو جیسے ملائکہ میرے

(۱) ازرقی، اخبار مکة، ۱: ۳۴

(۲) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ۱: ۱۴۷

عرش کے ارد گرد کرتے ہیں۔‘‘

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور آیا۔ تو آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد سے حکم الٰہی کے مطابق قدیم بنیادوں پر ہی دوبارہ تعمیر کی۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۝ (۱)

’’بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہّ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لیے (مرکزِ) ہدایت ہے۝‘‘

جب تعمیر مکمل ہوئی تو حکم ہوا کہ تمام جہاں والوں کو اللہ کے گھر میں آنے کی دعوت دیں۔ اس دعوت کا ذکر قرآن حکیم میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ۝ (۲)

’’اور تم لوگوں میں حج کا بلند آواز سے اعلان کرو وہ تمہارے پاس پیدل اور تمام دبلے اونٹوں پر (سوار) حاضر ہو جائیں گے جو دور دراز کے راستوں سے آتے ہیں۝‘‘

---

(۱) آل عمران، ۳: ۹۶

(۲) الحج، ۲۲: ۲۷

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبرانہ دعوت کے نتیجہ میں حرم کعبہ کی تعمیر کے بعد پہلے حج کا آغاز ہوا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت جبریل امینؑ کی رہنمائی میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور قبیلہ جرہم کے جو لوگ وہاں موجود تھے ان سب کی معیت میں ارکان حج ادا کیے۔ سب سے پہلے آپ نے کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ پھر صفا، مروہ کے درمیان سعی کی۔ بعد ازاں منیٰ تشریف لے گئے وہاں تین جگہ شیطان نظر آیا تو آپ نے تکبیر کے ساتھ اسے سات، سات کنکریاں ماریں۔ آپ چلتے چلتے میدان عرفات پہنچ گئے، رات وہاں قیام کیا اور صبح وہاں سے منیٰ تشریف لے گئے اور جن تین مقامات پر شیطان دکھائی دیا تھا وہاں رمی کی۔ منیٰ قیام کیا، پھر مناسک حج سے فراغت کے بعد آپ اپنے وطن ملک شام تشریف لے گئے۔

تاریخی تناظر میں حج کے پس منظر کا جائزہ لیں تو آج ہمیں حج کی وہ ارتقائی شکل نظر آتی ہے جو فتح مکہ کے ایک سال بعد ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت و سربراہی میں ادا کیا گیا تھا۔ ۹ ہجری کا حج دو طریقوں سے ادا کیا گیا۔ کفار و مشرکین جو اس موقع پر موجود تھے انہوں نے قدیم آبائی طریقے سے حج کی رسوم ادا کیں جبکہ مسلمانوں نے اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعین کردہ حدود کے اندر رہ کر مناسکِ حج ادا کیے۔ اس طرح سب سے پہلی مقدس عمارت جو روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کی گئی اور انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا مرکز اولیں قرار پائی قرآن حکیم کی نص قطعی کے مطابق کعبۃ اللہ ہے جس کی تعمیر اوّل حضرت آدم علیہ السلام نے کی۔ بعد

ازاں جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد سے حکم الٰہی کے مطابق قدیم بنیادوں پر ہی اس کی دوبارہ تعمیر کی۔

زمین پر ورودِ آدم علیہ السلام کے بعد سرزمین مکہ کو بنی نوع انسان کی ہدایت کا نہ صرف پہلا مرکز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ بلکہ اس مقام کو عالمگیر دعوت وتبلیغ اسلام کے مرکز اور نقطۂ آغاز کے طور پر منتخب کرلیا گیا اور جس دینِ حنیف کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سرزمینِ کعبہ میں رکھی، خاتم الانبیاء حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد اس کی تکمیل ہوگئی۔ گویا وہ بیج جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بِوَادٍ غَیرِ ذِیْ زَرعٍ (مکہ کی بے آب وگیاہ وادی) میں بویا تھا، صدیوں بعد نمو پاکر ایک شجر سایہ دار کی صورت سارے عالم پر سایہ فگن ہوگیا۔

سوال ۲: حج کا آغاز کس پیغمبر کے زمانہ میں ہوا؟

جواب: سلسلہ حج کا باقاعدہ آغاز بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی تین ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا اور یہ کسی نہ کسی شکل میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد تک جاری رہا اور تا قیامت جاری رہے گا۔

سوال ۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کن وجوہات کی بناء پر حج میں مرکزی حیثیت حاصل ہے؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بیت اللہ شریف کی پہلی تعمیر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کی۔ اکثر مناسک یعنی ارکان حج اور دیگر شرائط سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سے منسوب ہیں۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض ترامیم کے ساتھ حج کا طریقہ کار مقرر فرما دیا۔

حج کے مناسک و ارکان اور فرائض وسنن کی بجا آوری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے درج ذیل اسباب ہیں۔

پہلا سبب: موجودہ تاریخ جو کم وبیش ساڑھے چار ہزار سال پرانی ہے، کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دورِ نبوت سے ہوا۔ اس سے قبل کا دور واقعات کا محفوظ ریکارڈ نہ ہونے کی بنا پر قبل از تاریخ دور کہلاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک کے اَدوار کے بارے میں ہماری معلومات کا ذریعہ کتب سماویہ اور صحائف الٰہیہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ تاہم یہ بات مدنظر رہے کہ قدیم واقعات کی معلومات کا ذریعہ مقدس آسمانی کتابیں - انجیل اور توریت ہیں - جو کہ اب تحریف و اضافہ کے باعث صحیح اور ثقہ نہیں رہیں۔ ان میں اتنے تضادات ہیں کہ کسی واقعہ کی صحت یا عدم صحت کے بارے میں ان سے استفادہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ بنا بریں اب ہمارے پاس قدیم واقعات کی صحت جانچنے کا ماخذ و ذریعہ صرف قرآن حکیم اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ ہیں۔ چونکہ بعثتِ ابراہیمی علیہ السلام سے قبل ادوار کے واقعات مؤرخین اور تاریخ دانوں کی نظر سے اوجھل ہیں اور ان کی توجہ کا مرکز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کی تاریخ ہے اس لیے یہ کہنا برحق ہے کہ موجودہ تاریخ عالم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت مسلمہ طور پر مرکزی و بنیادی حیثیت کی

حامل ہے اور اس سے پہلے کا دور تاریخی اعتبار سے پردۂ اخفا میں ہے۔

دوسرا سبب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مرکزی حیثیت کا دوسرا اہم سبب آپ کا جد الانبیاء ہونا ہے۔ تاریخ ادیان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام تھے جن سے حضرت یعقوب علیہ السلام متولد ہوئے۔ ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام تھے جن کا قصہ قرآن حکیم میں خاص طور پر مذکور ہے۔ ان سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام سلسلہ انبیاء کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا جس کے معنی ہیں 'اللہ کا بندہ'۔ اس بنا پر آپ کی نسل بنی اسرائیل کے نام سے موسوم ہوئی۔ بنی اسرائیل میں سے پے در پے بہت بڑی تعداد میں انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے جن کی نسل سے خاتم الانبیاء حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا گیا۔

تیسرا سبب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مرکزی حیثیت کا تیسرا بنیادی سبب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ امجد ہونے کا شرف و اعزاز ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے فخریہ انداز سے ان کا ذکر 'أَبِي إِبْرَاهِيم' کہہ کر فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کو ابراہیمی دعاؤں اور بشارتوں کا حاصل قرار دیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دعاؤں میں بارگاہِ ایزدی میں التجا کرتے نظر آتے ہیں کہ یا الٰہی! میری نسل میں ایسے افراد پیدا فرما جو تیری عبادت و

اطاعت اور بندگی میں شب و روز محو و منہمک رہیں اور آخر میں اپنے ہونہار اور سعادت مند نوجوان بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد و تعاون سے کعبۃ اللہ کی دیواریں تعمیر کرتے وقت یہ دعا ان کے لبوں پر مچل پڑی کہ یا الٰہی! میرے اس بیٹے کی پشت سے وہ نبی آخرالزماں مبعوث فرما جس کا وجودِ مسعود باعثِ تکوین کائنات ہو اور جس کے سر پر رحمۃ اللعالمینی کا تاج ابد الآباد تک رکھا جائے۔

چوتھا سبب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مرکزی حیثیت کا چوتھا بنیادی سبب یہ ہے کہ آپ کو منصب نبوت کی تکمیل کی خاطر پے در پے آزمائشوں اور امتحانوں سے گزارا گیا۔ یہ امر مسلّمہ ہے کہ منصب جس قدر عظیم ہوگا اتنی ہی بڑی آزمائش و ابتلا کے سلسلے سے اس شخصیت کو دوچار کیا جائے گا۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد ہونے کا بے نظیر و بے مثال شرف نصیب ہوا، انہیں پیغمبرانہ بصیرت اور اہلیت و قیادت ہونے کا جوہرِ بیمثال بھی عطا ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کا مابہ الامتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے تن تنہا شرک والحاد کی باطل قوتوں کو للکارا اور وہ اس بناء پر اس دوقومی نظریے کے پہلے نقیب ٹھہرے جو پانچ ہزار سال بعد تخلیق پاکستان کا بنیادی اور اساسی نقطہ قرار پایا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آج سے چار ہزار سال قبل اپنی فقید المثال عزیمت اور مقصد کے عشق کی لگن سے باطل کے مقابلے میں حکومت الٰہیہ کی تشکیل کا علم اٹھایا اوروہ الحادی طاقتوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بلاخوف وخطر کود پڑے۔ بقول اقبالؒ:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی

یہی نظریہ پیغمبر اسلام حضور نبی اکرم ﷺ کی پیغمبرانہ جدوجہد کی اساس بنا جس پر آگے چل کر قصرِ اسلام کی عظیم الشان تعمیر عمل میں آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے صحرانشینوں نے عالم استعمار کے عزائم خاک میں ملا دیئے اور دنیا میں پہلی مرتبہ حکومت الٰہیہ قائم ہوئی۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو تمام نوع انسانی کیلئے مکمل نمونہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (۱)

’’فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے۔‘‘

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قرآن حکیم نے صرف دو شخصیات کا ذکر کیا ہے جو اپنے سیرت و کردار کی بناء پر تمام بنی نوع انسان کیلئے کامل نمونہ ہیں۔ ان میں پہلی شخصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور دوسری حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ یہ دونوں ہستیاں آفتابِ رشد و ہدایت ہیں۔ ان کے اسوہ حسنہ سے روشنی لینے کے لئے شرق تا غرب تمام عالم تا ابدمحتاج رہے گا۔

(۱) الاحزاب، ۳۳: ۲۱

سوال۴: شعائر اللہ کسے کہتے ہیں اور کیا مناسک (ارکان) حج شعائر اللہ ہیں؟

جواب: شعائر شعار کی جمع ہے جو نشانی یا علامت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں ایسے تمام ارکان جو خواہ عبادات، اوامر و نواہی یا مقدس مقامات سے متعلق ہوں یا جن پر عمل کرنے سے اسلام کی ہیئت اجتماعیہ تشکیل پائے شعائر کے ذیل میں آتے ہیں۔ چونکہ ان سب کا تعلق تاریخی اعتبار سے بعض مخصوص شخصیات و واقعات سے ہے جن کی نسبت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اس لئے ایسی تمام علامات کو شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیوں سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○ (۱)

’’بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، چنانچہ جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے (درمیان) چکر لگائے، اور جو شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یقیناً اللہ (بڑا) قدر شناس (بڑا) خبر دار ہے○‘‘

حج کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کے تمام مناسک اللہ کی تعظیم اور محبوبانِ

(۱) البقرة، ۲: ۱۵۸

الٰہی کی یاد میں عشق و محبت کے والہانہ پن سے عبارت ہیں مثلاً جب بندہ بطور حاجی اللہ کے گھر میں داخل ہو کر ابھی سجدہ ریز نہیں ہوتا، رکوع و قیام اور نماز میں داخل نہیں ہوتا بس غلاف کعبہ کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں کے پیمانے اشکوں سے لبریز ہو جاتے ہیں اور پلکوں سے برسات ٹپکنے لگتی ہے اور پھر حدود حرم میں داخل ہونے سے قبل اپنے قیمتی کپڑوں کو اتار کر سادہ ان سلی چادریں زیب تن کر لیتا ہے اور پیکر عجز و انکسار بن کر ننگے سر اور ننگے پاؤں بیت اللہ کے صحن میں آ جاتا ہے اور ایک طرح کی بیخودی سے دیوانہ وار دوڑنے لگتا ہے اور حرم کعبہ کے گرد سات چکر مکمل کرتا ہے۔ جسے عرف عام میں طواف کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ایک گوشے میں نصب ایک پتھر دیکھتا ہے جس کی طرف وہ دیوانہ وار لپکتا ہے، بڑی محنت و جانفشانی سے اس کے قریب پہنچتا ہے اور بے اختیار اسے چومنے لگتا ہے۔ وہ اس کی عقلی دلیل نہیں جانتا اسے بس اتنا پتہ ہے کہ یہ حجرِ اسود ہے جسے حضور نبی اکرم ﷺ نے بوسے دیئے تھے اور اسی نسبت سے اسے بوسہ دینا اپنے لئے بڑی سعادت خیال کرتا ہے۔

طواف سے فارغ ہو کر وہ ایک مقام پر جہاں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ثبت ہیں رک جاتا ہے اور وہاں اس ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں سجدہ ریز ہو جاتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى.(۱)

''اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ

(۱) البقرۃ، ۲: ۱۲۵

نماز بنالو۔‘‘

پھر وہ بیت اللہ سے کچھ فاصلے پر صفا و مروہ دو پہاڑ دیکھتا ہے جن کی طرف اس کے قدم بے اختیار اٹھ جاتے ہیں اور وہ دوڑ کر کبھی اس پہاڑ پر چڑھتا ہے کبھی اس پہاڑ پر۔ ان دو پہاڑوں کی نسبت اللہ کی پیاری بندی حضرت حاجرہ علیہا السلام اور ان کے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہے جن کی بنا پر انہیں شعائر اللہ قرار دے دیا گیا۔

اللہ کا بندہ احرام باندھے ہوئے ننگے سر جب صفا و مروہ کی سعی مکمل کر لیتا ہے تو اس کی حجامت بڑھی ہوئی ہوتی ہے، وہ بال جن کو اپنی زیب و زینت سمجھ کر سنوار کر رکھتا ہے انہیں استرے سے منڈوا ڈالتا ہے۔ ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو انہیں کٹواتا ہے پھر منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتا ہے خیمے گاڑتا ہے اور عرفات میں شام تک قیام کرتا ہے۔ عرفات میں نماز ظہر کا وقت آتا ہے تو وہ جو عمر بھر قانون خداوندی:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰـبًا مَّوْقُوْتًا.(۱)

’’بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔‘‘

کی تعمیل میں ہمیشہ نماز اپنے وقت پر پڑھنے کا عادی تھا، ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کو ملا کر پڑھتا ہے۔ ایسا کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میدانِ عرفات میں ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا تھا۔ اب اس کی پیروی ہر

(۱) النساء، ۴: ۱۰۳

خاص و عام کے لئے واجب قرار پائی۔ پھر مغرب کا وقت آ جاتا ہے وہ تمام حالات میں غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب ادا کرنے کا پابند ہے لیکن یہاں آ کر قانونِ شریعت سے وہ پابندی معطل ہوگئی۔ وہ نماز کا وقت دیکھتا ہے لیکن اس کی ادائیگی سے اس لئے گریز کرتا ہے کہ محبوبِ خدا ﷺ نے اس وقت نماز ادا نہیں کی تھا وہ اس نماز کو حضور نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں مزدلفہ جا کر عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھتا ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر سفر سے تھکا ہوا انسان سوچتا ہے کہ رات گزرنے کے بعد کچھ ستاؤں اور آرام کر لوں لیکن حکم رسول ﷺ اس کے سامنے ہے کہ مزدلفہ چھوڑ کر خیمہ یہاں (منیٰ میں) گاڑ لے اور پتھر کے ستونوں کو شیطان سمجھ کر انہیں کنکریاں مارے۔ عقل لاکھ کہے کہ شیطان کہاں یہ تو پتھر ہیں انہیں کنکریاں کیوں ماری جائیں لیکن وہ محبت کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے تین دن تک انہیں کنکریاں مارنے جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس فعل کو اللہ کے ایک مقرب بندے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے نسبت ہے جنہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی پسند آ گئی کہ اب اس کی یاد کو قیامت تک دہرانے کا حکم دے دیا گیا۔

پھر اللہ کا بندہ منیٰ پہنچ کر قربانی کرتا ہے اور قربانی کے بعد شہر مکہ لوٹ آتا ہے کبھی یہ صحراؤں میں پھرتا ہے کبھی جنگلوں میں ڈیرے لگاتا ہے اور کبھی شہر میں آتا ہے۔ شعائر اللہ کی یہ تعظیم و تکریم، دیوانہ وار طواف اور بھاگ دوڑ یہ سب باتیں ادب اور تقاضائے محبت ہیں ان کی کوئی عقلی دلیل ممکن نہیں۔ بس

یہ سب محبوبانِ الٰہی کی یادیں ہیں جنہیں جاری و ساری کرنے کا اہتمام شرعاً عبادت کا درجہ اختیار کر گیا ہے۔

سوال ۵: حج میں شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا حکم دینے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: نماز، روزہ، زکوٰۃ اور کسی بھی فرض و نفلی عبادت سے حکم الٰہی کی تکمیل تو ہو جاتی ہے، لیکن عشق و محبت کی وہ آگ جو بندۂ مومن کے سینے میں محبوب حقیقی کے ہجر و فراق کی وجہ سے بھڑکتی رہتی ہے، ختم نہیں ہوتی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذوقِ محبت کے فروغ اور ان کی تسکین کا سامان بہم پہنچانے کے لیے اپنے انبیاء کرام اور برگزیدہ و مقبول بندوں کی زندگی کے ان واقعات کو چن چن کر بنی نوع انسان کے سامنے رکھا ہے جو عشق و محبت، ایثار و قربانی اور وفا کے باب میں سب کے لئے ابدی معیار کا درجہ اختیار کر گئے ہیں۔ ان کو اپنی نشانیاں قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ○ (۱)

’’یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے (یعنی ان جانداروں، یادگاروں، مقامات، احکام اور مناسک وغیرہ کی تعظیم جو اللہ یا اللہ والوں کے ساتھ کسی اچھی نسبت یا تعلق کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں) تو یہ (تعظیم) دلوں کے تقویٰ میں سے ہے (یہ

(۱) الحج، ۲۲: ۳۲

تعظیم وہی لوگ بجا لاتے ہیں جن کے دلوں کو تقویٰ نصیب ہو گیا ہو)o‘‘

حج میں شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کرنے کے حکم میں حکمت یہ ہے کہ اس کے ذریعے حجاج کے دلوں میں تقویٰ پیدا ہوجائے۔ شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب اللہ کی نظر میں اس قدر محبوب ہے کہ اسے دلوں کے تقویٰ سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ ویسے تو پہاڑ، پتھر اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت عام چیزوں جیسی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں سے نسبت ہونے کی بناء پر ان کی تعظیم و ادب اتنی بڑی عبادت بن گیا جو دلوں کے تقوی کا موجب ہے۔

سوال ٦: کیا قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ ہیں؟

جواب: جی ہاں! قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ ہیں۔ یوں تو دنیا میں ہر جگہ اللہ کے نام پر صدقہ و خیرات کے لئے جانور ذبح کئے جاتے ہیں لیکن ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے نسبت ہونے کی بنا پر مقام منیٰ پر قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کی حیثیت منفرد اور جداگانہ ہوگئی ہے۔ انہیں اس خاص نسبت کے باعث شعائر اللہ کا درجہ دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰـهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللهِ.[1]

(۱) الحج، ۲۲: ۳٦

''اور قربانی کے بڑے جانوروں (یعنی اونٹ اور گائے وغیرہ) کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا ہے۔''

سوال ۷: دورِ جاہلیت میں (ابراہیمی) مناسکِ حج میں کس طرح کی تحریفات کی گئیں؟

جواب: تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ سلسلۂ حج کا آغاز بعثت نبوی ﷺ سے تین ہزار سال قبل ہوا اور یہ کسی نہ کسی شکل میں حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد تک جاری رہا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقرر کردہ حج کے طریقوں میں تحریف اور تبدیلی کی جانے لگی۔ ان کی ہیئت پے در پے تبدیلیوں کے عمل سے مسخ ہوتی چلی گئی اور بالآخر ایسی بے بنیاد رسموں کی صورت اختیار کر گئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کی روح سے قطعاً مختلف تھی۔ قرآنِ حکیم نے متعدد مقامات پر ان تحریفات کا ذکر کیا ہے۔

منجملہ رسوم میں ایک رسم جسے زمانہ جاہلیت کے عربوں نے اپنے ہاں بطور خاص رواج دے رکھا تھا، احرام باندھنے سے متعلق تھی۔ اہل عرب جب حج کے ارادے سے احرام باندھ لیتے تو وہ اپنے گھر میں نہ صرف اصل دروازوں سے داخل ہونا حرام قرار دیتے بلکہ عقبی دیوار پھلانگ کر یا پچھواڑے میں کسی کھڑکی یا روشن دان کے راستے سے گھر کے اندر داخل ہوتے اور اپنے اس فعل کو مناسک حج کا حصہ اور عبادت تصور کرتے۔ قران حکیم نے اس مضحکہ

خیز اور بلا جواز رسم کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ اس میں کسی قسم کی نیکی کا کوئی تصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَيۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ مِنۡ ظُهُوۡرِهَا وَلٰـكِنَّ الۡبِرَّ مَنِ اتَّقٰى. (۱)

’’اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم (حالتِ احرام میں) گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ بلکہ نیکی تو (ایسی الٹی رسموں کی بجائے) پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے فرمان کی رُو سے نیکی تو اللہ کے ہاں تقوی کا نام ہے اور گھر کی عقبی دیواروں کو پھاند کر اندر داخل ہونا محض توہمات کے ذیل میں آتا ہے، جو نیکی کے کسی تصور سے ہرگز تعلق نہیں رکھتا۔ قرآن حکیم نے اس طرح نیکی کا اصل الاصول بیان فرما کر ان بیہودہ اور لغو رسوم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

عربوں کے دورِ جاہلیت کی ایک اور رسم حج اور عمرہ سے متعلق تھی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ کی ادائیگی یکجا نہیں ہوسکتی۔ اس غلط عقیدے کی بنا پر انہوں نے حج اور عمرہ کے لئے الگ الگ مہینے مقرر کر رکھے تھے جس کے لئے وہ جدا جدا سفر اختیار کرتے اس سے دور دراز کی مسافت طے کرکے آنے والے لوگوں کو دشواری کا سامنا کرنا پڑتا۔ اسلام کی آمد کے

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۸۹

بعد اس خود ساختہ رسم کو منسوخ کر دیا گیا اور ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ کرنے کی ہر ایک کو اجازت مل گئی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ط(۱)

’’چنانچہ جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے (درمیان) چکر لگائے۔‘‘

اسی طرح ایک غلط نظریہ اور تصور زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں جڑ پکڑ چکا تھا، جس کی رو سے انہوں نے اپنے اوپر حج کے سفر کے دوران زاد راہ ہمراہ لے جانا حرام قرار دیا تھا۔ وہ حج کے لئے سفر پر نکلتے تو اپنے ساتھ کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا سامان لے جانا اپنے نام نہاد تقویٰ کے منافی سمجھتے تھے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بے بنیاد اور لغو تصوّر کا راز کھول دیا، ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ ○ (۲)

’’حج کے چند مہینے معیّن ہیں (یعنی شوّال، ذوالقعد اور عشرۂ ذوالحجہ) تو جو شخص ان (مہینوں) میں نیت کر کے (اپنے اوپر) حج لازم کر لے تو

(۱) البقرة، ۲: ۱۵۸

(۲) البقرة، ۲: ۱۹۷

حج کے دنوں میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے اور نہ کوئی (اور) گناہ اور نہ ہی کسی سے جھگڑا کرے، اور تم جو بھلائی بھی کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے، اور (آخرت کے) سفر کا سامان کرلو بے شک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو! میرا تقویٰ اختیار کروo‘‘

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی علیم و خبیر ذاتِ کریم زندگی کے ہر گوشے میں نوع انسانی کے تمام مسائل کی تہہ پر نظر رکھتی ہے اور اسے ہرگز ہرگز گوارا نہیں کہ غلط سوچ اور نادانی کی بناء پر انسان نے معاشرتی سطح پر جو ناروا پابندیاں یکطرفہ طور پر عائد کر رکھی ہیں یا غلط رسوم اپنا لی ہیں انہیں جاری رکھا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حج کے سفر پر نکلنے والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنا زادِ راہ اور خورد و نوش کا سامان ساتھ لے کر نکلا کریں۔ پھر فرمایا کہ بہترین زادِ راہ تو تمہارا تقویٰ ہے اور باقی دنیاوی سامان تو سب عارضی ہے۔

سوال ۸: حج سے فحاشی، عریانی اور باطل رسموں کا خاتمہ کیسے ہوا؟

جواب: دورِ جاہلیت میں عرب طواف کعبہ کرتے وقت برہنہ ہو کر تالیاں بجاتے اور سیٹیاں بجاتے جنہیں وہ عبادت تصور کرتے۔ قرآن حکیم نے ان کے اس ناپسندیدہ فعل کو یوں بیان فرمایا:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً. (۱)

(۱) الانفال، ۸: ۳۵

''اور بیت اللہ (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس ان کی (نام نہاد) نماز سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔''

اسلام دین فطرت ہونے کے باعث عمل کے اعتبار سے آسان ہے تا کہ انسانوں کو ان تمام ناروا پابندیوں اور رسم و رواج کی زنجیروں سے رہائی دلا دے جو اہل عرب نے ایک طویل عرصے سے حج کے ضمن میں عائد کر رکھی تھیں۔ اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد خصوصی توجہ کا حامل ہے۔

كُلُّ شَيءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيَّ. (۱)

''زمانہ جاہلیت کی تمام رسوم میرے قدموں کے نیچے روند دی گئی ہیں۔''

تاریخی تناظر میں اگر حج کا جائزہ لیا جائے تو آج ہمیں جو حج کی صورت نظر آتی ہے وہ اس حج کی ارتقائی شکل ہے جو فتح مکہ کے ایک سال بعد ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت و سربراہی میں ادا کیا گیا تھا۔ یاد رہے کہ فتح مکہ ۸ ہجری میں ہوئی اور اس سال حج اسی قدیم طریقے پر ادا ہوا تھا جو زمانہ جاہلیت میں طویل عرصہ سے رائج چلا آ رہا تھا۔

اگلے سال ۹ ہجری میں حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بطور خاص امیر بنا کر جیّد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمراہی میں مکہ مکرمہ بھیجا، یہ

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ، ۲: ۸۸۹، رقم: ۱۲۱۸

وفد عازمِ سفر ہو چکا تھا کہ سورہ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں تفصیل کے ساتھ حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں اور دورِ جاہلیت کی ان باطل رسموں کو مکمل ختم کر دیا گیا ہے جن سے حج کی صورت مسخ ہو کر رہ گئی تھی۔

چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ خاص بنا کر ان آیات حج کو مجمع عام کے سامنے خطبہ کی شکل میں تلاوت کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کا پیغام ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لئے اس تاریخی حج کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وفد کے ساتھ شامل ہوگئے اور حج کے اجتماع عام میں خطبہ حج ارشاد فرمایا جس نے دور جاہلیت کی تمام باطل رسموں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ یہ بات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ ۹ ہجری کا حج دو طریقوں سے ادا کیا گیا۔

کفار اور مشرکین جو اس موقع پر موجود تھے انہوں نے قدیم آبائی طریقے سے حج کی رسوم ادا کیں جبکہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی متعین کردہ حدود کے اندر رہ کر مناسک حج ادا کئے۔ تاہم اس تاریخی حج کے موقع پر ارشاد نبوی ﷺ کا اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ کسی کافر و مشرک کو حج کے لئے حرم پاک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ چنانچہ آئندہ حج سے قبل ہی سرزمین کعبہ ہمیشہ کے لیے مشرکوں کے وجود سے پاک ہوگئی۔ اس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے ارادۂ خداوندی کے مطابق حج سے باطل رسموں کا خاتمہ فرما کر دور جاہلیت کے سب آثار اور نقوش حرفِ غلط کی

طرح مٹا دیئے۔

سوال ۹: خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت و انفرادیت کیا ہے؟

جواب: خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت و انفرادیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ۲۳ سالہ جدوجہد کے بعد اسلامی معاشرہ کے قیام اور بین الاقوامی سطح پر مصطفوی انقلاب کی بنیادیں استوار کر دینے کے بعد ۱۰ سن ہجری کو آخری حج کے موقع پر جو خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا وہ عالم انسانیت کے لئے انسانی حقوق کا پہلا باقاعدہ چارٹر (Charter of Human Rights) اور اقوامِ عالم کے لیے نیا عالمی نظام (New World Order) ہے۔ اس خطبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے:

۱۔ نئے عالمی نظام کا آغاز فرمایا۔

۲۔ سابقہ جاہلانہ اور ظالمانہ نظام کو منسوخ فرما دیا۔

۳۔ ہر شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حرمت کا اعلان فرما کر عالمی امن کے قیام کا اعلان فرمایا۔

۴۔ تقویٰ کو شرف و کرامت کی بنیاد قرار دے کر عالمی مساوات کا قیام فرمایا۔

۵۔ سود کی ممانعت کا اعلان فرما کر معاشی استحصال کا خاتمہ کر دیا۔

۶۔ عورت کے حقوق اور اس کی عزت و ناموس کو تحفظ دے کر اس کا وقار بلند کیا۔

۷۔ زیردست اور افلاس زدہ انسانیت کے حقوق کا تحفظ فرما کر ان میں جینے کا حوصلہ اور ناانصافی کے خلاف ڈٹ جانے کی جرات عطا فرمائی۔

درج بالا خطبہ حجۃ الوداع کا مختصر جائزہ اس کی اہمیت و انفرادیت کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیتا ہے کہ اس خطبے کا ایک ایک لفظ فصاحت و بلاغت اور اعجاز کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے قبائلی تفاخر و عصبیت، سماجی اونچ نیچ کے باطل تصورات اور عرب و عجم کے جھوٹے امتیازات اور مادی شان و شوکت اور کبر و غرور پر مبنی طبقاتی عدم مساوات کے باطل نظریات کو پامال کردیا اور حتمی طور پر اعلان فرما دیا کہ کسی عربی کوکسی عجمی پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں اور اگر کسی میں کوئی فضیلت ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ اس اعلامیہ میں یہ بات کھول کر بیان کردی گئی کہ ہر مسلمان کا خون، جان و مال اور اس کی عزت و آبرو اتنی ہی حرمت کی حامل ہے جتنا کہ یہ شہر اور یہ دن سب کے لئے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ.(۱)

’’سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ یہ احکام اور باتیں

(۱) بخاری، الصحیح، ابواب الحج، باب الخطبة ایام منی، ۲: ۶۲۰، رقم: ۱۶۵۲، ۱۶۵۴

ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔‘‘

یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ حیات نبوی ﷺ کی اثر انگیزی جس طرح ظاہری حیاتِ مبارکہ میں ایک زندہ حقیقت تھی اسی طرح دورِ حاضر کے لیے بھی ایک زندہ حقیقت ہے۔ اس لئے آپ کی حیات مبارکہ کو اسوہ حسنہ کہا گیا آج ساڑھے چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں عدل و مساوات کے ایسے ضوابط و قوانین تشکیل پاتے ہیں جو انسانی حقوق کے تحفظ کی مکمل ضمانت فراہم کرتے ہیں اور جن کی بنیاد پر باہمی جنگ و جدل، نفرت اور استحصال سے پاک اور اعتدال، میانہ روی، عدل و انصاف اور تکریم انسانیت پر مبنی انسانی معاشرہ وجود میں لایا جا سکتا ہے۔

۲۔ اِصطلاحاتِ حج

سوال ۱۰: حج کسے کہتے ہیں؟

جواب: حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے جس کے لفظی معنی ہیں ’قصد کرنا، کسی جگہ ارادے سے جانا‘ جبکہ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد مقررہ دنوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنا ہے۔ (۱)

سوال ۱۱: عمرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حج کے مقررہ دنوں کے علاوہ بھی کسی وقت مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو عمرہ کہتے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں عمرہ سے مراد شرائطِ مخصوصہ اور افعالِ خاصہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا ہے۔ (۲)

سوال ۱۲: میقات کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ آخری مقام جہاں سے حج یا عمرہ کا ارادہ کرنے والے کا احرام کے بغیر آگے بڑھنا جائز نہیں میقات کہلاتا ہے۔

(۱) ابن منظور افریقی، لسان العرب، ۳: ۵۲

(۲) الجزیری، الفقه علی المذاهب الاربعة، ۱: ۱۱۲۱

سوال ۱۳: حدودِ حرم سے پہلے کون سے مقامات بطورِ میقات مقرر ہیں؟

جواب: حدود حرم سے پہلے جن مقامات کو حضور نبی اکرم ﷺ نے بطور میقات مقرر فرمایا وہ پانچ ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اہل مدینہ کے لئے احرام باندھنے کی جگہ **ذو الحُلیفہ** ہے اور دوسرا راستہ **جُحفہ** ہے اور اہل عراق کے لئے احرام باندھنے کی جگہ **ذاتِ عرق** ہے اہل نجد کے لیے **قرن المنازل** ہے اور اہل یمن کے لئے **یَلَمْلَمْ** ہے۔ (۱)

سوال ۱۴: پاکستانیوں کا میقات کون سا ہے؟

جواب: پاکستانیوں کا میقات **یَلَمْلَمْ** ہے جہاں اہل پاکستان احرام باندھتے ہیں جو جدہ سے پہلے آتا ہے۔

سوال ۱۵: حِلّ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حدودِ حرم کے باہر چاروں طرف جو زمین میقات تک ہے اسے حِلّ کہتے ہیں اور جو شخص زمین حِلّ کا رہنے والا ہو اسے **حِلّی** کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ تمام چیزیں حلال ہیں جو حرم میں احتراماً منع ہیں۔

سوال ۱۶: حرمِ کعبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مکہ معظّمہ کے اردگرد کئی کوس تک زمین کو حرم کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب مواقیت الحج و العمرہ، ۲: ۸۴۱، رقم: ۱۱۸۳

ہر طرف حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، ان حدود کے اندر شکار کھیلنا، وحشی جانوروں حتیٰ کہ جنگلی کبوتروں کو تکلیف و ایذا دینا، جانوروں کو گھاس چرانا بلکہ تر گھاس اکھیڑنا بھی حرام ہے۔ مکہ مکرمہ، منیٰ، مزدلفہ سب حدودِ حرم ہیں، البتہ عرفات داخلِ حرم نہیں۔

سوال ۱۷: آفاقی کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ شخص جو حج کی نیت سے حدود میقات کے باہر سے آئے مثلاً یمنی، پاکستانی، بھارتی، مصری، شامی، عراقی اور ایرانی وغیرہ کو آفاقی کہتے ہیں۔ یہ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔

سوال ۱۸: احرام کسے کہتے ہیں؟

جواب: حج یا عمرہ کی باقاعدہ نیت کر کے جو لباس پہنا جاتا ہے اسے احرام کہتے ہیں اس کے بغیر آدمی میقات سے نہیں گزر سکتا یعنی ایک چادر نئی یا دھلی ہوئی اوڑھنے کیلئے اور ایسا ہی ایک تہہ بند کمر پر لپیٹنے کے لئے۔ اس کے پہننے کے بعد بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔

سوال ۱۹: تلبیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: تلبیہ وہ مخصوص ورد ہے جو حج اور عمرہ کے دوران حالت احرام میں کیا جاتا ہے۔ تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:

لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ! لَبَّيْکَ. لَبَّيْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ. إِنَّ

اَلْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ.[1]

''اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ تعریف، نعمت اور بادشاہی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔''

احرام کے لئے ایک مرتبہ زبان سے تلبیہ کہنا ضروری ہے اور نیت شرط ہے۔ الفاظِ نیت یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أُرِيْدُ الْحَجَّ يا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُ لِیْ يا فَيَسِرَهَا لِی وَتَقَبَّلْهُ مِنِّی.

''اے اللہ! میں حج یا عمرہ کی نیت کرتا ہوں، پس اس کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے قبول کر لے۔''

سوال ۲۰: طواف کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کے اردگرد بطریقِ خاص چکر لگانے کا نام طواف ہے۔ جس جگہ میں طواف کیا جاتا ہے اسے مطاف کہتے ہیں۔ طواف حجر اسود سے شروع ہوتا ہے اور وہیں ختم ہوتا ہے۔

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب التلبية، وصفتها ووقتها، ۲: ۸۴۱، رقم: ۱۱۸۴

۲۔ ترمذی، السنن، ابواب الحج، باب ما جاء فی التلبية، ۲: ۱۷۶۔ ۱۷۷، رقم: ۸۲۵

سوال ۲۱: طوافِ قدوم کسے کہتے ہیں؟

جواب: مکۃ المکرّمہ میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا طواف کیا جاتا ہے۔ اسے طوافِ قدوم کہتے ہیں یہ طواف ہر اس آفاقی کیلئے مسنون ہے جو حج اِفراد یا قِران کی نیت سے مکہ معظّمہ میں داخل ہو۔

سوال ۲۲: طوافِ زیارت کسے کہتے ہیں؟

جواب: طوافِ زیارت حج کا رُکن ہے چونکہ یہ قربانی، حلق و تقصیر اور اِحرام کھولنے کے بعد عام لباس میں کیا جاتا ہے، اس لئے اس طواف میں اضطباع نہیں۔ یہ طواف ۱۰ ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر ۱۲ ذوالحجہ غروبِ آفتاب سے پہلے تک ہوسکتا ہے البتہ ۱۰ ذوالحجہ کو کرنا احسن ہے۔ طوافِ زیارت کرنے کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

سوال ۲۳: طوافِ وداع/طوافِ صدر کسے کہتے ہیں؟

جواب: بیت اللہ سے واپسی کے وقت طواف کرنا، طوافِ وداع کہلاتا ہے اس میں نہ رمل ہے نہ سعی اور نہ ہی اضطباع۔ یہ آفاقی پر واجب ہے۔

سوال ۲۴: نفلی طواف کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ طواف جو کوئی بھی عاقل شخص مکہ میں قیام کے دوران وقت کی پابندی کئے بغیر کسی بھی وقت ایک یا ایک سے زائد بار کر سکتا ہے نفلی طواف کہلاتا ہے۔ اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں کیا جاتا اور نہ ہی احرام باندھنے کی پابندی ہوتی ہے۔ آفاقی یعنی مسافر کے لئے نفل نماز سے نفل

طواف افضل ہے اور اہل مکہ کے لئے طواف سے نماز افضل ہے، مکہ والوں کے لیے یہ حکم فقط موسم حج کے لیے ہے تا کہ آفاقیوں کے لئے جگہ تنگ نہ ہو ورنہ نفل طواف بہتر ہے۔

سوال ۲۵: اِضْطِبَاع کسے کہتے ہیں؟

جواب: طواف شروع کرنے سے پہلے چادر کو دہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں کندھے پر اس طرح ڈال دینا کہ دایاں شانہ کھلا رہے اضطباع کہلاتا ہے۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اضطباع کی حالت میں طواف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چادر مبارک تھی'' پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے اپنی دائیں جانب حجر اسود کی طرف چلیں یہاں تک کہ حجر اسود بالکل سامنے ہو جائے اس کے بعد طواف کی نیت کرے۔ (۱)

سوال ۲۶: رَمَلُ کسے کہتے ہیں؟

جواب: طواف کے پہلے تین پھیروں میں تیز قدم اٹھانے اور شانے ہلانے کو رمل کہتے ہیں، جیسا کہ قوی اور بہادر لوگ چلتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت اللہ کا طواف فرماتے تو تین مرتبہ رمل فرماتے اور چار مرتبہ چلتے۔ (۲)

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب ما جاء أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاف مضطبعًا، ۳: ۲۱۴، رقم: ۸۵۹

(۲) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب الرمل حول البیت، ۳: ۴۴۱، رقم: 2951

سوال ۲۷: اِستِلاَم کسے کہتے ہیں؟

جواب: دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کر حجر اسود کو بوسہ دینا اور اگر بھیڑ کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ہاتھ یا لکڑی سے چھوکر چوم لینے کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کو استلام کہتے ہیں۔

حضرت زبیر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا استلام کرتے اور بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔(۱)

سوال ۲۸: طوافِ عمرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: احرام کے ساتھ طواف و سعی کے مجموعہ کا نام عمرہ ہے۔ یہ طواف عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔ اس طواف میں اضطباع، رمل اور اس کے بعد سعی بھی ہے۔

سوال ۲۹: سَعِی کسے کہتے ہیں؟

جواب: صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی طرف جانا اور آنا اور مِیلَین اخضَرَین کے درمیان سات مرتبہ دوڑنا سعی کہلاتا ہے۔

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب تقبیل الحجر، ۲: ۵۸۳، رقم: ۱۵۳۲

سوال ۳۰: یومِ التّرویہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ۸ ذوالحجہ کو حج کی عبادات کا آغاز ہوتا ہے اسے ’’یوم التّرویۃ‘‘ کہتے ہیں۔

سوال ۳۱: یومِ عرفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ۹ ذوالحجہ کو میدان عرفات میں حج ہوتا ہے اسی نسبت سے اس دن کو یومِ عرفہ کہتے ہیں۔

سوال ۳۲: یومِ نحر کسے کہتے ہیں؟

جواب: ۱۰ ذوالحجہ کو، جس دن قربانی کی جاتی ہے اسے یومِ نحر کہتے ہیں۔

سوال ۳۳: ایامِ تشریق کسے کہتے ہیں؟

جواب: ۹ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک کے ایّام، ایامِ تشریق کہلاتے ہیں۔ ان دنوں میں ہر فرض نماز باجماعت پڑھنے کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھی جاتی ہے تکبیر تشریق یہ ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ.

سوال ۳۴: وُقُوفِ عرفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ۹ ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا، خشیتِ الٰہی اور خالص نیت سے ذکر، لبیک، دعا، درود و سلام، استغفار میں مشغول رہنا، نماز ظہر و عصر ادا کرنا اور نماز

سے فراغت کے بعد بالخصوص غروبِ آفتاب تک دعا میں اپنا وقت گزارنے کو وقوف عرفہ کہتے ہیں۔

سوال ۳۵: رَمِیُ کسے کہتے ہیں؟

جواب: منیٰ میں واقع تین جمرات (یعنی شیاطین) پر کنکریاں مارنے کو رَمِیُ کہتے ہیں۔ ان میں سے پہلے کا نام جمرۃ الأخریٰ یا جمرۃ العقبہ ہے۔ اسے عوام الناس بڑا شیطان کہتے ہیں۔ دوسرے کو جمرۃ الوسطیٰ (منجھلا شیطان) اور تیسرے کو جمرۃ الاولیٰ (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔

سوال ۳۶: ھَدی کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ جانور جسے حج یا عمرہ کرنے والا اپنی طرف سے قربانی کے لئے وقف کرے اسے ھَدِی کہتے ہیں۔

سوال ۳۷: حلق کسے کہتے ہیں؟

جواب: رمی سے فارغ ہو کر قربانی کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر حاجی کے لئے سارا سر منڈانا حلق کہلاتا ہے۔ حلق کروانا افضل ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ. (۱)

”اے اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے۔“

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب الحلق والتقصیر عند الإحلال، ۲: ۶۱۷، رقم: ۱۶۴۱

سوال ۴۸: تقصیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: رمی سے فارغ ہو کر قربانی کے بعد سر منڈانے کی بجائے بالوں کو کتروانے یعنی بال چھوٹے کرانے کی بھی اجازت ہے، یہ عمل تقصیر کہلاتا ہے لیکن حلق، تقصیر کی نسبت زیادہ افضل ہے۔ خواتین پر حلق اور قصر دونوں نہیں بلکہ وہ انگلی کی ایک پور کے برابر بال کتروائیں۔

۳۔ مقاماتِ حج

سوال ۳۹: کعبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: کعبہ یا بیت اللہ مقاماتِ حج میں سے سب سے عظیم مقام ہے اسی کا حج اور طواف کیا جاتا ہے اور وہ مسجد جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ گھر واقع ہے اسے مسجدِ حرام کہتے ہیں۔

سوال ۴۰: کعبۃ اللہ کے چار رکن کون کون سے ہیں؟

جواب: کعبۃ اللہ کے چار رُکن درج ذیل ہیں:

۱۔ رکنِ اَسود: یہ حرمِ کعبہ کا جنوب مشرقی کونہ ہے جہاں حجر اسود نصب ہے۔

۲۔ رکنِ عراقی: یہ حرم کعبہ کا شمال مشرقی کونہ ہے جہاں بابِ کعبہ ہے جو اپنی دو رکنوں کے درمیان کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

۳۔ رکنِ شامی: یہ بیت اللہ کا شمال مغربی کونہ ہے۔ یہاں حجرِ اسود کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو بیت المقدس سامنے ہو گا۔

۴۔ رکنِ یمانی: یہ بیت اللہ کا جنوب مغربی کونہ ہے جو کہ یمن کی سمت واقع ہے۔

سوال ۴۱: حجرِ اسود کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ ایک جنتی پتھر ہے جو خانہ کعبہ میں نصب ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ الْحَجرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبْنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِی آدَمَ. (۱)

’’حجر اسود جنت سے اترا تو دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا ابن آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا۔‘‘

حجرِ اسود خانہ کعبہ کے طواف کے شروع اور ختم کرنے کے لئے ایک نشان کا کام دیتا ہے۔

سوال ۴۲: مُلْتَزَمْ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مشرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکنِ اسود سے بابِ خانہ کعبہ تک ہے۔ ملتزم کہلاتا ہے۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نماز و دعا سے فارغ ہو کر حاجی یہاں آ کر اس سے لپٹتے، اپنا سینہ و رخسار اس پر رکھتے ہوئے اور ہاتھ اونچے کرکے دیوار پر پھیلاتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔

سوال ۴۳: میزابِ رحمت کسے کہتے ہیں؟

جواب: سونے کا پرنالہ جو رکنِ عراقی اور رکنِ شامی کی درمیانی دیوار کی چھت پر

---

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود والرکن والمقام، ۲: ۲۱۶، ۲۱۵، رقم: ۸۷۷

نصب ہے اسے خانہ کعبہ کا پرنالہ یعنی میزابِ رحمت کہا جاتا ہے۔

سوال ۴۴: حطیم کسے کہتے ہیں؟

جواب: بیت اللہ شریف کی شمالی دیوار کی طرف زمین کا ایک حصہ جس کے ارد گرد قوسی کمان کے انداز کی ایک چھوٹی سی دیوار بنا دی گئی ہے اُسے حطیم کہتے ہیں۔ اس کے دونوں طرف آمد و رفت کا دروازہ ہے۔ اس حصہ زمین کو طواف میں شامل کرنا واجب ہے۔

سوال ۴۵: مُستجَار کسے کہتے ہیں؟

جواب: رکنِ یمانی و شامی کے درمیان غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملتزم کے مقابل ہے، مستجار کہلاتا ہے۔

سوال ۴۶: مُستجَاب کسے کہتے ہیں؟

جواب: رکنِ یمانی اور رکن اَسود کے درمیان جنوبی دیوار ہے۔ یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لئے مقرر ہیں اس لئے اس کا نام مستجاب رکھا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وُکِّلَ بِهِ یعنی بِالرُّکْنِ الْیَمَانِي سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَکٍ فَمَنْ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسأَلُکَ الْعَفْوَ (والعافیة) فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، قَالُوْا: آمین.(۱)

---

(۱) دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۵: ۱۱۰، رقم: ۷۳۳۲

”رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے تعینات ہیں پس جو کوئی بھی وہاں یہ دعا پڑھتا ہے: ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ،“ تو وہ آمین کہتے ہیں۔“

سوال ۴۷: مقامِ ابراہیم علیہ السلام کسے کہتے ہیں؟

جواب: مقام ابراہیم دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ مقدس پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی۔ آپ کے قدم مبارک کا اس پر نشان پڑ گیا جو اب تک موجود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًاط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى.(۱)

”اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لیے رجوع (اور اجتماع) کا مرکز اور جائے امان بنا دیا، اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنا لو۔“

سوال ۴۸: آبِ زمزم کسے کہتے ہیں؟

جواب: آب زمزم مکہ معظّمہ کا وہ کنواں ہے جس کا پانی پینا ثواب اور بہت سی بیماریوں کے لئے باعث شفا ہے۔

(۱) البقرة، ۲: ۱۲۵

سوال ۴۹: بابُ الصَّفا کسے کہتے ہیں؟

جواب: باب الصّفا مسجد حرام کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

سوال ۵۰: بابُ السَّلام کسے کہتے ہیں؟

جواب: باب السّلام مسجد حرام کا ایک دروازہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی دروازے سے مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے۔ اس کا نام اب ’’باب الفتح‘‘ رکھ دیا گیا ہے۔

سوال ۵۱: صفا کسے کہتے ہیں؟

جواب: کعبۃ اللہ سے جنوب کی سمت ایک پہاڑی ہے جہاں سے سعی شروع ہوتی ہے، اسے صفا کہتے ہیں۔ یہ پہاڑی تعمیری اضافہ جات کے باعث اب زمین میں چھپ گئی ہے اور اب وہاں قبلہ رخ ایک دالان (برآمدہ) سا بنا ہے اور اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بھی ہیں۔

سوال ۵۲: مروہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: کعبہ کے قریب شمال مشرق کی سمت ایک پہاڑی ہے جہاں سعی ختم ہوتی ہے اسے مروہ کہتے ہیں یہ بھی تعمیری اضافہ جات کے باعث اب زمین میں چھپ چکی ہے۔ یہاں بھی اب قبلہ رخ دالان اور سیڑھیاں ہیں صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ مسجد حرام کا احاطہ ہے۔

سوال ۵۳: مِیْلَیْن اَخْضَرَیْن کسے کہتے ہیں؟

جواب: دو سبز ستون جو حرمین شریفین میں صفا و مروہ کے درمیان نصب ہیں انہیں میلین اخضرین کہتے ہیں، ان کے درمیان صفا و مروہ کی سعی کرتے ہوئے دوڑ کر گزرنا پسندیدہ ہے۔ نشانی کے طور پر وہاں سبز رنگ کی ٹیوب لائٹس شب و روز روشن رہتی ہیں۔

سوال ۵۴: مسعٰی کسے کہتے ہیں؟

جواب: صفا و مروہ کے مابین سعی کرنے کی جگہ یعنی وہ فاصلہ جو ان دونوں نشانوں کے درمیان ہے مَسعیٰ کہلاتا ہے۔

سوال ۵۵: تَنْعِیْم کسے کہتے ہیں؟

جواب: تنعیم وہ مقام ہے جہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے احرام باندھا تھا۔ اسے مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد حرم پاک سے باہر ہے اور مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرے کے لئے وہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔

سوال ۵۶: ذُوالحُلَیْفَہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف ۱۰ کلومیٹر دور ایک مقام ہے جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔

سوال ۵۷: ذاتِ عرق کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ عراق سے آنے والوں کے لئے میقات ہے اور مکہ سے تقریباً تین دن کی مسافت پر عراق کی طرف ہے۔

سوال ۵۸: جُحفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ اہل شام و اہل مصر کا میقات ہے اور مکہ مکرمہ سے تقریبا ۱۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

سوال ۵۹: قَرنُ الْمَنازِل کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ نجد کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

سوال ۶۰: عرفات کسے کہتے ہیں؟

جواب: میدانِ عرفات ایک بہت بڑا میدان ہے جو منیٰ سے تقریباً ۱۱ کلومیٹر دور ہے۔ یہاں پر حج کا خطبہ دیا جاتا ہے۔ یہ اُس یادگار ملاقات کی علامت بھی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے درمیان جنت سے نکالے جانے اور طویل عرصہ کی جدائی کے بعد اس میدان میں ہوئی جس میں انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ اس پہچان کی وجہ سے اس کو میدانِ عرفات کہا جاتا ہے۔ اس میدان کی حدود چاروں طرف سے متعین ہیں اور اب حکومت سعودیہ نے ان حدود پر نشانات لگوا دیئے ہیں تاکہ وقوف عرفات جو حج کا رکن اعظم ہے اس سے باہر نہ ہو۔

سوال ۶۱: مَوقِف کسے کہتے ہیں؟

جواب: عرفات میں وہ جگہ جہاں نماز کے بعد غروب آفتاب تک کھڑے ہو کر ذکر و دعا کرنے کا حکم ہے، مَوقِف کہلاتا ہے۔

سوال ۶۲: بطنِ عرفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ عرفات کے قریب ایک جنگل ہے۔ یہاں وقوف جائز نہیں۔ یہاں قیام یا وقوف کیا تو حج ادا نہ ہوگا۔ سعودی حکومت نے اس کی حدود پر نشانات لگوا دیئے ہیں تاکہ وقوف عرفات اس کے اندر نہ ہو۔

سوال ۶۳: مسجدِ نَمرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: میدان عرفات کے بالکل کنارے پر ایک عظیم مسجد ہے جسے مسجد نمرہ کہتے ہیں، اس کا کچھ حصہ عرفات کے اندر اور کچھ حصہ عرفات سے خارج ہے۔ اس حصہ میں بڑے بڑے بورڈ لگا دیئے ہیں تاکہ کوئی شخص مسجد کے اس حصے میں قیام نہ کرے کیونکہ اس حصے میں قیام کرنا وقوف عرفات کے لئے کافی نہیں۔ حج کا خطبہ اسی مسجد میں دیا جاتا ہے اسے مسجد ابراہیم بھی کہتے ہیں۔

سوال ۶۴: جبلِ رحمت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جبلِ رحمت عرفات کا ایک پہاڑ ہے یہ زمین سے تقریباً تین سو فٹ اونچا اور سطح سمندر سے تین ہزار فٹ بلند ہے اسے موقفِ اعظم بھی کہتے ہیں اسی کے قریب حضور نبی اکرم ﷺ نے وقوف فرمایا۔

سوال ٦٥: مزدلفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک کشادہ میدان ہے اسے مزدلفہ کہتے ہیں۔ عرفات سے تقریباً تین میل دور ہے یہاں سے منیٰ کا فاصلہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے۔

سوال ٦٦: مأذمین کسے کہتے ہیں؟

جواب: عرفات اور مزدلفہ کے پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے جو مأذمین کہلاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ عرفات سے مزدلفہ اسی راستے تشریف لائے تھے۔

سوال ٦٧: مَشْعَر حرام کسے کہتے ہیں؟

جواب: مَشْعَرِ حرام اس خاص مقام کا نام ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے۔ اور خود سارے مزدلفہ کو بھی مشعر حرام کہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ.[1]

''پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعرِ حرام (مُزدلفہ) کے پاس اللہ کا ذکر کیا کرو۔''

مزدلفہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے وقوف کی جگہ گنبد بنا دیا گیا تھا

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۹۸

آج کل یہاں ایک مسجد ہے جسے مسجد مشعر حرام کہا جاتا ہے۔ مزدلفہ کا پہاڑ جبل قزح مشعر حرام ہے۔

سوال ۶۸: وادی مُحَسَّرُ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مُحَسَّرُ وہ وادی ہے جہاں اصحاب فیل پر عذاب الٰہی نازل ہوا تھا اور وہ مکہ مکرمہ کی طرف آگے نہ بڑھ سکے اور سب ہلاک ہو گئے جس کا سورۂ فیل میں ذکر ہے۔

سوال ۶۹: مِنٰی کسے کہتے ہیں؟

جواب: منٰی ایک وسیع اور کشادہ میدان ہے جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے مزدلفہ سے یہاں آ کر رمی جمار اور قربانی جیسے افعال ادا کئے جاتے ہیں۔

سوال ۷۰: مسجد خیف کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسجد خیف منٰی کی مشہور اور بڑی مسجد کا نام ہے۔ خیف وادی کو کہتے ہیں اس پر ہشت پہلو قبہ ہے اس قبہ کی جگہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں بہت سے پیغمبروں نے نمازیں ادا فرمائی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجدِ خیف میں ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز ادا کی۔(۱)

(۱) حاکم، المستدرک، ۲: ۶۵۳، رقم: ۴۱۶۹

سوال ۷۱: مسجد کبش کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسجد کبش اس جگہ بنائی گئی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے لئے اپنے لختِ جگر کو لٹایا تھا اور کبش یعنی دنبہ ذبح فرمایا تھا۔

سوال ۷۲: جنت معلّٰی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنت معلّٰی مکہ مکرمہ کا وہ تاریخی قبرستان ہے جہاں چھ ہزار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں۔ یہ منیٰ کے راستہ میں مسجد الحرام سے تقریباً ایک میل دور شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے علاوہ دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے۔

قبرستان کو اب دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ درمیان میں سڑک ہے۔ پرانے حصے میں ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے۔ پہلے کبھی قبر مبارک پر گنبد تھا جو اب گرا دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ تابعین اور بہت سے اولیائے کاملین و صالحین یہاں آرام فرما ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جناب عبد المطلب، چچا جناب ابوطالب، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادگان حضرت قاسم، حضرت طاہر اور حضرت طیب رضی اللہ عنہم کے مزارات بھی یہیں ہیں۔

سوال ۷۳: جنت البقیع کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنت البقیع مدینہ منورہ کا عظیم قبرستان ہے، جو مسجد نبوی کی مشرقی سمت میں ہے باب جبریل سے نکل کر سڑک پر آئیں تو سامنے جنت البقیع کا احاطہ نظر آتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہاں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرام فرما ہیں اور تابعین، تبع تابعین اور اولیاء و علماء و صلحاء وغیرھم بھی بے شمار ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بقیع کے شمال مشرقی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ یہیں پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے۔ اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دیگر امہات المومنین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تینوں صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، سیدہ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اسی مقامِ ادب پر محوِ استراحت ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہم، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیوں کے مزارات بھی بقیع کے احاطہ میں ہیں۔ بقیع کی مشرقی دیوار سے باہر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کے مزارات ہیں۔

حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت اسد بن زرارۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات بھی یہیں ہیں۔

شیخ القرآء امام نافع اور امام مالک رضی اللہ عنہ بھی یہیں مدفون ہیں۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے مزار بھی احاطہ میں موجود ہیں جو جنگ احد میں زخمی ہوئے اور مدینہ منورہ میں آ کر وفات پا گئے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اہل بقیع کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ مسجد نبوی اور روضہ اطہر کی حاضری کے بعد پہلی فرصت میں جنت البقیع کی زیارت کرنی چاہیے۔

سوال ۷۴: جمار کسے کہتے ہیں؟

جواب: منیٰ کے میدان میں پتھر کے تین بڑے ستون نصب ہیں جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں جمار کہلاتے ہیں۔ ان میں سے منیٰ سے مکہ کی طرف جائیں تو پہلے کا نام جمرہ اولیٰ، دوسرے کا نام جمرہ وسطی اور تیسرے کا نام جمرہ عقبہ ہے۔

سوال ۷۵: جبل النور کسے کہتے ہیں؟

جواب: جبل النور وہ عزت وعظمت والا پہاڑ ہے جس پر غارِ حرا ہے۔ اعلانِ نبوت سے قبل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی غارِ حرا میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ قرآنِ حکیم کی پہلی وحی بھی اسی غارِ حرا میں نازل ہوئی۔ گویا پہلی وحی کے نزول کی یہی جگہ ہے۔ اس پر چڑھنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔

سوال ۷۶: جبل الثور کسے کہتے ہیں؟

جواب: جبل ثور مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے چار کلومیٹر کے فاصلے پر وہ تاریخی

پہاڑ ہے جس کی چوٹی کے قریب واقع ایک غار میں ہجرت کے وقت حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے رفیق سفر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین دن قیام فرمایا۔ اس پہاڑ کی بلندی تقریباً سوا دو کلومیٹر ہے۔

۴۔ حج وعمرہ کی دعائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب کہیں سفر پر جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ اَللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُکَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اَللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ، وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ.(۱)

’’﴿پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کر دیا، ہم اس کو مسخر کرنے والے نہ تھے، اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں﴾۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتے ہیں جن سے تو راضی ہو۔ اے اللہ! ہمارے لئے اس سفر کو آسان کر

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج، ۲: ۹۷۸، رقم: ۱۳۴۲

دے اور اس کی مسافت کی دوری کو سمیٹ دے، اے اللہ! اس سفر میں تو ہی ہمارا رفیق ہے اور گھر میں ہمارا نگہبان ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں سے، رنج وغم سے اور اپنے اہل اور مال کے برے انجام سے تیری پناہ میں آتا ہوں‘‘ اور جب آپ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تب بھی یہ دعا پڑھتے اور ان میں ان کلمات کا اضافہ فرماتے، ’’ہم واپس آنے والے ہیں، اللہ سے توبہ کرنے والے ہیں، اس کی عبادت کرنے والے ہیں، اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔‘‘

سوال ۷۷: مناسکِ حج کے دوران مختلف مقامات پر کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں؟

جواب: مناسکِ حج کے دوران درج ذیل مقامات پر یہ دعائیں خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھیں:

۱۔ حج کی نیت

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيْدُ الْحَجَّ، فَيَسِّرْهُ لِي، وَتَقَبَّلْهُ مِنِّی، وَأَعِنِّي عَلَيْهِ، وَبَارِكْ لِي فِيْهِ، نَوَيْتُ الْحَجَّ، وَأَحْرَمْتُ بِهِ ِللهِ تَعَالٰی.(۱)

’’اے اللہ! میں حج کا اِرادہ کرتا ہوں، پس اس کو میرے لئے آسان کر دے، اور اسے مجھ سے قبول کر لے، اور اس میں میری مدد فرما، اور اس میں

(۱) حصکفی، الدر المختار، کتاب الحج، ۲: ۴۸۲

میرے لئے برکت ڈال، میں نے حج کی نیت کی، اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔‘‘

۲۔ تلبیہ

حج کی نیت کرنے کے فوراً بعد ذرا بلند آواز سے تلبیہ کہیں اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں آہستہ آواز میں درود وسلام پیش کریں۔

لَبَّيْکَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ، لَبَّيْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِيْکَ لَکَ. (۱)

’’میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں، اور بادشاہی بھی (تیری ہی ہے)، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔‘‘

۳۔ مکہ معظّمہ میں داخل ہونے کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا حَرَمُکَ وَحَرَمُ رَسُوْلِکَ، فَحَرِّمْ لَحْمِي وَدَمِي وَعَظْمِي عَلَى النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّي مِنْ عَذَابِکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ، وَاجْعَلْنِي مِنْ أُوْلِيَآئِکَ وَأَهْلِ طَاعَتِکَ، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ۲: ۸۴۱، رقم: ۱۱۸۴

”اے اللہ! یہ تیرا اور تیرے رسول پاک ﷺ کا حرم ہے، پس میرے گوشت، خون اور ہڈیوں کو آگ پر حرام کر دے۔ اے اللہ! جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا، اور مجھے اپنے ولیوں اور اطاعت گزاروں میں شامل کر دے، اور میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تُو توبہ قبول فرمانے والا (اور) بڑا رحم فرمانے والا ہے۔“

شہرِ مکہ میں داخل ہونے کے بعد جب آپ مسجد حرام کی طرف جائیں تو کوشش کریں کہ بابُ السَّلام سے داخل ہوں کیونکہ یہ افضل اور سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔

۴۔ بابُ السَّلام سے داخل ہونے کی دعا

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْکَ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ دَارَ السَّلَامِ، تبَارَکْتَ وَتعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ.(۱)

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَمَغْفِرَتِکَ، وَأَدْخِلْنِي فِيْهَا، بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.(۲)

(۱) ابن ہمام، فتح القدير، ۲: ۳۵۲

(۲) ۱۔ مسلم، الصحيح، باب ما يقول إذ دخل المسجد، ۱: ۴۹۴، رقم: ۷۱۳

۲۔ الفقه الإسلامی، ۵۷۸

’’اے اللہ! تو ہی سلامتی ہے، اور سلامتی تجھی سے ہے، پس تو ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور ہمیں سلامتی والے گھر جنت میں داخل فرما، اے جلالت و اکرام والے رب! تو برکت والا اور بلند ہے۔ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت اور بخشش کے دروازے کھول دے، اور مجھے ان میں داخل فرما دے، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور درود وسلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔‘‘

۵۔ بیت اللہ پر پہلی نظر

جب بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑے تو تین دفعہ تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ) اور تین دفعہ تکبیر (اَللهُ اَکْبَرُ) کہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے پاک گھر پر نظر جمائے ہوئے بڑی عجز و انکساری کے ساتھ یہ دعا کریں:

لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، أَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَضِيْقِ الصَّدْرِ، وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَکَ تَشْرِيْفاً وَتَکْرِيْماً وَتَعْظِيْماً وَمَهَابَةً وَرِفْعَةً وَبِرًّا وَزِدْ يَا رَبِّ، مَنْ شَرَّفَهٗ وَکَرَّمَهٗ وَعَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفاً وَتَعْظِيْمًا وَمَهَابَةً وَرِفْعَةً وَّبِرًّا. (۱)

(۱) ۱۔ المواهب، ۱۱: ۳۷۸

۲۔ سرخسی، المبسوط، کتاب المناسك، ۴: ۹

’’اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ وحدہ لا شریک ہے، بادشاہت اسی کی ہے، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، میں خانہ کعبہ کے رب کی پناہ مانگتا ہوں کفر سے، فقر سے، اور قبر کے عذاب سے، اور سینہ کی تنگی سے، اور اللہ تعالیٰ درود (بصورتِ رحمت) اور سلام بھیجے ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر، اور آپ کی آل، اور اصحاب پر، اے اللہ! اپنے گھر کے شرف اور تکریم و تعظیم، اور ہیبت، اور بلندی، اور نیکی میں مزید اضافہ فرما، اے رب! حج اور عمرہ کرنے والوں میں سے جس جس نے اس گھر کی تعظیم و تکریم کی اس کی عزت و شرف میں بھی اضافہ فرما۔‘‘

طواف میں ہر رکن کی الگ الگ دعائیں

خانہ کعبہ کے چار ارکان ہیں۔ ان چاروں رکنوں کی الگ الگ دعائیں ذکر کی جاتی ہیں اگر ہو سکے تو انہیں ذہین نشین کر لیں اور طواف کے دوران جب بھی کسی رکن کے سامنے جائیں تو اس کی دعا پڑھیں۔

۶۔ طواف میں رُکن عراقی کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشِّرْکِ وَالشَّکِّ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْأَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ.(۱)

’’الٰہی! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شرک، اور شک، اور نفاق، اور

(۱) ابن ہمام، فتح القدیر، ۲: ۳۵۶

مسلمانوں میں پراگندگی ڈالنے سے، اور بری عادتوں سے، اور برے انجام سے مال میں اور اہل وعیال میں۔‘‘

۷۔ طواف میں رُکن شامی کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا، وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا، وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا، وَّتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ، يَا غَفُوْرُ.(۱)

’’الٰہی! اس حج کو ہر ایک گناہ سے پاک و صاف رکھنا، اور میری کوشش کو کامیاب فرمانا، میرے گناہ بخش دے، اور ایسی تجارت نصیب فرما جس میں کسی طرح کا نقصان نہ ہو، (بے شک) تو ہی غالب اور مغفرت فرمانے والا ہے۔‘‘

۸۔ طواف میں رُکن یمانی کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْكُفْرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.(۲)

’’الٰہی! میں تیری پناہ میں آیا کفر سے، اور میں تیری پناہ میں آیا محتاجی اور عذاب قبر سے، اور زندگانی وموت کے فتنہ سے، میں تیری پناہ میں آیا دنیا

(۱) ابن ہمام، فتح القدیر، ۲: ۳۵۶

(۲) ابن ہمام، فتح القدیر، ۲: ۳۵۶

اور آخرت کی رسوائی سے۔‘‘

۹۔ رُکن یمانی سے حجرِ اَسود تک کی دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ، یَا غَفَّارُ، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.(۱)

’’اے پروردگار! ہمیں دنیامیں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا، اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں جنت میں داخل فرما، اے بڑی عزت والے، اے بہت زیادہ بخشنے والے، اے تمام جہانوں کے پالنے والے۔‘‘

اِس دعا کو پڑھنے کے بعد حجرِ اَسود کے قریب آئیں اگر ہو سکے تو بوسہ دیں ورنہ دور سے ہی استلام کریں اور بِسْمِ اللهِ اَللهُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے آگے نکل جائیں اور طواف کے چکر کی دعا شروع کر دیں۔

۱۰۔ پہلے چکر کی دعا

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِیْمِ. اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، اَللّٰهُمَّ إِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقاً بِکَلِمَاتِکَ وَوَفَاءً بِعَهْدِکَ وَاتِّبَاعاً لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ

(۱) ابن ہمام، فتح القدیر، ۲: ۳۵۶

الدَّآئِمَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.[(۱)]

’’اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور (گناہوں سے بچنے کی) طاقت اور (عبادت کی طرف راغب ہونے کی) قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بزرگی اور عظمت والا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام (نازل ہو) اللہ کے رسول ﷺ پر، اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیرے احکام کو مانتے ہوئے اور تجھ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے حبیب ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے (میں طواف شروع کرتا ہوں) اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (گناہوں سے) معافی کا اور (ہر بلا سے) سلامتی کا اور (ہر تکلیف سے) دائمی حفاظت کا، دین، دنیا اور آخرت میں مکمل کامیابی کا اور جنت سے متمتع ہونے اور دوزخ سے نجات پانے کا۔‘‘

۱۱۔ دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُکَ، وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ، وَالْأَمْنَ أَمْنُکَ، وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ، وَأَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ، وَهٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ، فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب المناسك، باب فضل الطواف، ۳: ۴۴۴، رقم: ۲۹۵۷

الْإِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

’’یا اللہ! بے شک یہ گھر تیرا گھر ہے، اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور (یہاں کا) امن وامان تیرا ہی دیا ہوا ہے، اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے، اور میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں، اور تیرے ہی بندے کا بیٹا ہوں، اور یہ دوزخ کی آگ سے تیری پناہ چاہنے والوں کی جگہ ہے۔ سو تو ہمارے گوشت اور کھال کو دوزخ پر حرام کر دے، اے اللہ! ہمارے لئے ایمان کو محبوب بنا دے، اور ہمارے دلوں میں اس کو آراستہ کر دے اور ہمارے لئے کفر، بدکاری اور نافرمانی کو ناپسندیدہ بنا دے اور ہمیں ہدایت پانے والوں میں شامل کر لے، اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے، مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔ اے اللہ! مجھے بغیر حساب کے جنت عطا فرما۔‘‘

۱۲۔ تیسرے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْأَخْلَاقِ وَسُوْٓءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

’’یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں (تیرے احکام میں) شک سے، اور (تیری ذات وصفات میں) شرک سے، اور اختلاف ونفاق سے، اور برے اخلاق سے، اور برے حال، اور برے انجام سے مال میں اور اہل وعیال میں۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا مندی اور جنت کی بھیک مانگتا ہوں۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے غضب سے اور دوزخ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے۔‘‘

۱۳۔ چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا، وَسَعْياً مَشْكُوْرًا، وَّذَنْباً مَّغْفُوْرًا، وَّعَمَلاً صَالِحًا مَقْبُوْلًا، وَّتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ، أَخْرِجْنِي يَا اللهُ، مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ، وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِکْ لِي فِيْمَا أَعْطَيْتَنِي، وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَآئِبَةٍ لِّي مِنْکَ بِخَيْرٍ.

’’یا اللہ! میرے اس حج کو حج مقبول اور میری کاوش کو ماجور بنا، اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ اورمقبول نیک عمل بنا اور اے دلوں کے حال کو جاننے والے، میرے اس حج کو بے نقصان تجارت بنا دے۔ اے اللہ! مجھے (گناہوں کے) اندھیروں سے (ایمان وعمل صالح کی) روشنی کی طرف نکال۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان اسباب کا جو تیری مغفرت کو (میرے لیے) لازمی بنا دیں اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے کا، اور جنت سے بہرہ ور ہونے کا، اور دوزخ سے نجات پانے کا اور اے میرے پروردگار! تو نے جو کچھ مجھے رزق دیا ہے اس پر قناعت بھی عطا کر، اور جو نعمتیں مجھے عطا فرمائی ہیں ان میں برکت بھی دے اور میری ہر غائب چیز پر تو میرا محافظ بن جا۔‘‘

۱۴۔ پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ أَظِلَّنِي تَحتَ ظِلِّ عَرشِکَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلَّ عَرشِکَ وَلَا بَاقِيَ إِلَّا وَجهَکَ وَاسقِنِي مِنْ حَوضِ نَبِيِّکَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ شَرْبَةً هَنِيئَةً مَّرِيئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُکَ مِنْ خَيرِ مَا سَأَلَکَ مِنهُ نَبِيُّکَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنهُ نَبِيُّکَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعِيمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِي إِلَيهَا مِنْ قَولٍ أَوْ فِعلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِي إِلَيهَا مِنْ قَولٍ أَوْ فِعلٍ أَوْ عَمَلٍ.

’’یا اللہ! جس روز تیرے عرش کے سوا کہیں سایہ نہ ہو گا، اور تیری ذات پاک کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا مجھے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دینا، اور اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کے حوض (کوثر) سے مجھے ایسا خوشگوار اور خوش ذائقہ گھونٹ پلانا کہ اس کے بعد کبھی مجھے پیاس نہ لگے۔ اے اللہ! میں تجھ سے

ان چیزوں کی بھلائی مانگتا ہوں جن کو تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے تجھ سے طلب کیا اور ان چیزوں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جن سے تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول یا فعل یا عمل (کی توفیق) کا جو مجھے جنت سے قریب کردے اور میں دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور ہر اس قول یا فعل یا عمل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو مجھے دوزخ سے قریب کر دے۔‘‘

۱۵۔ چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ إِنَّ لَکَ عَلَيَّ حُقُوقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِي وَبَیْنَکَ، وَحُقُوْقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِي وَبَیْنَ خَلْقِکَ، اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَکَ مِنْھَا فَاغْفِرْہُ لِي وَمَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْہُ عَنِّي، وَأَغْنِنِي بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ، وَبِفَضْلِکَ عَنْ سِوَاکَ، یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ، اَللّٰھُمَّ إِنَّ بَیْتَکَ عَظِیْمٌ، وَّوَجْھَکَ کَرِیْمٌ، وَأَنْتَ یَا اللهُ، حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ عَظِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي.

’’یا اللہ! مجھ پر تیرے بہت سے حقوق ہیں، جو میرے اور تیرے درمیان ہیں، اور بہت سے حقوق ہیں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں۔ اے اللہ! ان میں سے جن کا تعلق صرف تیری ذات سے ہو ان (کی کوتاہی) کی مجھے معافی دے، اور جن کا تعلق مخلوق سے (بھی) ہو ان (کی معافی) کا بھی تو ذمہ دار بن جا۔ اے اللہ! مجھے (رزق) حلال عطا فرما کر حرام

سے بچا، اور فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما کر، نافرمانی سے بچا۔ اور اپنے فضل سے بہرہ مند فرما کر اپنے سوا دوسروں سے مجھے مستغنی کر دے، اے وسیع مغفرت والے، اے اللہ! بیشک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے، اور تیری ذات بڑی عزت والی ہے، اور اے اللہ! تو بہت حلم والا ہے، بڑا کرم والا ہے، اور بڑی عظمت والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، سو میری خطاؤں کو بھی معاف فرما دے۔''

۱۶۔ ساتویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ إِيْمَانًا کَامِلاً، وَّيَقِيْنًا صَادِقًا، وَّرِزْقًا وَّاسِعًا، وَّقَلْبًا خَاشِعًا، وَّلِسَانًا ذَاکِرًا، وَّرِزْقًا حَلَالاً طَيِّبًا، وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا، وَّتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ، وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ، وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدُ، وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ يَا عَزِيْزُ، يَا غَفَّارُ، رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِيْنَ.

''یا اللہ! میں تجھ سے کامل ایمان، سچا یقین، کشادہ رزق، عاجزی کرنے والا دل اور (تیرا) ذکر کرنے والی زبان، اور حلال اور پاک روزی، اور سچے دل کی توبہ، اور موت سے پہلے کی توبہ، اور موت کے وقت کا آرام، اور مرنے کے بعد مغفرت اور رحمت اور حساب کے وقت معافی اور جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات مانگتا ہوں، تیری رحمت کے وسیلے سے۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی مغفرت والے، اے پروردگار! میرے علم میں اضافہ کر اور

مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما دے۔‘‘

۱۷۔ مقامِ ابراہیم کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَتَعْلَمُ حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤَالِي، وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ إِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي وَيَقِيْناً صَادِقًا حَتّٰی أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُنِي إِلَّا مَا کَتَبْتَ لِي وَرِضًا مِنْکَ بِمَا قَسَمْتَ لِي، أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِي مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْباً إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً إِلَّا قَضَيْتَهَا وَيَسَّرْتَهَا، فَيَسِّرْ أُمُورَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ أَعْمَالَنَا، اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

’’اے اللہ! تو میری سب چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے لٰہذا میری معذرت قبول فرما، تو میری حاجت کو جانتا ہے لٰہذا میری خواہش کو پورا کر، اور تو میرے دل میں چھپی باتوں کو جانتا ہے لٰہذا (اے اللہ!) میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں سما جائے، اور ایسا سچا یقین کہ میں جان لوں کہ جو کچھ تو نے میری تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی مجھے ملے گا، اور تیری طرف سے اپنی قسمت پر رضا مندی، دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا مدد گار رہے، مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے، اور

نیک لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما۔ اے اللہ! اس مقدس مقام (کی حاضری کے موقع پر) ہمارا کوئی گناہ بغیر معاف کیے نہ چھوڑنا، اور کوئی پریشانی دور کیے بغیر نہ چھوڑنا۔ اور کوئی ضرورت پوری کیے بغیر اور سہل کیے بغیر نہ چھوڑنا۔ سو تو ہمارے تمام کام آسان کر دے اور ہمارے سینوں کو کھول دے اور ہمارے دلوں کو روشن کر دے اور ہمارے اعمال کو نیکیوں کے ساتھ ختم فرما۔ اے اللہ! ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما۔ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ آزمائش میں پڑیں۔ اٰمِیۡنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیۡنَ۔‘‘

۱۸۔ مقامِ ملتزم کی دعا

پھر مقامِ ملتزم کے پاس آ جائیں، حجرِ اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کی درمیان والی جگہ کو مقامِ ملتزم کہتے ہیں۔ اب آپ تصور کریں کہ اپنے رب کے گھر کی چوکھٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ یہاں کھڑے ہو کر رو رو کر اپنے رب کو منائیں جو دل میں آئے دعا کریں اور پھر من کی دنیا میں ڈوب کر یہ تصور کرتے ہوئے کہ میرا رب میرے سامنے ہے یہ دعا کریں:

اَللّٰهُمَّ، يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ، أَعْتِقْ رِقَابَ اٰبَآئِنَا وَأَخْوَانِنَا وَأَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَاءِ وَالْإِحْسَانِ، اَللّٰهُمَّ، أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِأَعْتَابِكَ مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ يَدَيْكَ، أَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَأَخْشٰى

عَذَابَکَ مِنَ النَّارِ، يَا قَدِيْمَ الإِحْسَانِ، اَللّٰهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُکَ أَنْ تَرْفَعَ ذِکْرِي وَتَغْفِرَ لِي ذَنْبِي وَأَسْأَلُکَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ.

’’اے اللہ! اس قدیم گھر کے مالک، ہمارے باپ داداؤں، ہمارے بھائیوں اور ہماری اولاد کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کر دے۔ اے بخشش والے، کرم و فضل والے، احسان و عطا والے، اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارا انجام بخیر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور بندہ زاد ہوں، تیرے (مقدس گھر کے) دروازے کے نیچے کھڑا ہوں اور تیرے دروازہ کی چوکھٹوں سے لپٹا ہوا ہوں، تیرے سامنے عاجزی کا اظہار کر رہا ہوں، اور تیری رحمت کا طلبگار ہوں، اور تیرے دوزخ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں، اے ہمیشہ کے محسن (اب بھی احسان فرما)۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے ذکر کو بلندی عطا فرما اور میرے گناہوں کا بوجھ ہلکا کر اور میرے کاموں کو درست فرما اور میرے گناہ معاف فرما اور میں تجھ سے جنت میں اونچے درجے کی بھیک مانگتا ہوں۔ آمین۔‘‘

۱۹۔ آبِ زم زم پینے کی دعا

مقام ملتزم سے فارغ ہونے کے بعد زم زم پر آئیں، کعبہ کی طرف منہ کر کے بسم اللہ پڑھ کر تین سانسوں میں جتنا پانی پی سکیں پئیں اور بدن پر بھی ڈالیں پھر الحمد للہ کہیں اور یہ دعا مانگیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ رِزْقًا وَّاسِعًا، وَّعِلْمًا نَافِعًا، وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. (۱)

’’اے اللہ! میں تجھ سے وسیع رزق اور نفع رساں علم اور ہر ایک بیماری سے شفا کا طلبگار ہوں۔‘‘

۲۰۔ بابِ صفا کی طرف جاتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾. (۲)

میں ابتدا کرتا ہوں ساتھ اس کے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے (اپنے فرمان میں) ابتدا کی ہے ﴿بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، چنانچہ جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے (درمیان) چکر لگائے، اور جو شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یقیناً اللہ (بڑا) قدر شناس (بڑا) خبر دار ہے﴾۔

۲۱۔ سعی کی نیت

جب صفا کی طرف جائیں تو دل میں سعی کی نیت کریں اور زبان سے

(۱) حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۶۴۶، رقم: ۱۶۷۹

(۲) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، الفصل الاول، ۷:۶

یہ دعا مانگیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيْدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ لِّوَجْهِکَ الْکَرِيْمِ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي.(۱)

’’اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان محض تیری خوشنودی کے لئے سات چکروں سے سعی کرنا چاہتا ہوں، پس اِسے میرے لئے آسان فرما دے اور مجھ سے قبول فرما۔‘‘

۲۲۔ کوہِ صفا کی دعا

صفا پر قبلہ رُخ ہو کر یہ دعا کریں:

اَللهُ أَکْبَرُ، اَللهُ أَکْبَرُ، اَللهُ أَکْبَرُ، وَ ِللهِ الْحَمْدُ، اَلْحَمْدُ ِللهِ عَلٰی مَا هَدَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا أَوْلَانَا. اَلْحَمْدُ ِللهِ عَلٰی مَا أَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ ِللهِ الَّذِي هَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ، لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ، وَصَدَقَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَأَعَزَّ جُنْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ، لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ. اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ قُلْتَ، وَقَوْلُکَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِي أَسْتَجِبْ لَکُمْ وَإِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَإِنِّي أَسْأَلُکَ کَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّي حَتّٰی

(۱) المبدع، بشترط لوجوب الحج، ۳: ۱۱۸

تَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ، سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ إِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَشَائِخِي وَلِلْمُسْلِمِيْنَ أَجْمَعِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

’’اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں راستہ بتایا۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں نعمتوں کا مالک بنایا۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو اس نے ہمیں الہام کیں، سب تعریفیں اس اللہ کی ہی ہیں جس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی، اگر وہ ہم کو ہدایت کا راستہ نہ بتاتا تو ہمیں راستہ نہ ملتا، اللہ کے سوا اور کوئی لائقِ عبادت نہیں، وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لیے (سب) بادشاہی ہے، اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے، اور وہ زندہ ہے جو ہمیشہ رہے گا، بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو ایک ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے۔ مدد کی اس نے اپنے بندے کی، اور اس کے لشکر کو غالب کیا، اور اس اکیلے نے تمام گروہوں کو شکست دی، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور ہم خالصتاً اسی کی عبادت کرتے ہیں، اور اسی کا دین اختیار کرتے ہیں، اگرچہ کافر برا منائیں، اے اللہ! تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا حق ہے، مجھ سے

دعا مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، اور بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسا تو نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے، وہ ہدایت مجھ سے نہ چھیننا یہاں تک کہ تو مجھے وفات دے، ایسے حال میں کہ میں مسلمان ہوں، اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور نہیں ہے طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے، جو بلند شان اور عظمت والا ہے، اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر رحمت اور سلامتی بھیج، اور ان کی آل اور صحابہ اور پیروکاروں پر قیامت کے روز تک۔ اے اللہ! مجھے اور میرے والدین اور میرے بزرگوں اور سب مسلمانوں کو بخش دے، اور سلام ہو رسولوں پر، اور سب تعریفیں ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔‘‘

۲۳۔ ہر چکر (سعی) شروع کرنے کی دعا

جب نیت اور دعا سے فارغ ہو جائیں تو پھر خانہ کعبہ کی طرف منہ کریں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر ہر چکر کے شروع میں اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کریں:

بِسْمِ اللهِ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

’’اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔‘‘

۲۴۔ صفا و مروہ سے اُترنے کی دعا

جب آپ صفا یا مروہ سے اُتریں تو اُترتے وقت یہ دعا کرتے رہیں:

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِي بِسُنَّةِ نَبِيِّکَ ﷺ وَتَوَفَّنِي عَلٰى مِلَّتِهِ وَأَعِذْنِي مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِکَ يَآ أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (۱)

''اے اللہ! مجھے اپنے نبی کی سنت کا تابع بنا دے، اور مجھے آپ ﷺ کے دین پر موت عطا کر، اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔''

۲۵۔ مروہ کی طرف چلتے ہوئے یہ دعا کریں

صفا کی سیڑھیوں سے اُترتے ہی آپ کے سفر کا آغاز مروہ کی طرف شروع ہو جاتا ہے لہٰذا مروہ کی طرف چلتے ہوئے یہ دعا کرتے رہیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

''اللہ پاک ہے، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں، مگر اللہ کی مدد سے، جو بہت بلند شان اور بڑی

(۱) ۱۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ۲: ۳۶۱
۲۔ الزیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ۲: ۲۰

عظمت والا ہے۔‘‘

اگر مذکورہ دعا آپ کو زبانی یاد نہ ہو تو پھر دیگر اذکار مثلاً سُبحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللهُ أَكْبَرُ، اِسْتِغْفَار یا درود شریف کا ورد جاری رکھیں۔

۲۶۔ مِيْلَيْنِ أَخْضَرَيْن کی دعا:

جب آپ صفا سے مروہ کی طرف جا رہے ہوں تو تھوڑی ہی دور آپ کی نظر دو سبز ٹیوب لائٹس پر پڑے گی۔ ان دو ٹیوب لائٹس کے درمیان کی جگہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں نشیب اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے اُوجھل ہونے کی وجہ سے حضرت حاجرہ علیہا السلام دوڑ کر گزرتی تھیں۔ اللہ رب العزت کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ آج بھی حجاج جب اس مقام سے گزرتے ہیں تو مرد حاجیوں کو ذرا دوڑ کر چلنے کا حکم ہے لیکن جب دوسرے میل سے نکل جائیں تو پھر آہستہ ہو جائیں۔ میلین اخضرین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّکَ تَعْلَمُ مَا لَمْ نَعْلَمْ، إِنَّکَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ، وَاهْدِنِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

’’اے میرے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما اور درگزر کر اس سے جسے تو جانتا ہے، بے شک تو جانتا ہے، وہ جو ہم نہیں جانتے، بیشک تو زبردست

بزرگی والا ہے، اور دکھا مجھے وہ راہ جو بہت سیدھی ہے۔ اے اللہ! اس حج کو مقبول حج بنا دے اور میری کوشش کو ماجور بنادے، اور میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ! مجھے اور میرے ماں باپ اور سب مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے، اے دعاؤں کو قبول کرنے والے! اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔‘‘

۲۷۔ وادی منیٰ کی دعا

عرفہ کی شب وادی منیٰ میں یہ دعا کرنی چاہئے:

سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ عَرْشُهُ، سَبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مُؤْطِؤُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِی النَّارِ سُلْطَانُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْقَبْرِ قَضَاؤُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْهَوَآءِ رُوْحُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَآءَ، سُبْحَانَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ، سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ إِلَّا إِلَيْهِ.

’’پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا ٹھکانہ زمین میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی حکمرانی آگ پر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنت میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا حکم قبر میں ظاہر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا حکم ہوا پر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان کو

بلند کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے سوا نہ کوئی سہارا ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے۔‘‘

۲۸۔ عرفات کی طرف روانگی

صبح مستحب وقت میں نمازِ فجر پڑھ کر سورج چمکنے پر عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں، راستے میں ذکر و درود اور لبیک کی کثرت کریں اور عرفات کی طرف روانگی کے وقت یہ دعا مانگیں:

اَللّٰهُمَّ إِلَيْکَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْکَ تَوَكَّلْتُ وَ وَجْهَکَ أَرَدْتُّ، فَاجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُوْرًا وَّحَجِّي مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِي وَلَا تُخَيِّبْنِي وَبَارِکْ لِي فِي سَفَرِي وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِي إِنَّکَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

’’الٰہی میں نے تیری طرف رخ پھیرا، اور تجھی پر بھروسہ کیا، اور تیری توجہ کا خواستگار ہوا۔ میرے گناہوں کی مغفرت کرنا اور میرے حج کو حج مقبول بنا۔ مجھ پر رحم فرما اور مجھے محروم و بے نصیب واپس نہ کر۔ میرے سفر میں برکت عطا کر اور عرفات میں میری حاجت پوری کر تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔‘‘

۲۹۔ عرفات میں داخلے کی دعا

میدان عرفات میں داخل ہوتے وقت رب ذوالجلال کی تسبیح و تحمید کریں اور زبان سے یہ الفاظ ادا کریں:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ.

’’پاک ہے اللہ، اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اور کوئی معبود نہیں مگر اللہ، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔‘‘

۳۰۔ وقوف عرفات کی دعا

یہاں پر تاجدارِ کائنات ﷺ کو مت بھولیے کیونکہ آپ ﷺ بھی ہم کو اس میدان میں نہیں بھولے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ پر درود و سلام کی کثرت کیجیے اس کے علاوہ اپنے والدین، عزیز و اقارب، اپنے وطن، عظمت اسلام اور دوست احباب کے لئے بھی دعا کیجیے اور اگر ہو سکے تو اس دعا کو ضرور پڑھیں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ. اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي بِالْهُدٰى وَنَقِّنِي وَاعْتَصِمْنِي بِالتَّقْوٰى، وَاغْفِرْ لِي فِي الْآخِرَةِ وَالْأُوْلٰى. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَالِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰى وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ وَالْأُوْلٰى، اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْأَلُكَ رِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا مُّبَارَكاً، اَللّٰهُمَّ أَمَرْتَنِي بِالدُّعَاءِ وَلَكَ الْإِجَابَةُ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ مَا أَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ فَأَحِبَّهٗ إِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا، وَمَا كَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَكَرِّهْهُ إِلَيْنَا وَجَنِّبْنَا عَنْهُ، وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْإِسْلَامَ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا، لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ،

يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي صَدْرِي نُوْرًا، وَّفِي سَمْعِي نُوْرًا، وَّفِي بَصَرِي نُوْرًا، وَفِي قَلْبِي نُوْرًا. اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشَتُّتِ الْأَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبرِ. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تُهِبُّ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِمَا سَأَلَكَ نَبِيُّكَ وَأُعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ ﷺ، ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾. ﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآئِيْ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾. ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾. ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ الرَّحِيْمُ﴾. ﴿رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ وَيَرٰى مَكَانِي وَتَسْمَعُ كَلَامِي وتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَّتِي وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَأَبْهَلُ إِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ، وَأَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ

وَرَغِمَ لَکَ أَنْفُهٗ. اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِکَ شَقِيًّا وَكُنْ لِي رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا، يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اٰمِيْنَ. يَا مَنْ لَّا يُبْرِمُهٗ إِلْحَاحُ الْمُلِحِّيْنَ فِي الدُّعَاءِ، وَلَا تَضْجِرُهٗ مَسْأَلَةُ السَّائِلِيْنَ، أَذِقْنَا بَرْدَ عَفْوِکَ وَحَلَاوَةَ مَغْفِرَتِکَ وَلَذَّةَ مُنَاجَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ. إِلٰهِي مَنْ مَّدَحَ إِلَيْکَ نَفْسَهٗ فَإِنِّي لَائِمُ نَفْسِي أَخْرَسَتِ الْمَعَاصِي لِسَانِي فَمَا لِي وَسِيْلَةٌ مِنْ عَمَلٍ وَلَا شَفِيْعٌ سِوَى الْأَمَلِ.

’’اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اور اللہ کے لئے ہیں سب تعریفیں، اور اللہ کے لئے ہیں سب تعریفیں، اور اللہ کے لئے ہیں سب تعریفیں، اور اللہ کے لئے ہیں سب تعریفیں۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت ساری کی ساری اور تمام تعریفیں اسی کی ہیں۔ اے اللہ! مجھے ہدایت یافتہ بنا اور مجھے (گناہوں سے) پاک فرما، اور مجھے تقوی کے ذریعہ محفوظ بنا، اور مجھے دنیا اور آخرت میں بخش دے۔ اے اللہ! میرے اس حج کو مقبول فرما اور گناہ کو بخشا ہوا فرما دے۔ اے اللہ! میری نماز اور عبادت اور میری زندگی اور موت تیرے ہی لئے ہے، اور آخرکار میرا (رجوع بھی) تیری طرف ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب اور دل کے وسوسوں اور معاملات کی پریشانی سے۔ اے اللہ! ہدایت کے ساتھ ہماری رہنمائی کر اور ہمیں پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ کر اور ہمیں دنیا و آخرت میں بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے حلال، پاک اور

بابرکت روزی کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! تو نے مجھے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور قبول کرنا تیرے اختیار میں ہے، اور تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اے اللہ! تو جس بھلائی کو اچھا سمجھتا ہے پس اس کو ہمارے لئے محبوب بنا، اور اس کو ہمارے لئے آسان کر دے، اور جس برائی کو تو مکروہ سمجھتا ہے پس اس کو ہمارے لئے مکروہ بنا دے، اور ہم کو اس سے دور رکھ، اور ہم سے اسلام نہ چھین بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ نہیں کوئی معبود سوائے اس ایک اللہ کے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ساری بادشاہت اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! میرے سینے اور کانوں اور آنکھوں اور دل میں نور بھر دے۔ اے اللہ! میرا سینہ کھول دے اور میرے معاملات کو آسان کر دے، اور میں سینے کے وسوسوں اور کاموں کی ابتری اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری اس چیز کے شر سے جو داخل ہوتی ہے رات میں، اور اس چیز کے شر سے جو داخل ہوتی ہے دن میں، اور اس چیز کے شر سے جس کو اڑاتی ہیں ہوائیں، اور زمانہ کے حوادث کے شر سے۔ اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور آگ کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ بھلائی چاہتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی مکرم ﷺ نے مانگی، اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے نبی مکرم ﷺ نے پناہ مانگی۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا، اور ہم پر رحم نہیں کرے گا، تو ہم خسارہ اُٹھانے والے ہوں گے۔ اے میرے رب! مجھے اور

میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما لے۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے)اور دیگر سب مومنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہو گا۔ اے ہمارے پروردگار! بخش دے ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر گئے ہیں، اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دل میں کینہ نہ ٹھہرا۔ اے ہمارے رب! بے شک تو مہربان اور رحیم ہے۔ اے ہمارے رب! تحقیق تو سننے والا اور جاننے والا ہے، اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے، نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی مدد سے ممکن ہے۔ جو بلند شان اور باعظمت ہے۔ اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے اور میری قیام گاہ کو دیکھتا ہے، اور میرے کلام کو سنتا ہے اور میرے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور میرے کاموں میں سے کوئی چیز بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے، اور میں نہایت مفلس فریاد کرنے والا ایک فقیر ہوں (نیز میں) پناہ چاہنے والا ڈرنے والا اپنے گناہوں کا اعتراف، اور اقرار کرنے والا ہوں۔ میں تجھ سے مسکین فقیر کی طرح سوال کرتا ہوں، اور ایک ذلیل گناہگار کی طرح تیرے سامنے آہ و زاری کرتا ہوں، اور ایک خوف کرنے والے اندھے کی طرح تجھ سے دعا مانگتا ہوں، جس کی گردن تیرے لئے جھکی ہو، اور آنکھیں آنسو بہاتی ہوں، اور جس کا جسم (تیری یاد میں) لاغر ہو گیا ہو، اور اس کی ناک تیرے لئے خاک آلود ہو گئی ہو۔ اے اللہ! مجھے اپنے سامنے دعا مانگنے سے محروم نہ کرنا، اور تو میرے حق میں مہربان رحم کرنے والا بن جا۔ اے سب سے

زیادہ مانگنے والوں کو نوازنے والے، اے سب سے زیادہ عطا فرمانے والے، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ قبول فرما، اے وہ ذات کہ نہیں بیزار کرتا اس کو، دعا میں اصرار کرنے والوں کا اصرار اور نہ ہی تنگ کرتا ہے اس کو، سوال کرنے والوں کا سوال۔ (اے اللہ!) ہمیں اپنے عفو کی ٹھنڈک اور اپنی بخشش کی لذت اور اپنے حضور میں عاجزانہ دعا اور اپنی رحمت کا مزا چکھا۔ الٰہی! جو تیری بارگاہ میں اپنے نفس کی تعریف کرتا ہے (وہ کرتا رہے) میں تو یقیناً اپنے نفس کی ملامت کرنے والا ہوں۔ حالانکہ گناہوں نے میری زبان کو گونگا کر دیا ہے، پس میرے پاس اعمال کا کوئی وسیلہ نہیں اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا ہے، سوائے تیری رحمت کی اُمید کے۔"

۳۱۔ مزدلفہ کو روانگی کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِلَيْکَ أَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِکَ أَشْفَقْتُ وَإِلَيْکَ رَغِبْتُ وَمِنْ سَخَطِکَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُکِي وَأَعْظِمْ أَجْرِي وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَارْحَمْ تَضَرُّعِي وَاسْتَجِبْ دُعَائِي وَأَعْطِنِي سُؤَالِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

"اے اللہ! میں تیری طرف حاضر ہوا، میں تیرے عذاب سے خوف زدہ ہوں، اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں، اور تیرے غضب سے ڈرتا ہوں، پس قبول کر اے اللہ! میرے حج کو، اور اس کے بعد ثوابِ عظیم عنایت فرما، اور میری توبہ قبول کر۔ اے اللہ! میرے حج کو قبول فرما اور اس کا ثوابِ عظیم عنایت

فرما، اور میری توبہ قبول کر اور رحم کر، تو میری گریہ و زاری پر، اور قبول کر تو میری دعا کو، اور میرا مانگا ہوا مجھے عطا کر، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔‘‘

۳۲۔ وقوفِ مزدلفہ کی دعا

مزدلفہ میں رات بھر جاگنا، نماز، تلاوت، دعائیں اور ذکر اَذکار کرتے رہنا باعثِ اجر و ثواب اور انتہائی فضلیت کا باعث ہے۔ اس موقع پر یہ دعا بھی کریں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ أَنْ تَرْزُقَنِي فِي هَذَا الْمَکَانِ جَوَامِعَ الْخَيْرِ کُلِّهٖ، وَأَنْ تَصْرِفَ عَنِّي السُّوْءَ کُلَّهٗ، لَا يَفْعَلُ ذَالِکَ غَيْرُکَ وَلَا يَجُوْدُ بِهٖ إِلَّا أَنْتَ.

’’اے اللہ! میں تجھ سے اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ عطا کر مجھے اس (مقدس) جگہ میں مجموعہ تمام نیکیوں کا اور مجھ سے تمام برائیاں دور کر دے۔ پس بے شک یہ کام تیرے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اور نہ ہی تیرے سوا کوئی بخشش فرما سکتا ہے۔‘‘

۳۳۔ قیامِ مزدلفہ میں صبح کی نماز کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ.

’’اے اللہ! ہماری طرف سے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے درود و سلام

پہنچا۔ اے صاحب جلال و اکرام، ہمیں امن کے گھر داخل فرما۔‘‘

۳۴۔ جمرہ کبریٰ (بڑے شیطان) پر پہلی رمی کرنے سے پہلے کی دعا

جمرہ عقبہ پر پہنچنے کے بعد تلبیہ پکارنا بند کر دیں اور یہ دعا پڑھنے کے بعد سات کنکریاں ماریں۔

بِسْمِ اللهِ اَللهُ أَکْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ.

’’اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے تاکہ شیطان ذلیل ہو اور ربِ رحمان راضی ہو۔‘‘

۳۵۔ طوافِ وداع

باب کعبہ پر کھڑے ہو کر بوسہ دیں خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر پیکر عجز و انکساری بن کر یہ دعا مانگیں:

اَلسَّائِلُ بِبَابِکَ يَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَمَعْرُوْفِکَ وَيَرْجُوْ رَحْمَتَکَ.

’’تیرے در کا سائل تجھ سے تیرے فضل اور مہربانیوں کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کی اُمید کرتا ہے۔‘‘

۳۶۔ خانہ کعبہ سے جدا ہوتے وقت کی دعا

جب آپ طواف وداع، زمزم اور مقام ملتزم سے فارغ ہو جائیں تو پھر حجر اسود کو بوسہ دے کر خانہ کعبہ کی جدائی پر افسوس کرتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کیے اُلٹے پاؤں مسجد حرام سے باہر آ جائیں اور باہر آتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِکَ الْحَرَامِ، وَإِنْ جَعَلْتَ فَعَوِّضْ مِنْهُ الْجَنَّةَ، اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لِلرَّحْمَةِ قَاصِدُوْنَ. صَدَقَ اللهُ وَعْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

’’اے اللہ! میرے اس حج کو اپنے حرمت والے گھر کی آخری زیارت گاہ نہ بنا۔ اور اگر تو اس کو آخری زیارت بنائے تو اس کا بدلہ جنت عنایت کر۔ ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی حمد کرنے والے اس کی رحمت کا قصد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اُس نے اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) کی مدد فرمائی، اور انھوں نے اکیلے ہی (اسلام دشمن) لشکروں کو شکست دی، نیکی کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے جو بہت ہی بلند، عظمت والا ہے۔‘‘

۳۷۔ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی دعا

شہرِ محبوب ﷺ میں داخل ہونے سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کریں، خوشبو لگائیں، وضو کر کے صاف ستھرا لباس پہنیں اور ادب و احترام سے شہر میں داخل ہوں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَإِلَيْکَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ ط تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ ط ﴿رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَاناً نَّصِيْرًا وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا﴾.

’’اے رب تو سلامتی والا ہے، اور تیری طرف سے سلامتی ہے، اور سلامتی تیری طرف لوٹتی ہے۔ پس اے ہمارے رب! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور ہمیں اپنے سلامتی والے گھر میں داخل فرما! اے ہمارے رب! تو بابرکت ہے۔ اے عالیشان! اے عظمت اور بزرگی والے۔ (اپنے رب کے حضور یہ) عرض کرتے رہیں: ﴿اے میرے رب! مجھے سچائی (و خوش نودی) کے ساتھ داخل فرما (جہاں بھی داخل فرمانا ہو) اور مجھے سچائی (و خوش نودی) کے ساتھ باہر لے آ (جہاں سے بھی لانا ہو) اور مجھے اپنی جانب سے مدد گار غلبہ و قوت عطا فرما دے، اور فرما دیجیے: حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا، بے

شک باطل نے زائل و نابود ہی ہو جانا ہے، اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کے لئے تو صرف نقصان ہی میں اضافہ کر رہا ہے﴾۔‘‘

۳۸۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کی دعا

مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے کچھ صدقہ دیں۔ داخل ہوتے وقت درود شریف کا ورد جاری رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ أَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْکَ وَأَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْکَ وَأَنْجَحِ مَنْ دَعَاکَ وَابْتَغٰی مَرْضَاتِکَ.

’’اے اللہ! ہمارے آقا حضور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ! آج کے دن مجھے اپنی طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنا لے اور ان سب سے زیادہ کامیاب بنا دے جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔‘‘

۳۹۔ بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضری کے وقت دعا

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُوْلَ اللهِ

اے میرے آقا و مولیٰ، اے اللہ تعالیٰ کے رسول برحق! آپ پر درود و سلام۔

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللهِ

اے میرے آقا و مولیٰ، اے اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم! آپ پر درود و سلام۔

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا نَبِيَّ اللهِ

اے میرے آقا و مولیٰ، اے اللہ تعالیٰ کے نبی محتشم! آپ پر درود و سلام۔

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا خَيْرَ خَلْقِ اللهِ

اے میرے آقا و مولیٰ، جملہ مخلوقات سے بہترین! آپ پر درود و سلام۔

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ

اے میرے آقا و مولیٰ، اے گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے! آپ پر درود و سلام۔

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا سَيِّدَ الْکَوْنَيْنِ

اے میرے آقا و مولیٰ، کونین کے والی! آپ پر درود و سلام۔

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا إِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ

اے میرے آقا و مولیٰ، اے متقیوں کے امام! آپ پر درود و سلام۔

اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدِي يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

اے میرے آقا و مولیٰ، اے تمام جہانوں کے لئے رحمت! آپ پر درود و سلام۔

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاَهْلِ بَيْتِکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

یا رسول اللہ! آپ کی آل، اصحاب، اہل بیت پر بھی درود و سلام ہو۔

وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰی فِي حَقِّکَ الْعَظِيْمِ: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْماً﴾

أَشْهَدُ أَنَّکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَلَيْتَ الظُّلْمَةَ وَجَاهَدْتَّ فِي سَبِيْلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَعَبَدْتَّ رَبَّکَ حَتّٰی أَتَاکَ الْيَقِيْنُ، جَزَاکَ اللهُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ وَّالِدِيْنَا وَعَنِ الْإِسْلَامِ خَيْرَ الْجَزَاءِ.

’’اے اللہ کے رسول! آپ پر درود و سلام ہو، آپ کے حق عظیم کے

متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا: ﴿اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پرظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی اُن کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے﴾۔ میں گواہی دیتا ہوں بے شک اے اللہ کے رسول! آپ نے اللہ کا پیغام (اس کے بندوں تک) پوری طرح پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا اور امت کی پوری خیر خواہی فرمادی اور (کفر کے) اندھیرے کو دور فرما دیا، اور (باطل کی) تاریکی کو چھانٹ دیا، اور اللہ کے راستے میں کوشش اور قربانی کا حق ادا کر دیا، اور آپ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہے، یہاں تک کہ واصل بحق ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے، ہمارے والدین کی طرف سے اور ملت اسلام کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔''

حضور ﷺ سے اپنے لئے، اپنے ماں باپ، شیخ، اساتذہ، اولاد، اعزاء واقرباء، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگیں اور بار بار عرض کریں: اَسْأَلُ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، پھر اگر کسی نے بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں سلام کے لئے کہا ہو تو شرعاً اس کا پہنچانا لازم ہے اور یوں عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ (نام و ولدیت)

پھر اپنے دائیں طرف یعنی مشرق کی طرف تھوڑا سا ہٹ کر حضرت

صدیق اکبرؓ کے چہرہ پاک کے سامنے کھڑے ہوکر سلام پیش کریں۔

۴۰۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں عرض کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا أَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ عَلَی التَّحْقِیْقِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ، ثَانِيَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ أَنْفَقَ مَالَهٗ کُلَّهٗ فِي حُبِّ اللهِ وَحُبِّ رَسُوْلِهٖ، حَتّٰی تَخَلَّلَ بِالْعَبَآءِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْکَ وَأَرْضَاکَ أَحْسَنَ الرِّضَا، وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمأْوَاکَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَوَّلَ الْخُلَفَاءِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

’’سلام آپ پر، اے ہمارے سردار ابو بکر صدیق، سلام آپ پر، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ برحق، سلام آپ پر، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی، دو (راہ حق کے فداکاروں) میں سے ایک جبکہ وہ غار میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ سلام آپ پر، اے وہ (فدائے دین) جس نے اپنا تمام مال اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں خرچ کر ڈالا، یہاں تک کہ ایک جبہ رہ گیا‘ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوا، اور اس نے بہترین طریق پر آپ کو راضی کیا، اور جنت کو آپ کے اترنے، رہنے کی جگہ اور آپ کا مستقل ٹھکانہ بنایا۔ سلام آپ پر، اے سب سے پہلے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر ہوں۔‘‘

پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر سلام عرض کریں۔

۴۱۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں عرض کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَفِيَّ الْمِحْرَابِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مُظْهِرَ دِيْنِ الْإِسْلَامِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مُکَسِّرَ الْأَصْنَامِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أَبَا الْفُقَرَآءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْأَرَامِلِ وَالْأَيتَامِ، أَنْتَ الَّذِي قَالَ فِي حَقِّکَ سَيِّدُ الْبَشَرِ: لَوْ کَانَ نَبِيٌّ مِنْ بَعْدِي لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْکَ وَأَرْضَاکَ أَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَأْوَاکَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

’’سلام آپ پر اے عمر بن خطاب، سلام آپ پر، اے انصاف اور سچائی کی بات کہنے والے، سلام آپ پر، اے محراب کی طرف کثرت سے جانے والے، سلام آپ پر، اے دین اسلام کو غالب کرنے والے، سلام آپ پر، اے فقیروں، ضعیفوں، بیواؤں اور یتیموں کے سرپرست، آپ ہی ہیں جن کے حق میں سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہترین رضا کے

ساتھ راضی کرے اور جنت کو آپ کے اُترنے، رہنے اور ٹھہرنے کی جگہ اور آپ کا ٹھکانہ بنائے۔ سلام آپ پر، اے دوسرے خلیفہ رسول، آپ پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔‘‘

پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹیں اور دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَي رَسُوْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا مُعِيْنَي رَسُوْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

’’سلام آپ پر، اے رسول اللہ ﷺ کے دونوں وزیرو، سلام آپ پر، اے رسول اللہ ﷺ کے دونوں مددگارو، سلام آپ دونوں پر، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔‘‘

پھر یہ دعا کریں

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، يَا رَجَاءَ السَّائِلِيْنَ، وَأَمَانَ الْخَائِفِيْنَ، وَحِرْزَ الْمُتَوَكِّلِيْنَ، يَا حَنَّانُ، يَا مَنَّانُ، يَا دَيَّانُ، يَا سُلْطَانُ، يَا سُبْحَانُ، يَا قَدِيْمَ الْإِحْسَانِ، يَا سَامِعَ الدُّعَآءِ اِسْمَعْ دُعَآءَنَا، وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْ أَمْوَاتِنَا وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِنَا وَكَفِّرْ سَيِّئَاتِنَا وَاجْعَلْنَا يَا اَللهُ، عِنْدَكَ مِنَ الْعَائِذِيْنَ الْفَائِزِيْنَ الشَّاكِرِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

’’اے اللہ! سب جہانوں کے پروردگار، اے سوال کرنے والوں کی اُمید گاہ، اے ڈرنے والوں کے لئے جائے امن، اے توکل کرنے والوں کے لئے پناہ گاہ، اے بڑے مشفق، اے بڑے محسن، اے پورا پورا بدلہ دینے والے، اے صاحب اقتدار، اے مقدس ذات، اے ہمیشہ کے محسن، اے دعاؤں کے سننے والے، ہماری دعا سن اور ہماری زیارت کو قبول فرما، اور ہمارے خوف کو دور فرما، اور ہمارے عیبوں کو چھپا، اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما، اور ہمارے مرنے والوں پر رحم فرما، اور ہماری نیکیوں کو قبول فرما، اور ہمارے گناہوں کو معاف کر، اور اے اللہ! اپنے ہاں ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما لے جو تیری پناہ میں آنے والے ہیں۔ کامیاب ہونے والے ہیں، شکر گزار ہیں وہ جنہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ غم، تیری رحمت کے سبب۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔‘‘

دوسری دعا

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِي مَقَامِنَا هٰذَا الشَّرِيْفِ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا يَا اَللهُ، إِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا عَيْبًا يَا اَللهُ، إِلَّا سَتَرْتَهٗ، وَلَا مَرِيْضًا يَا اَللهُ، إِلَّا شَفَيْتَهٗ وَعَافَيْتَهٗ، وَلَا مُسَافِرًا يَا اَللهُ، إِلَّا نَجَّيْتَهٗ، وَلَا غَائِبًا يَا اَللهُ، إِلَّا رَدَدْتَّهٗ، وَلَا عَدُوًّا يَا اَللهُ، إِلَّا خَذَلْتَهٗ وَدَمَّرْتَهٗ، وَلَا فَقِيْرًا يَا اَللهُ، إِلَّا أَغْنَيْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً يَا اَللهُ، مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، لَنَا فِيْهَا صَلَاحٌ، إِلَّا قَضَيْتَهَا وَيَسَّرْتَهَا. اَللّٰهُمَّ اقْضِ حَوَائِجَنَا وَيَسِّرْ أُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ

صُدُوْرَنَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا، وَاٰمِنْ خَوْفَنَا، وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا، وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا، وَاكْشِفْ كُرُوْبَنَا، وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ أَعْمَالَنَا، وَرُدَّ غُرْبَتَنَا إِلٰى أَهْلِنَا وَأَوْلَادِنَا، سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ مُسْتُوْرِيْنَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

’’اے اللہ! اس معزز مقام، حضور نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں ہمارا کوئی گناہ نہ رہے جسے تو معاف نہ کر دے، اور اے اللہ! کوئی غم نہ رہے جسے تو دور نہ فرما دے، اور اے اللہ! کوئی عیب نہ رہے جسے تو چھپا نہ دے، اور اے اللہ! کوئی بیمار نہ رہے جسے تو صحت و آرام عطا نہ فرما دے، اور اے اللہ! کوئی مسافر نہ رہے جسے تو (سفر کی مشکلات سے) چھٹکارا نہ دے دے، اور اے اللہ! کوئی کھویا ہوا نہ رہے جسے تو لوٹا نہ دے، اور اے اللہ! کوئی دشمن نہ رہے جسے تو رسوا اور برباد نہ کر دے، اور اے اللہ! کوئی فقیر نہ رہے جسے تو غنی نہ کر دے، اور اے اللہ! ہماری دنیا اور آخرت کی ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت جس میں ہماری بہتری ہو ایسی نہ رہے جسے تو پورا نہ کر دے اور آسان نہ فرما دے۔ اے اللہ! ہماری حاجتوں کو پورا فرما دے اور ہمارے کاموں کو آسان کر دے اور ہمارے دلوں کو کھول دے اور ہماری اس زیارت کو قبول فرما، اور ہمارے خوف کو دور کر دے، اور ہمارے عیبوں کو چھپا دے، اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے، اور ہماری تکلیفوں کو دور کر دے، اور نیکیوں کے ساتھ ہمارے اعمال کا خاتمہ فرما، اور ہماری اجنبیت کو ہمیں اپنے اہل و عیال میں لوٹا کر دور کر دے،

اس حال میں کہ ہم صحیح و سلامت ہوں، کامیاب ہوں اور ہمارے عیبوں پر پردہ پڑا ہوا ہو۔ ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرما، ان نیک بندوں میں جن پر نہ خوف طاری ہو اور نہ وہ غمگین ہوں۔ اپنی رحمت کے سبب، اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے، اے جہانوں کے پالنے والے۔‘‘

پھر منبرِ اطہر کے قریب، اور پھر ریاض الجنہ میں آ کر دو رکعت نفل جب کہ وقت مکروہ نہ ہو پڑھیں اور دعا کریں۔

جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بھی بے کار نہ جانے دیں۔ ضروریات کے سوا اکثر اوقات مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہیں، نماز، تلاوت اور درود میں وقت گزاریں، خلافِ ادب گفتگو نہ کریں، ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیں۔

یہاں ایک نیکی کے عوض پچاس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کریں اور کھانے پینے میں کمی ضرور کریں۔ مدینہ طیبہ میں اگر روزہ رکھنا نصیب ہو جائے بالخصوص گرمی میں تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے اور اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

روضۂ انور کو دیکھنا عبادت ہے اس لئے اسے کثرت سے دیکھنا چاہیئے اور اس شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبدِ خضراء پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کریں اس عمل کے بغیر ہرگز نہ گزریں کہ یہ خلافِ ادب ہے۔

یہاں اور حطیمِ کعبہ میں کم از کم ایک بار قرآن مجید ختم کرنا چاہیئے۔

دن میں پانچ دفعہ یا کم از کم صبح شام مواجہہ شریف میں سلام کے لئے حاضری دیں۔

بلا عذر ترک نماز ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام اور گناہ کبیرہ اور یہاں ایسا کرنا گناہ کے علاوہ سخت محرومی ہے۔ **العیاذ باللہ تعالٰی**.

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے میری مسجد میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھیں اور اُن میں سے کوئی نماز بھی فوت نہ ہوئی تو اُس کے لئے دوزخ سے آزادی، عذاب سے نجات اور نفاق سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔''(۱)

لیکن یہ بات پیشِ نظر رہے کہ ہر وقت دل میں حضور ﷺ کا ادب واحترام ہونا چاہیے۔

قبر انور کو ہرگز پشت نہ کریں اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہوں جہاں پشت روضہ مبارک کی طرف نہ کرنی پڑے۔

روضۂ اقدس کا نہ طواف کریں نہ سجدہ اور نہ ہی اتنا جھکیں کہ حالت رکوع کے برابر ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم آپ کی اطاعت میں ہے۔

رخصت کے وقت مزارِ پرانوار پر حاضری دیں اور مواجہہ شریف میں حضور ﷺ سے بار بار اس نعمت کا سوال کریں اور تمام آداب رخصت بجا لائیں اور سچے دل سے دعا کریں کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور

(۱) احمد بن حنبل، مسند، ۳:۱۵۵، الرقم: ۱۲۶۰۵

جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

۴۱۔ جنت البقیع کی دعا

جنت البقیع میں حاضر ہوکر یہ دعا کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ يَا أَهْلَ الْبَقِيْعِ، يَا أَهْلَ الْجَنَابِ الرَّفِيْعِ، أَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ وَنَحْنُ إِنْ شَاءَ اللهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، أَبْشِرُوْا بِأَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ، لَا رَيْبَ فِيْهَا، وَأَنَّ اللهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ. اٰنَسَکُمُ اللهُ تَعَالٰی وَشَرَّفَکُمُ اللهُ تَعَالٰی بِقَوْلِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

’’سلام ہو تم پر اے اہل بقیع، اے عالی بارگاہ والو! تم ہم سے چلے گئے اور ہم ان شاء اللہ آپ سے ملنے والے ہیں۔ تمہیں خوشخبری ہو کہ قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں اور بلاشبہ اللہ زندہ کر کے قبر والوں کو اُٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ تم کو مانوس بنالے اور تم کو اس قول کے ساتھ معزز فرمائے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔‘‘

۴۲۔ شہدائے احد کے مزارات پر حاضری و دعا

حضور ﷺ شہدائے احد کی قبروں پر سالانہ تشریف لے جاتے اور

فرماتے تم پر سلام ہو، تم نے صبر کیا، تمہاری آخرت اچھی ہے۔ زائرین کو بھی چاہئے کہ ان مزارات پر حاضر ہوکر یوں سلام عرض کریں اور دعا کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَمْزَةُ عَمَّ رَسُوْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَآءِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أَسَدَ اللهِ وَأَسَدَ رَسُوْلِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ جَحْشٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ يَا شُهَدَآءَ أُحُدٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ، فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، اَللّٰهُمَّ اجْزِهِمْ عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَأَجْزِلْ ثَوَابَهُمْ وَأَکْرِمْ مَقَامَهُمْ وَارْفَعْ دَرَجَاتِهِمْ بِمَنِّکَ وَکَرَمِکَ يَا أَکْرَمَ الْأَکْرَمِيْنَ.

’’اے حضرت حمزہ! اے رسول اللہ ﷺ کے چچا! آپ پر سلام ہو، اے شہداء کے سردار! آپ پر سلام ہو، اے اللہ اور اس کے رسول کے شیر آپ پر سلام ہو، اے عبد اللہ بن جحش! آپ پر سلام ہو، اے مصعب بن عمیر! آپ پر سلام ہو، اے شہدائے اُحد! آپ پر سلام ہو، تم نے جو صبر کیا اُس پر تمہیں سلام ہو، اور آخرت کا گھر ہی سب سے بہتر ٹھکانہ ہے۔ اے اللہ! اِنہیں اِن کے اسلام کی بدولت اور اِن کے اہلِ خانہ کو بہترین اجر عطا فرما، اِن کے ثواب کو بڑھا دے اور اِن کا مقام بزرگی والا بنا دے، اِن کے درجات بلند فرما اپنے احسان اور کرم کے صدقے، اے سب سے بڑھ کر کرم کرنے والے!‘‘

۴۳۔ الوداع اے شہرِ حبیب ﷺ الوداع!

جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگیں تو مسجد نبوی میں حاضر ہوکر

دو رکعت نماز نفل ادا کریں۔ حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں، آپ ﷺ کی جدائی پر خوب آنسو بہائیں اپنے والدین، عزیزوں، دوستوں اور تمام اُمت مسلمہ کے لئے درج ذیل دعا کریں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْأَلُکَ بِنُوْرِ وَجْهِکَ أَنْ تَغْفِرَ لِي وَلِجَمِيْعِ أَهْلِ بَيْتِي وَأَحِبَّائِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، مَغْفِرَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا، وَتُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ جَمِيْعًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، اَللّٰهُمَّ أَعِذْنَا جَمِيْعًا مِنْ هُمُزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَمِتْنَا وَأَمِتْهُمْ مَعَ الْإِيْمَانِ عَلٰى مَحَبَّتِکَ وَمَحَبَّةِ نَبِيِّکَ ﷺ وَسُنَّتِهٖ بِرَحْمَتِکَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

’’یا اللہ! میں دعا کرتا ہوں تجھ سے بطفیل تیرے نور ذات کے، تو مجھے اور میرے تمام خاندان، اور سب دوستوں، اور میرے والدین، اور کل مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ ایسی بخشش جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے۔ ہم سب کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرما دے۔ یا اللہ! ہم سب کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھ، اور ہم سب کا ایمان کے ساتھ اپنی اور اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی محبت، اور ان کی سنت پر خاتمہ بالخیر فرما۔ اپنی رحمت کے وسیلہ سے، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔‘‘

۴۴۔ الوداعی دعا

اَلْوِدَاعُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَلْفِرَاقُ يَا نَبِيَّ اللهِ! اَلْأَمَانُ يَا حَبِيْبَ اللهِ! لَا جَعَلَهُ تَعَالٰى اٰخِرَ الْعَهْدِ، لَا مِنْکَ، وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ بَيْنَ يَدَيْکَ إِلَّا مِنْ

خَيۡرٍ وَّعَافِيَّةٍ وَصِحَّةٍ وَسَلَامَةٍ، إِنۡ عِشۡتُ إِنۡ شَاءَ اللهُ تَعَالٰی جِئۡتُکَ وَإِنۡ مُتُّ فَأَوۡدَعۡتُ عِنۡدَکَ شَهَادَتِي وَأَمَانَتِي وَعَهۡدِي وَمِيۡثَاقِي مِنۡ يَوۡمِنَا هٰذَا إِلٰی يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ، وَهِيَ شَهَادَةُ أَنۡ لَّآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡکَ لَهٗ وَأَشۡهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ، سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَo وَسَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِيۡنَo وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَo

’’(افسوس!) رخصت، اے اللہ کے رسول! ہائے جدائی، اے اللہ کے نبی! الامان، اے اللہ کے محبوب! اللہ تعالیٰ آپ کی زیارت اور آپ کے سامنے حاضری کی سعادت کو آخری نہ بنائے، مگر خیر و عافیت، تندرستی اور سلامتی کے ساتھ۔ اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوں گا، اور اگر میں مر گیا تو امانت رکھتا ہوں آپ کے پاس اپنی گواہی، اور اپنی امانت اور اپنا عہد و پیمان، اپنے اس دن سے لے کر قیامت کے دن تک، اور وہ گواہی اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ کا رب، جو عزت کا مالک ہے اُن (باتوں) سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ اور (تمام) رسولوں پر سلام ہو۔ اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الۡجُيُوۡشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الۡحَجِّ

أَوْ الْعُمْرَةِ إِذَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.(۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ جب کسی لشکر، جہاد، حج یا عمرہ سے واپس آتے اور کسی ٹیلے یا ہموار میدان پر پہنچتے تو تین بار اللہ اکبر کہنے کے بعد فرماتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی حکومت ہے اور اسی کے لئے ستائش ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم لوٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔''

۴۵۔ مختصر دعائیں

مناسک کی ادائیگی کے دوران ہر مقام کے لئے علیحدہ علیحدہ پڑھی جانے والی دعائیں کتاب میں ذکر کر دی گئی ہیں، اگر دعائیں یاد نہ ہوسکیں تو کتاب سے دیکھ کر بھی یہ پڑھی جا سکتی ہیں لیکن اگر کوئی حاجی نہ پڑھ سکے تو

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج، ۲: ۹۸۰، رقم: ۱۳۴۴

درج ذیل مختصر و مسنون دعائیں پڑھنا بھی باعثِ اجر و ثواب ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ.

’’اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔‘‘

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○(۱)

’’اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ○‘‘

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ط رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْ لَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○(۲)

’’اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہماری

(۱) البقرة، ۲:۲۰۱

(۲) البقرة، ۲:۲۸۶

گرفت نہ فرما، اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا (بھی) بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا بوجھ (بھی) نہ ڈال جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں، اور ہمارے (گناہوں) سے درگزر فرما، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرماo‘‘

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُo(۱)

’’(اور عرض کرتے ہیں) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کر اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمیں خاص اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہےo‘‘

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَo(۲)

’’اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم (نہ) فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گےo‘‘

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِo رَبَّنَا

(۱) آل عمران، ۸:۳

(۲) الأعراف، ۲۳:۷

اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُo[1]

’’اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما لےo اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مومنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہو گاo‘‘

رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًاo[2]

’’اے میرے رب! مجھے علم میں اور بڑھا دےo‘‘

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَo[3]

’’تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے، بے شک میں ہی (اپنی جان پر) زیادتی کرنے والوں میں سے تھاo‘‘

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَo[4]

’’اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو (ہی) سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہےo‘‘

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا

---

(۱) إبراهيم، ۱۴:۴۰، ۴۱

(۲) طٰه، ۲۰:۱۱۴

(۳) الأنبياء، ۲۱:۸۷

(۴) المؤمنون، ۲۳:۱۰۹

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○[(۱)]

’’اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا اور ہمیں ہماری عبادت (اور حج کے) قواعد بتا دے اور ہم پر (رحمت و مغفرت) کی نظر فرما، بے شک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے○‘‘

رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○[(۲)]

’’اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر میں وسعت ارزانی فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما○‘‘

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ○[(۳)]

’’اے ہمارے رب! ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو تو نے نازل فرمائی اور ہم نے اس رسول کی اتباع کی سو ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے○‘‘

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○[(۴)]

---

(۱) البقرة، ۲:۱۲۸

(۲) البقرة، ۲:۲۵۰

(۳) آل عمران، ۳:۵۳

(۴) آل عمران، ۳:۱۴۷

''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کام میں ہم سے ہونے والی زیادتیوں سے درگزر فرما اور ہمیں (اپنی راہ میں) ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرماo''

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَo[1]

''اے ہمارے رب! تو ہم پر صبر کے سرچشمے کھول دے اور ہم کو (ثابت قدمی سے) مسلمان رہتے ہوئے (دنیا سے) اٹھا لےo''

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِيۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِيۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّيۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًاo[2]

''اے میرے رب! مجھے سچائی (خوشنودی) کے ساتھ داخل فرما (جہاں بھی داخل فرمانا ہو) اور مجھے سچائی (و خوشنودی) کے ساتھ باہر لے آ (جہاں سے بھی لانا ہو) اور مجھے اپنی جانب سے مدد گار غلبہ و قوت عطا فرمادےo''

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّ هَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًاo[3]

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں راہ یابی (کے اسباب) مہیا فرماo''

---

(۱) الأعراف، ۷:۱۲۶

(۲) الإسراء، ۱۷:۸۰

(۳) الکهف، ۱۸:۱۰

۵۔ حج وعمرہ کا بیان

سوال ۷۸: مکہ مکرمہ کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: مکہ مکرمہ اس پوری کائناتِ ارضی میں وہ بابرکت جگہ اور رحمتوں والا مقام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے شہروں سے بڑھ کر اعلیٰ و مقدس شہر کی حیثیت عطا کی ہے۔ اللہ رب العزت نے اس شہر دلنواز اور اس مرکزِ بخشش کو خلعتِ انوار میں لپیٹے ہوئے اپنے برگزیدہ بندے، اور عالم خلق میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہستی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جائے ولادت کے لئے منتخب کیا۔ اپنے دین کی اشاعت اور ترویج و فروغ اور اپنے گھر بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے لئے اس شہر بے مثال کو منتخب فرمایا، اسی وجہ سے اس ارض مقدس کو دنیا بھر کے شہروں پر فضیلت و برتری عطا کی۔ سرزمین مکہ وہی جگہ ہے جسے خود رب العزت نے لوگوں کے دلوں میں محبت کے لئے منتخب فرمایا اور پھر انہیں یہاں حج کرنے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد ہوا:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًاط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّیط وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ.(۱)

(۱) البقرة، ۲: ۱۲۵

’’اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لیے رجوع (اور اجتماع) کا مرکز اور جائے امان بنا دیا، اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنا لو، اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک (صاف) کر دو۔‘‘

دنیا کا یہ واحد بابرکت شہر ہے جس کو امن کی جگہ بنانے اور اسے نوع بہ نوع پھلوں سے نوازنے کے لئے جد الانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوئے۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس التجا کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِناً وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلاً ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُo (1)

’’اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے نواز (یعنی) ان لوگوں کو جو ان میں سے اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے، (اللہ نے) فرمایا اور جو کوئی کفر کرے گا اس کو بھی زندگی

(۱) البقرہ، ۲: ۱۲۶

کی تھوڑی مدت (کے لیے) فائدہ پہنچاؤں گا پھر اسے (اس کے کفر کے باعث) دوزخ کے عذاب کی طرف (جانے پر) مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے۔‘‘

یہ شہرِ خوباں نزول وحی و ملائکہ کا مرکز، انبیاء و اولیاء کا ٹھکانہ و مدفن، ہر چیز کی پیدائش کا موجب و سبب اور ہر انعامِ خداوندی کی بنیاد ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی واضح اور کھلی نشانیاں ہیں۔ جن کی زیارت سے جہاں ایمان کو حلاوت اور چاشنی ملتی ہے وہاں استقرار و استحکام بھی میسر آتا ہے۔ ان ہی میں سے مقام ابراہیم ہے، صفا و مروہ ہے، آب زم زم و حجرِ اسود ہے، حتیٰ کہ یہی وہ شہر ہے جس میں اللہ کا گھر ’’بیت اللہ‘‘ ہے۔ جس میں ادا کی جانے والی ایک نماز اپنے دامن میں ایک لاکھ نماز کا اجر وثواب رکھتی ہے۔ اس کے اردگرد تین سو انبیاء علیھم السلام کے مزارات ہیں، اس شہر امن میں داخل ہونے والے کو امن و امان مل جاتا ہے۔ خونریزی و سفاکی کی یہاں ممانعت ہے۔ کسی بھی انسان کا حق و ناحق خون نہیں بہایا جاسکتا۔ اس عظمت و بزرگی والے شہر میں حلال تو درکنار حرام جانور کا شکار بھی گناہ ہے۔ اس کے درختوں اور شاخوں کا کاٹنا بھی حرام ہے۔ یہ اس قدر امن والا شہر ہے کہ ہر ذی روح اور غیر ذی روح اس کے سائے میں محفوظ و مامون ہے۔ یہاں قدم قدم پر عافیت کے شامیانے نصب ہیں۔ امن سکون اور رحمتوں کا بحر بے کنار،...... یہ وہ عظیم الشان شہر ہے جس کی عظمت اور فضلیت کی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں قسمیں کھائی ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَ اَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِo[1]

’’میں اس شہر (مکہ) کی قَسم کھاتا ہوں۔ (اے حبیبِ مکرّم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔‘‘

اسی طرح مکہ مکرمہ کی فضیلت حدیث نبوی ﷺ سے بھی ثابت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے اظہارِ محبت یوں فرمایا:

’’تو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا عزیز ہے اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں نہ ٹھہرتا۔‘‘[2]

سوال ۷۹: کعبۃ اللہ کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: کعبۃ اللہ کی فضیلت کی اس سے بڑی وجہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اس گھر سے محبت فرماتا ہے جس کا ذکر سورۂ حج کی درج ذیل آیت کریمہ میں ہے جہاں جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ میرا گھر حج اور طواف کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھو:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ

---

(۱) البلد، ۹۰: ۱۔۲

(۲) ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب فی فضل مکة، ۵: ۶۷۹-۶۸۰، رقم: ۳۹۲۶

بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ.[1]

’’اور (وہ وقت یاد کیجیے) جب ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے بیت اللہ (یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر) کی جگہ کا تعین کر دیا (اور انہیں حکم فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور میرے گھر کو (تعمیر کرنے کے بعد) طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک و صاف رکھنا۔‘‘

اس سے اگلی آیت کریمہ میں یہ مضمون محبت Climax پر پہنچ گیا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ اب تمام لوگوں کو بآواز بلند میرے گھر کے حج (اور طواف) کے لئے بلاؤ (سبحان اللہ) پھر خود ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھنا پھر میرے بندے دور و نزدیک سے کیسے کھنچے چلے آتے ہیں:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ.[2]

’’اور تم لوگوں میں حج کا بلند آواز سے اعلان کرو وہ تمہارے پاس پیدل اور تمام دبلے اونٹوں پر (سوار) حاضر ہو جائیں گے جو دور دراز کے راستوں سے آتے ہیں۔‘‘

---

(۱) الحج، ۲۲: ۲۶

(۲) الحج، ۲۲: ۲۷

حضور نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ میں بھی کعبۃ اللہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے بیت اللہ کی زیارت کی پھر یہاں کسی سے جھگڑا، بدزبانی اور فساد نہ کیا تو:

''وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک پیدا ہوا تھا۔''(۱)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دن رات کعبۃ اللہ پر ایک سو بیس رحمتوں کا نزول فرماتا ہے۔ ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کیلئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے

''اور بیس ان لوگوں کیلئے جو کعبۃ اللہ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کر رہے ہوتے ہیں۔''(۲)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلنَّظَرُ إِلَی الْبَیْتِ الْحَرَامِ عِبَادَةٌ. (۳)

''اس عزت والے گھر کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔''

---

(۱) بخاری، الصحیح، أبواب الإحصاد وجزاء الصّید، باب قول اللہ تعالی فلا رفث، ۲: ۶۴۵، رقم: ۱۷۲۳، ۱۷۶۴

(۲) ابن جوزی، العلل المتناہیہ، ۲: ۸۲

(۳) تالی تلخیص، ۲: ۳۶۵، رقم: ۲۲۱

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَذَا الْبَيْتُ دَعَامَةُ الْإِسْلَامِ.[1]

''یہ گھر اسلام کا ستون ہے''

جوشخص اس کی زیارت کے ارادہ سے نکلا خواہ وہ حج کی نیت کرنے والا ہو یا عمرہ کی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اگر وہ فوت ہوگیا تو اسے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

سوال ۸۰: کعبۃ اللہ کی تعمیر کتنی بار ہوئی؟

یہ وہ مقدس و بابرکت خطہ زمین ہے جسے بیت اللہ ہونے کا شرفِ عظیم حاصل ہوا، جس کی عظمت و رفعت میں کوئی ثانی نہیں اس کے چشمہ فیض سے پورا عالم انسانیت مستفیض ہو رہا ہے یہی بابرکت جگہ ہے جو پوری کائناتِ ارضی کا منبع و سرچشمہ ہے۔ اسی سے ساری زمین کو پھیلایا گیا ہے۔ زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل اسے وجود بخشا گیا۔ سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے پانی پیدا کیا پانی کو ہوا پر ٹھہرایا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا بھیجی جس سے پانی میں ہلچل پیدا ہوگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بیت اللہ والی جگہ قبہ نما ایک

(۱) دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۴: ۳۳۲، رقم: ۶۹۶۴

ٹیلہ پیدا کر دیا جہاں دو ہزار سال بعد بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔‘‘[1]

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلا ٹکڑا جسے اللہ رب العزت نے زمین سے پیدا کیا وہ بیت اللہ کی جگہ ہے پھر اسی سے زمین کو پھیلایا گیا ہے۔[2]

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ملائکہ نے کعبہ شریف تعمیر کیا اور وہ اس کا حج بھی کرتے تھے۔[3]

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! سب سے پہلے کون سی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا؟ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامَ**۔

یعنی بیت اللہ شریف کو اس قدامت کا شرف حاصل ہے۔ سائل نے پھر استفسار کیا کہ بیت اللہ کے بعد کون سی مسجد وجود میں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اَلْمَسْجِدُ الاَقْصٰی**

دوسرا درجہ بیت المقدس کو حاصل ہے۔ دریافت کیا گیا کہ دونوں کے

(۱) عبد الرزاق، مصنف، ۵: ۹۰

(۲) محمد طاہر الکردی المکی، التاریخ القویم، ۳: ۷

(۳) قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ۱: ۵۰۸

درمیان کتنے عرصے کا فاصلہ ہے تو ارشاد فرمایا: چالیس برس کا۔[1]

تاریخی تناظر میں دیکھیں تو یہ بات قرین فہم معلوم ہوتی ہے کہ وہ خطۂ زمین جسے خانہ خدا کی تعمیر کے لئے منتخب کیا گیا کوئی بے آباد و ویران مقام نہ تھا بلکہ مدت سے یہ انسانوں کی بستی بن چکا تھا۔ چونکہ اس مقدس مقام کو آنے والی نسلوں کے لئے تہذیب و ثقافت اور علم و عرفان کا گھوارہ بننا تھا۔

اب تک کعبۃ اللہ کی تعمیر گیارہ مرتبہ ہو چکی ہے:

۱۔ ملائکہ سے تعمیر

سب سے پہلے بیت اللہ کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے حکم پر فرشتوں نے کی، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) سے ایک آدمی نے پوچھا: بیت اللہ کا طواف کب سے ہو رہا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کے بارے میں اطلاع دی تو انہوں نے عرض کیا ہم آپ کی تسبیح و تقدیس کرنے والے ہیں اور آپ ہمارے ایسے بشر کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ فرشتوں کو اپنی عرض پر نہایت ہی شرمندگی ہوئی، انہوں نے حالت زاری اور تضرع میں عرش الٰہی کا تین دفعہ طواف کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے عرش کے نیچے ''بیت

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالی وَوَهَبْنَا لداود......، ۳: ۱۲۶۰، رقم: ۳۲۴۳

۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ۱: ۵۰۸

المعمور‘‘ بنا کر فرمایا تم اس کا طواف کیا کرو، اس کا ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں ایک دفعہ طواف کرنے والے دوبارہ نہیں آتے، اس کے بعد فرشتوں سے فرمایا اب تم زمین پر جاؤ۔

اِبْنُوْا لِی بَیْتًا فِی الْأَرْضِ بِمِثَالِهٖ وَقَدْرِهٖ.

’’اسی کی مثل و مقدار کے مطابق زمین پر میرا گھر بناؤ۔‘‘

جب گھر بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین پر رہنے والی مخلوق کو حکم دیا:

أَنْ یَّطُوْفُوْا بِهٰذَا الْبَیْتِ کَمَا یَطُوْفُ أَهْلُ السَّمَآءِ بِالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ. (۱)

’’اس گھر کا تم بھی اسی طرح طواف کرو جیسے آسمان والے بیت المعمور کا کرتے ہیں۔‘‘

سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل فرشتوں نے بیت اللہ شریف تعمیر کیا زمین پر رہنے والے ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے طواف اور حج کرنے کا حکم دیا تھا۔ (۲)

۲۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے تعمیر

سیدنا آدم اور حضرت حوا علیہما السلام جب زمین پر آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ مولا میں اس لذت و سرور سے

(۱) ازرقی، اخبار مکہ، ۱: ۳۴

(۲) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۲۶۳

محروم ہو گیا ہوں جو فرشتوں کے ساتھ بیت المعمور کے طواف میں آیا کرتا تھا کاش ہمیں پھر وہاں لوٹا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: اے آدم!

اِبْنِ لِي بَيْتًا بِحِذَاءِ بَيْتِي الَّذِى فِي السَّمَآءِ تَتَعَبَّدُ فِيْهِ أَنْتَ وَوَلَدُكَ كَمَا تَتَعَبَّدُ مَلَائِكَتِي حَوْلَ عَرْشِيْ.[1]

’’تم اسی آسمانی گھر (بیت المعمور) کے مقابل زمین پر میرا گھر بناؤ اور اس میں تم اور تمہاری اولاد اسی طرح عبادت کرو جیسے ملائکہ میرے عرش کے اردگرد کرتے ہیں۔‘‘

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

فَطُفْ بِهٖ وَاذْكُرْنِي حَوْلَهُ كَمَا رَأَيْتَ الْمَلَائِكَةَ تَصْنَعُ حَوْلَ عَرْشِي.

’’اس کا طواف کرو اور اس کے اردگرد میرا ذکر کرو جیسا کہ تم نے ملائکہ کو میرے عرش کے اردگرد کرتے دیکھا ہوا ہے۔‘‘

سیدنا آدم علیہ السلام حضرت جبرائیل امین کی رہنمائی میں مکہ معظّمہ پہنچے وہاں جبرائیل علیہ السلام نے پر مار کر کعبہ کی بنیادیں ظاہر کیں جو انتہائی گہری تھیں۔ پھر فرشتے، پانچ مختلف پہاڑوں سے بڑی بڑی چٹانیں لائے۔ جن میں سے ایک چٹان تیس آدمی مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان

(۱) الصالحی، سبل الهدی والرشاد، ۱: ۱۴۷

پتھروں سے بیت اللہ شریف تعمیر کیا۔[(۱)]

۳۔ حضرت شیث علیہ السلام سے بیت اللہ کی تعمیر

امام ازرقی وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ یاقوت کا وہ خیمہ جو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے جنت سے اتارا گیا تھا آپ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھا لیا تب انہی بنیادوں پر آپ کی اولاد نے مٹی اور پتھروں سے کعبۃ اللہ تعمیر کیا اور وہ عمارت طوفان نوح تک قائم رہی۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے تعمیر کعبہ کی سعادت حضرت شیث علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔[(۲)]

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بیت اللہ کی تعمیر

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے مکہ معظّمہ میں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔ جب تیسری بار بیت اللہ کی تعمیر کے سلسلہ میں تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جن کی عمر اس وقت بیس سال تھی چاہِ زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے۔ طویل عرصے کی جدائی کے بعد والد گرامی کے چہرہ اقدس کی زیارت سے خوشی کی لہر دوڑ گئی انتہائی تعظیم وتکریم سے خوش آمدید کہا۔

---

(۱) ۱۔ محمد طاہر الکردی المکی، التاریخ القویم، ۳: ۱۲
۲۔ صالحی، سبل الهدی والرشاد، ۱: ۱۴۷

(۲) ۱۔ محمد طاہر الکردی المکی، التاریخ القویم، ۳: ۳۲
۲۔ صالحی، سبل الهدی والرشاد، ۱: ۱۴۸

ابتدائی گفت و شنید کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”بے شک تیرے رب نے مجھے اس کا گھر (بیت اللہ) کی تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے عرض کیا (ابا جان) آپ اللہ کے حکم کی اطاعت میں جلدی کریں ارشاد فرمایا رب کائنات نے اس عظیم کام میں تجھے میری مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔ عرض کیا میں حاضر ہوں آپ کر گزریے۔“(۱)

اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں مقرب بندے اس امرِ عظیم کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہو گئے ایک عزم اور ولولہ کے ساتھ تعمیر کعبہ کا ارادہ کیا اس عزم اور ولولے میں احساسِ بندگی اور عاجزی کا عنصر غالب تھا۔ مگر ابھی تک یہ حقیقت منکشف نہ ہوئی تھی کہ بیت اللہ شریف کا حدود اربعہ کیا ہے دیواروں کی لمبائی و چوڑائی کتنی ہے۔ کیونکہ طویل مدت اور سیلاب نے اس کے قدیم نشانات کو ختم کر دیا تھا۔

سو قدرتِ خداوندی سے ان مکرم بندوں کی رہنمائی کے لئے اچانک ایک بدلی نمودار ہوئی جس سے یہ صدا آ رہی تھی کہ جس قدر طول و عرض اس بدلی کے سایہ کا ہے اسی قدر جگہ میں آپ بیت اللہ کی دیوار کھڑی کریں اس میں کمی بیشی نہ ہونے پائے۔(۲)

(۱) محمد طاہر الکردی المکی، التاریخ القویم، ۳: ۴۰
(۲) محمد طاہر الکردی المکی، التاریخ القویم، ۳: ۴۲

بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بنیادوں کی نشاندہی کی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک مجسم ہوا آئی جس کا نام ''ریح الخجوج'' تھا اس نے بیت اللہ کی جگہ کے گرد طواف کر کے اس کی حدود کو واضح کیا تھا۔ اس وقت یہ جگہ ایک ابھرے ہوئے سرخ ٹیلے کی طرح تھی۔ (۱)

غرضیکہ باپ اور بیٹے نے کعبہ کی نشان زدہ بنیادوں کی کھدائی شروع کردی کچھ دیر بعد قدیم بنائے آدم علیہ السلام بھی ظاہر ہوگئی۔ جس پر انہوں نے تعمیر کرنا تھی۔ کام کا آغاز ہوا۔ چشمِ فلک نے دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک مزدور کے بھیس میں پتھر لانے کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک معمار کی حیثیت سے اپنے مقدس ہاتھوں سے دیوار چن رہے ہیں۔ مٹی، گارا یا چونے کی مدد کے بغیر ہی پتھر جوڑے چلے جا رہے ہیں اور وہ پتھر اس قدر بڑے اور وزنی ہیں کہ تیس آدمی مل کر بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ اس تعمیر میں کام آنے والے پتھر پانچ مختلف پہاڑوں، طور سینا، طور زیتا، کوہ لبنان، کوہ جودی اور کوہ حرا سے فرشتے لے کر آئے تھے۔ بنیادوں میں کوہ حرا کے پتھر استعمال ہوئے جب دیواروں کی بلندی کچھ زیادہ ہوگئی اور پتھر لگانے میں دشواری محسوس ہونے لگی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کوئی ایسا پتھر تلاش کرو جس پر کھڑے ہو کر بآسانی تعمیر مکمل کی جا سکے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نظر انتخاب جس پتھر پر پڑی

(۱) ازرقی، اخبار مکہ، ۱: ۱۶۰

وہ یادگار پتھر تھا جسے قرآن حکیم میں ''مقام ابراہیم'' کے مبارک اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ اس پتھر نے اپنے مزاج کی سنگینی اور سختی کے باوجود آپ علیہ السلام کے نقشِ پا کا اس قدر گہرا اثر قبول کیا کہ زمانے کے حوادث بھی اسے نہ مٹا سکے جس کا نظارہ آج بھی مسلمانانِ عالم بچشم نم خود کر رہے ہیں۔[1]

اس عظیم الشان تعمیر کے دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انتہائی عاجزی وانکساری اور شکر گزاری اور احسان مندی کے جذبات سے سرشار ہو کر اپنے فریضے میں مگن رہے اور یہ دعا مانگتے رہے:

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمَ.[2]

''اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بے شک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔''

۵۔ قبیلہ جرہم سے تعمیر

شیخ ازرقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ عمارت کعبہ منہدم ہوگئی تو قبیلہ جرہم نے کعبہ کی تعمیر انہی بنیادوں پر کر دی۔ مسعودی نے مروج الذہب میں ذکر کیا ہے کہ جس شخص کی سربراہی میں یہ تعمیر مکمل ہوئی اس کا نام حارث بن اعضاض الاصفر تھا۔[3]

---

(۱) ازرقی، اخبار مکہ، ۱: ۶۲

(۲) البقرة، ۲: ۱۲۷

(۳) الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام: ۴۸

۶۔ عمالقہ سے تعمیر

چھٹی تعمیر قوم عمالقہ نے کی، اس کے برعکس بھی مروی ہے کہ پانچویں تعمیر عمالقہ نے اور چھٹی جرہم نے کی، امام ابن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کی تعمیر کردہ عمارت منہدم ہو گئی۔

فَبَنَتْهُ الْعَمَالِقَةُ، ثُمَّ انْهَدَمَ فَبَنَتْهُ جُرْهُمُ. (۱)

’’تو اسے عمالقہ نے بنایا (یہ تعمیر) پھر منہدم ہوئی تو قبیلہ جرہم نے تعمیر کیا۔‘‘

۷۔ حضرت قصی بن کلاب سے تعمیر

قاضی مکہ زبیر بن بکار اپنی کتاب ’’نسب قریش‘‘ میں لکھتے ہیں جب قصی بن کلاب کعبہ کے متولی بنے تو انہوں نے اس کی ایسی تعمیر کروائی:

لَمْ يَبْنِهِ أَحَدٌ مِّمَّنْ بَنَاهَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ. (۲)

’’کہ اس سے پہلے ایسی تعمیر کسی نے نہیں کروائی۔‘‘

قریش میں قصی پہلا آدمی تھا جسے کعبۃ اللہ تعمیر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے تھا اور آپ سے تقریباً

---

(۱) صالحی، سبل الهدی والرشاد، ۱: ۱۶۳

(۲) علامہ قطب الدین، اعلام العلماء: ۴۷

۱۳۰ سال پہلے اس کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ (۱)

۸۔ قریش سے تعمیر

قریش نے جب محسوس کیا کہ عمارتِ کعبہ سیلاب کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے تو انہوں نے اس کی نئی تعمیر کے فیصلہ کا اعلان کیا اور اس موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی کے ماموں جناب ابو وھب جو بڑے حقیقت شناس اور دور اندیش انسان تھے اپنی قوم سے مخاطب ہوئے:

''اے گروہِ قریش! وعدہ کرو کہ کعبہ کی تعمیر پر تم بالکل پاکیزہ حلال اور صاف کمائی ہی خرچ کرو گے اور غارت گری اور بدکاری کا ایک پیسہ بھی اس پر نہیں لگاؤ گے۔''(۲)

تمام قبائل نے وعدہ کیا اور کعبہ معظّمہ کے ایک ایک حصے کی تعمیر اپنے ذمہ لے لی۔ تعمیر کعبہ بہت بڑی سعادت تھی۔ سب لوگ مزدوروں کی طرح لگ گئے۔ چھوٹے بڑے کا امتیاز مٹ گیا۔ ہر کوئی اپنے حصے کا کام کرنے میں مصروف رہا۔ یہ وہ بابرکت عمل تھا جس میں خود حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی حصہ لیا اور آپ ﷺ پتھر لا لا کر دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اس باہمی تعاون اور اتحاد و یگانگت کی فضا میں تعمیر کعبہ مکمل ہوئی۔

۹۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے تعمیر

خلفاء راشدین کے دور میں مسجد حرام میں توسیع تو ہوئی مگر بیت اللہ

(۱) محمد طاہر الکردی المکی، التاریخ القویم، ۳:۱۲۹

(۲) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲:۳۰۱

تعمیر قریش کے مطابق ہی رہا۔ تریسٹھ ہجری میں یزید حکمران بنا، اس نے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کی جانب بیعت سے انکار کرنے والوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک لشکر جرار بھیجا چونکہ اہالیان مکہ اور مدینہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے اس لئے انہوں نے یزید کی بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ نتیجتاً فریقین کے مابین جنگ چھڑ گئی۔

شب و روز لشکر والوں نے منجنیق سے پتھر پھینکے جس کی وجہ سے کعبہ کی بعض دیواریں گر گئیں اور اس کی چھت و غلاف جل گئے۔ [1]

ادھر سے یزید کی موت کی خبر آنے پر لشکر واپس ہو گیا، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تمام کعبہ کی تعمیر نئے سرے سے کروائی چونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ذہن میں تھا اس لئے انہوں نے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کی ہوئی بنیادوں کو ہی پیش نظر رکھا یعنی حطیم کو کعبہ کی عمارت میں شامل کر دیا، دروازہ زمین پر رکھا اور مشرق و مغرب کی جانب دو دروازے بنا دیئے۔ حضرت یزید بن رومان سے منقول ہے کہ اس موقعہ پر وہ موجود تھا۔

فَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحَجَرِ، وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ. [2]

’’تو حطیم کو پھر شامل کر دیا گیا اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

---

(۱) علامہ قطب الدین، اعلام العلماء، ۶۹

(۲) صالحی، سبل الھدی والرشاد، ۱: ۱۶۵

رکھی ہوئی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا وہ اونٹ کی کہان کی طرح تھے۔‘‘

اس عظیم الشان کام کی بحسن وخوبی تکمیل پر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الوہیت میں اظہار تشکر کے لئے تنعیم سے چل کر لوگوں کی ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ عمرہ ادا کیا اور اس سعادت عظیم کے حصول پر بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر بجا لائے۔

۱۰۔ حجاج بن یوسف سے تعمیر

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کردہ عمارت تقریباً دس سال تک قائم رہی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو ۷۴ھ میں حجاج بن یوسف نے عبد الملک بن مروان کو کعبہ کی اس تعمیر کے بارے میں لکھا اور کہا اس تعمیر کو اہل مکہ پسند نہیں کرتے تو اس نے یہ آرڈر جاری کیا:

> ’’ابن زبیر نے جو لمبائی میں اضافہ کیا اسے قائم رکھا جائے اور جو حطیم والا حصہ شامل کیا ہے اسے خارج کر دیا جائے اور جو دوسرا غربی دروازہ بنایا اسے بھی بند کر دیا جائے لہٰذا حجاج بن یوسف نے دوبارہ اسے قریش کی تعمیر کے مطابق ہی کر دیا۔‘‘

سنت ابراہیمی اور خواہش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مطابقت تعمیر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بے بہرہ اور بے خبر تھا۔

ایک مرتبہ ایک وفد کے ساتھ حارث بن عبد اللہ خلیفہ کے پاس

آئے۔ دوران گفتگو خلیفہ عبد الملک بن مروان نے کہا: میرا خیال ہے کہ تعمیر کعبہ کے بارے میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسی حدیث اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنی ہو گی جس کی روشنی میں سابقہ تعمیر کی گئی تھی۔ حارث بن عبد اللہ نے کہا ہاں ہاں ضرور سنی ہو گی یہ حدیث تو میں نے بھی اُم المومنین سے سنی ہے۔

خلیفہ نے سوال کیا تم نے کیا سنا تھا۔

انہوں نے کہا: اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عائشہ! تیری قوم نے بیت اللہ کو تنگ کر دیا ہے اگر تیری قوم کا زمانہ شرک قریب نہ ہوتا تو میں نئے سرے سے تعمیر کر کے اس کی کمی کو پورا کر دیتا۔

عائشہ میرے ساتھ چل میں تجھے ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادیں دکھاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حطیم میں سے سات ہاتھ اندر کا حصہ بیت اللہ میں شامل تھا اور اس جگہ ابراہیمی بنیادیں تھیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے دو دروازے ایک مشرق میں اندر جانے کے لئے اور ایک مغرب میں باہر جانے کے لئے بنا دوں۔

عائشہ تمہیں معلوم ہے تیری قوم نے اتنا اونچا دروازہ کیوں رکھا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ و رسولہ اعلم، آپ نے ارشاد فرمایا: محض اپنی بڑائی، تکبر اور نخوت کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا ہے تا کہ وہ

جسے چاہیں کعبہ شریف میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں اس سعادت سے محروم رکھیں۔

جس آدمی کے اندر داخل ہونے پر وہ خوش نہ ہوں اسے دھکا دے کر نیچے گرا دیتے اور جس کا داخلہ ان کی خواہش کے مطابق ہوتا اس کی دستگیری کرتے۔

خلیفہ نے کہا: حارث کیا تم نے یہ حدیث خود سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنی تھی؟ حارث نے اثبات میں جواب دیا تو خلیفہ عبد الملک بن مروان کچھ دیر اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے سوچتا رہا اور کہا کاش! میں بیت اللہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیتا اس کے گرانے اور تبدیل کرنے کا فرمان جاری نہ کرتا۔ (۱)

۱۱۔ سلطان مراد خان عثمانی سے تعمیر

اس تعمیر کے ۹۶۶ سال بعد سیلاب سے کعبہ شریف منہدم ہوا تو ۱۰۴۰ھ میں سلطان مراد خان عثمانی نے اسے تعمیر کیا۔ اس کے بعد علامہ طاہر کردی لکھتے ہیں:

''(سلطان مراد کی تعمیر کردہ) یہی عمارت ہمارے زمانے تک قائم چلی آ رہی ہے۔'' (۲)

اس کے بعد کعبہ کی تعمیر نہیں ہوئی البتہ اس میں اصلاحات اور مرمت

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب نقض الکعبة وبنآءِھا، ۲: ۹۷۲، رقم: ۱۳۳۳

(۲) محمد طاہر الکردی المکی، تاریخ القویم، ۳: ۳۰۱

کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔

سوال ۸۱: حج کس سن ہجری میں فرض ہوا؟

جواب: حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ یہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور استطاعت کے باوجود اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے وہ گناہگار ہے اور اس کو ترک کرنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے۔

سوال ۸۲: قرآن و حدیث میں حج کی فرضیت کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

جواب: حج ارکانِ اسلام کا ایک اہم رکن ہے جو ہر عاقل و بالغ، صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ قرآن و حدیث میں حج کی فرضیت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً.(۱)

”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔“

درج بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے حج کرنا لازم قرار دے دیا ہے جو صاحب استطاعت ہیں اور مالی حیثیت و استطاعت کے

(۱) آل عمران، ۳: ۹۷

ساتھ ساتھ بیت اللہ پہنچنے کی توفیق اور طاقت رکھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! کس چیز سے حج فرض ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سامانِ سفر اور سواری سے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے پس حج کرو ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ تین مرتبہ اس نے یہی عرض کیا۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) فرض ہو جاتا اور پھر تم اس کی طاقت نہ رکھتے پھر فرمایا: میری اتنی ہی بات پر اکتفا کیا کرو جس پر میں تمہیں چھوڑوں، اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ زیادہ سوال کرنے اور انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کی بناء پر ہی ہلاک ہوئے تھے، لہٰذا جب میں تمہیں کسی شے کا حکم دوں تو بقدرِ استطاعت عمل کیا کرو اور جب کسی شے سے منع کروں تو اسے چھوڑ دیا کرو۔‘‘(۲)

---

(۱) ترمذی، الصحیح، کتاب الحج، باب ما جاء فی إیجاب الحج بالزاد والرحلة، ۳: ۱۷۷، رقم: ۸۱۳

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، ۲: ۹۷۵، رقم: ۱۳۳۷

سوال ۸۳: صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص حج نہ کرے تو اس کے لئے کیا وعید ہے؟

جواب: صاحب استطاعت ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص حج نہ کرے تو ایسے شخص کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے سخت وعید فرمائی ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو فریضہ حج کی ادائیگی میں کوئی ظاہری ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری (سخت مرض) نہ روکے اور وہ پھر (بھی) حج نہ کرے اور (فریضہ حج کی ادائیگی کے بغیر) مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر (اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی فکر نہیں ہے)۔''(۱)

سوال ۸۴: حج کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: احادیث مبارکہ میں حج ادا کرنے کے بے شمار فضائل بیان کے گئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، وہ اس سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر اس سے بخشش طلب کریں تو انہیں بخش دیتا ہے۔''(۲)

---

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الحج، باب ماجاء فی التغليظ فی ترک الحج، ۳: ۱۷۶

(۲) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب فضل دعاء الحجاج، ۳: ۴۱۱، رقم: ۲۸۹۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (۱)

''حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اس گھر (کعبہ) کا حج کیا پس وہ نہ تو عورت کے قریب گیا اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو (تمام گناہوں سے پاک ہو کر) اس طرح واپس لوٹا جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔''(۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں...... اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو میں پوچھنے آیا ہوں آپ مجھے بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ سے حاجی کے متعلق پوچھنے آئے ہو کہ جب وہ گھر سے روانہ ہوتا ہے تو اسے کتنا ثواب ملتا ہے اور جب وہ میدان عرفات میں قیام کرتا ہے تو اسے کتنا ثواب ملتا ہے اور جب وہ جمرات کو کنکریاں مارتا ہے تو اسے کتنا ثواب ملتا ہے؟ اور جب وہ سر منڈاتا ہے تو اسے کتنا ثواب ملتا ہے؟ اور بیت اللہ کا آخری

---

(۱) بخاری، الصحیح، ابواب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، ۲: ۶۲۹، رقم: ۱۶۸۳

(۲) بخاری، الصحیح، أبواب الإحصار والجزا الصید، باب قول اللّٰہ تعالیٰ فلا رفث، ۲: ۶۴۵، رقم: ۱۷۲۳

طواف کرتا ہے تو اسے کتنا ثواب ملتا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے جو میرے دل میں تھا آپ اس سے ذرا بھی آگے پیچھے نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حاجی اپنے گھر سے چلتا ہے تو اس کی سواری کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے اسے ایک نیکی ملتی ہے اور اس کا ایک گناہ ختم ہوتا ہے جب وہ میدان عرفات میں قیام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو وہ شکستہ حال اور غبار آلود ہیں، گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کے (تمام) گناہ بخش دیئے خواہ وہ بارش کے قطروں اور ٹیلے کے ذروں کے برابر بھی ہوں اور جب وہ جمرات کو کنکریاں مارتا ہے تو اسے اندازہ نہیں کہ اسے کتنا ثواب ملتا ہے (اس کے ثواب کا صحیح علم) مرنے کے بعد قیامت کے دن ہی ہو گا اور جب وہ بیت اللہ کا آخری طواف کر لیتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے وہ پیدائش کے دن تھا۔

سوال ۸۵: سب سے پہلے حج کس نے ادا کیا؟

جواب: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج فرشتوں نے ادا کیا، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل فرشتوں نے بیت اللہ شریف تعمیر کیا۔ زمین پر رہنے والے ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے طواف اور حج کرنے کا حکم دیا تھا۔[1]

(۱) ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۲۶۳

أَوَّلُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْمَلَائِكَةُ.(۱)

''سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف فرشتوں نے کیا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام طواف سے فارغ ہوئے تو فرشتوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو حج کی مبارک باد دیتے ہوئے عرض کیا:

قَدْ حَجَجْنَا هٰذَا الْبَيْتَ قَبْلَکَ بِأَلْفَي عَامٍ.

''ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے اس کا حج کیا۔''

فرمایا تم دورانِ طواف کیا پڑھتے ہو عرض کیا ہم یہ کلمات پڑھتے ہیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ۔(۲)

''اللہ کی ذات پاک ہے، تمام ثناء و تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بزرگ و برتر ہے۔''

شیخ ازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے تو وہ غبار آلود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ غبار کیسا ہے؟ عرض کیا میں بیت اللہ کی زیارت کرکے آ رہا ہوں۔

فَازْدَحَمَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى الرُّكْنِ فَهٰذَا الْغُبَارُ الَّذِی تَرَى مِمَا

(۱) الاحادیث المختارة، ۱۰: ۲۸۱، رقم: ۲۹۳

(۲) ابن جوزی، العلل المتناهیة، ۲: ۸۰

تَثِيرُ بِأَجْنِحَتِهَا. (۱)

’’حجرِ اسود کے پاس فرشتوں کا ازدحام (ہجوم) تھا یہ وہ غبار ہے جو ان کے پروں کی وجہ سے اڑا۔‘‘

اور انسانوں میں سب سے پہلے حج کرنے والے سیدنا آدم علیہ السلام ہیں، ابن خزیمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے تمام حج پیدل فرمائے، ان کے حج کی تعداد تین سو اور عمروں کی سات سو ہے۔ پہلے حج کے موقعہ پر عرفات میں جبریل امین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے آدم آپ کا حج مقبول ہو، ہم نے آپ کی ولادت سے پچاس ہزار سال پہلے اس گھر کا طواف کیا ہے۔ (۲)

سوال ۸۶: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل کتنے حج ادا کیے؟

جواب: ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک حج ۱۰ھ میں ادا فرمایا اسی کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے جبکہ ہجرت سے پہلے حج کرنے کے بارے میں درج ذیل آرا ہیں:

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے دو حج ادا فرمائے۔ (۳)

---

(۱) ازرقی، اخبار مکہ، ۱: ۳۵

(۲) صحیح ابن خزیمہ، ۲۷۹۸

(۳) ترمذی، السنن، کتاب الحج، باب ماجاء کم حج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۳: ۱۷۸-۱۷۹، رقم: ۸۱۵

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے تین حج ادا فرمائے۔ یاد رہے یہ وفودِ انصار کی ملاقات کے حوالے سے ہے یہی وجہ ہے کہ امام قسطلانیؒ نے اس قول کے بعد کہا:

وَهٰذَا لَا يَقْتَضِي نَفْيَ الْحَجِّ قَبْلَ ذٰلِکَ.

’’یہ بات اس سے پہلے ادائیگی حج کے منافی نہیں۔‘‘

امام زرقانی رقمطراز ہیں:

فَهٰذَا بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَقَبْلَهَا لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ.(۱)

’’یہ تو اعلانِ نبوت کے بعد کی بات ہے۔ رہا معاملہ بعثت سے پہلے کا تو اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔‘‘

۳۔ امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سفیان ثوری سے نقل کیا ہے:

حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ حججاً.(۲)

حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت سے پہلے متعدد حج ادا فرمائے۔

۴۔ امام ابن جوزی کا قول ہے:

حَجَّ قَبْلَ أَنْ يُّهَاجِرَ حِجَجًا لَا يُعْلَمُ عَدَدُهَا.(۳)

---

(۱) شرح زرقانی، ۱۱: ۳۲۸
(۲) حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۳: ۵۷
(۳) مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۲۶۳

''ہجرت سے قبل آپ ﷺ نے جو حج ادا فرمائے ان کی تعداد معلوم نہیں۔''

۵۔ حافظ ابن اثیر فرماتے ہیں:

یَحُجُّ کُلَّ سَنَةٍ قَبْلَ أَنْ یُّهَاجِرَ.[۱]

''حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت سے پہلے ہر سال حج ادا فرمایا۔''

سوال ۸۷: سفرِ حج و عمرہ سے پہلے کے آداب و ہدایات کیا ہیں؟

جواب: حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اس بابرکت سفر سے پہلے درج ذیل آداب و ہدایات کو بطورِ خاص اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر عمل کریں:

۱۔ سب سے پہلے نیت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرلیں کہ اس سفر سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ علاوہ ازیں ناموری، شہرت، سیر و تفریح یا تجارت وغیرہ کا ہرگز ہرگز دل میں خیال نہ لائے جیسا کہ احرام باندھنے کے بعد کی مسنون دعا میں حضور نبی اکرم ﷺ نے تعلیم دی:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا حَجَّةً غیرَ رِیَآءٍ وَلَا مَنًّا ولا سُمْعَةً.[۲]

---

(۱) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۲۶۳

(۲) ۱۔ البدایه والنهایة، ۵: ۱۰۳

۲۔ الترغیب والترهیب، کتاب الحج الترغیب فی الحج والعمرۃ، ۲:۱۱۶، رقم: ۱۷۳۱

’’یا اللہ میں ایسا حج کر رہا/رہی ہوں جس میں نہ ریا ہے نہ احسان اور نہ کسی شہرت کی طلب مقصود ہے۔‘‘

۲۔ نماز کی پابندی کریں، نماز میں پڑھی جانے والی آیات قرآنی، اذکار اور دعاؤں کو صحیح تلفظ سے یاد کریں، باجماعت نماز اور نماز جمعہ کے مسائل سیکھیں۔

۳۔ عازمین میں سے کسی کے ذمہ اگر کوئی قرض یاامانت واجب الادا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کے قرض یا امانتیں انہیں واپس لوٹائے اور جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ واجب الاداء ہیں تو وہ بھی معاف کرائے یا ادا کرے۔ کاروباری معاملات جن کے سپرد کرنے ہیں ان کو روانگی سے قبل یہ ذمہ داری سونپ دے، اگر سرکاری یا نجی ادارے میں ملازم ہے تو بروقت حج کی چھٹی کے لئے درخواست دے۔ علاوہ ازیں جو گھر میں پیچھے رہ جانے والے ہیں۔ ماں باپ، بیوی، بچے، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے مناسب رقم بھی چھوڑ کر جائے۔ ان تمام چیزوں سے فارغ/سبکدوش ہو کر سفر حج وعمرہ کے لئے روانہ ہو۔

۴۔ سفر حج پر روانگی سے کم از کم دو ماہ قبل اپنا میڈیکل چیک اپ کروائیں اور یہ چیک اپ کسی ایسے ڈاکٹر سے کروائیں جو حج کے معاملات سے مکمل آگاہی رکھتا ہو۔ اپنی صحت کا خاص خیال رکھیں۔ اس میں لاپرواہی نہ کریں۔ بیماریوں کے عمومی مسائل مثلاً ہائی بلڈ پریشر، شوگر، امراض قلب

کنٹرول کرنے کی کوشش کریں۔

۵۔ حج پر جاتے وقت اپنی شوگر، بلڈ پریشر اور کولیسٹرول کی ادویہ کے ساتھ ساتھ حسب ذیل ادویہ بھی ضرور رکھ لیں لیکن یہ ادویہ اپنے ڈاکٹر سے مشورے کے بعد رکھیں۔ ان میں چکر، متلی، قے، سر درد، الرجی، پیٹ درد، نزلہ زکام اور کھانسی کی گولیاں شامل ہونی چاہئیں۔ یاد رکھئے! سفر حج پر آپ کوئی شربت یا کیپسول نہیں لے جا سکتے صرف گولیاں لے جا سکتے ہیں لہٰذا تمام ادویات بازار سے خرید کر مع نسخہ حاجی کیمپ میں موجود ڈاکٹر سے تصدیق کروا کر پیک کروا لیں۔

۶۔ اچھی طرح جان لیں کہ سفرِ حج روحانی طور پر بڑا پر کیف سفر ہے۔ لیکن جسمانی طور پر مشقت طلب بھی ہے لہٰذا ابھی سے زیادہ سے زیادہ چلنے اور خود کو مشقت کا عادی بنائیں۔ اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حاجی کو اس کی مشقت کے مطابق ثواب ملتا ہے۔

۷۔ اپنے حلال اور طیب مال سے رقم یا زادِ راہ ساتھ لے کر چلیں بصورت دیگر حج مقبول ہونے کی اُمید نہیں اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو! ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے آیا، گرد و غبار سے اٹا ہوا اور یا رب یا رب پکارتا ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور وہ حرام میں پلا بڑھا ہے۔ بخدا ایسے شخص کی دعا کیسے

قبول کی جائے گی۔[1]

۸۔ اپنی ضروریات کے مطابق سفر کا سامان اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ سفر میں تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ عازمین حج اپنے ساتھ زیادہ سے زیادہ تیس کلوگرام تک وزن لے جا سکتے ہیں۔ واپسی پر تحائف کی خریداری کی وجہ سے وزن زیادہ ہو جاتا ہے اس لیے کوشش کریں کہ جاتے وقت سامان کم ہو سامان جتنا کم ہوگا واپسی پر اتنی ہی آسانی ہوگی۔ اپنے بیگ پر نام، پتہ، گھر کا فون نمبر، گروپ نمبر، معلم کا نام یا مکتب نمبر لکھیں جو حاجی کیمپ سے آپ کو جاری ہوگا۔ سفر شروع کرنے سے پہلے تمام سامان کی پڑتال ایک دفعہ پھر کرلیں اور ضروری کاغذات چیک کرلیں۔

۹۔ سفر حج وعمرہ کی جملہ دستاویزات رکھنے کے لئے اچھی کوالٹی کا بیگ لیں جس میں پاسپورٹ، شناختی کارڈ، ٹکٹ، ہیلتھ سرٹیفکیٹ، بینک کی رسید، بینک ڈرافٹ اور حمائل شریف آسانی سے آ سکیں۔ دوران سفر بیگ کو ہمیشہ گلے میں ڈالے رکھیں اور اس کی حفاظت کریں۔

۱۰۔ سفر حج وعمرہ کی صحیح تاریخ اور وقت معلوم کریں اور ہر کام مقررہ وقت پر کریں، بے جا تفکرات سے بچیں، ہر وقت مطمئن وخوش رہیں۔

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربیتها، ۲: ۷۰۳، رقم: ۱۰۱۵

سوال ۸۸: دورانِ حج حجاجِ کرام کو روز مرہ معمولات کی سہولت کے لئے کن عربی الفاظ و اعداد کا جاننا ضروری ہے؟

جواب: دوران حج حجاج کرام کو کم از کم درج ذیل عربی الفاظ کا جاننا ضروری ہے:

اردو	عربی	اردو	عربی

(ا)

اخبار	جَرِیْدَۃٌ	انگور	عِنَبٌ
اچار	مُخَلَّلٌ	انار	رُمَّانٌ
اخروٹ	جَوْزٌ	ازار بند	مِئزَرٌ
استری	مِکْوِیٰ، مِکْوَاۃٌ	انجیر	تِیْنٌ
ابلا ہوا انڈا	مَسْلُوْقَۃٌ	ادرک	زَنْجَبِیْلٌ
امرود	کُمَّثْرِیٰ	انڈا/ انڈے	بَیْضَۃٌ/بَیْضٌ
استرہ	مُوْسٰی، مِحْلَقٌ	اسٹیشن	مَحَطَّۃٌ

(آ)

آلو بخارہ	اِجَّاصٌ	آنکھ دکھنا	رَمِدَتِ الْعُيُنُ
آلو	بَطَاطَةٌ	آڑو	خَوْخٌ
آواز	صَوْتٌ	آٹا (پسا ہوا)	طَحِيْنٌ، دَقِيْقٌ

(ب)

بلند (اونچا)	شَامِخَةٌ	بکسوا (سیفٹی پن)	بُكْلَسٌ
برف	ثَلْجٌ	بادام	لَوْزٌ
بوٹ کے تسمے	حِبَاكٌ	بیوی	زَوْجَةٌ
باریک	دِقِيْقٌ	برش	فُرْشَةٌ
باورچی خانہ	مَطْبَخٌ	بوڑھی عورت	عَجُوْزٌ
باپ	أَبٌ	بھائی	أَخٌ
بہن	أُخْتٌ	بہت ہی کڑوا	مُرٌّ، مُمْقَرٌ
بیٹا	اِبْنٌ	بیٹی	اِبْنَةٌ، بِنْتٌ
بہت ترش	حَامِضٌ بَاسِلٌ	بہت ہی میٹھا	حُلْوٌ، حَامِتٌ
بسکٹ	بَسْكُوِيْتٌ	بارش	مَطَرٌ

(پ)

پانی	مَاءٌ	پنکھا	مِرْوَحَةٌ
پیٹ	جَوْفٌ/بَطْنٌ	پاسپورٹ	جوَازُ السَّفَر
پولیس اسٹیشن	شُرْطَة	پولیس مین	شُرْطِيٌّ
پتھر	حَجَرٌ	پولیس	ضِبُطِيَّةٌ وَشُرْطِيٌّ
پانڈی (مزدوری)	حَمَّالٌ	پھلکا (روٹی)	رَغِيْفٌ

(ت)

تولیہ	مِنْشَفَةٌ	توا	طَابشقٌ
تکیہ	مِخَدَّةٌ	تر کھجور	رُطَبٌ
ترازو	مِيْزَانٌ	تایا	عَمٌّ

(ٹ)

ٹکٹ	تَذْكِرَةٌ	ٹھوڑی	ذَقَنٌ
ٹونٹی	حَنَفِيَّةٌ	ٹماٹر	طَمَاطَمٌ

(ج)

جائے نماز (مصلیٰ)	سَجَّادَةٌ	جوتا	حِذَاءٌ

جنرل پوسٹ آفس	بُوسَطَةٌ عَمُومِيَّةٌ	جھاڑو	مِكْنَسَةٌ
جیب	جَيْبٌ	جراب	جَوْرَبٌ

(چ)

چھتری	مِظَلَّةٌ، شَمْسِيَّةٌ	چشمہ	عَيْنٌ
چائے	شَائٌ	چٹنی	طُرَشِيٌّ ولَعُوقٌ
چادر	رِدَاءٌ	چولہا	كَانُونٌ
چابی	مِفْتَاحٌ	چائے کی پیالی	فِنْجَانٌ
چاول	اَرُزٌّ	چائے دانی	بَرَّادَةٌ
چھری، چاقو	سِكِّينٌ	چمچہ	مِلْعَقَةٌ

(ح)

حجام	حَلَّاقٌ	حمام	حَمَّامٌ
حقہ	نَار جِيْلَةٌ	حلوہ	حَلْوٰى، خَبِيْصٌ

(خ)

خارش	جَرْبٌ	خالص میٹھا	عَذْبٌ نُقَاحٌ
خربوزہ	بِطِّيْخٌ	خشک کھجور	تَمَرٌ

خوبانی	مِشْمِشٌ	خالہ	خَالَةٌ

(د)

دوکان	دُکَّانٌ	دکھ، درد	اَلَمٌ وَجُعٌ
درزی	خَيَّاطٌ	دیا سلائی	كِبْرِيت عُلْبَةُ نار
دھاگہ	خَيْطٌ	دودھ والا	لَبَّانٌ
دھاگے کی نلکی	بُكْرَةُ الخَيْطَان	دھاگے کا گچھا	كُوْفِيَّة
دودھ	حَلِيْبٌ	دندان ساز	طَبِيْبُ الْاَسْنَانِ

(ڈ)

ڈاک خانہ	بَرِيْدٌ	ڈبل روٹی	عَيْشٌ اِفْرُنْجِيٌ
ڈسپنسری	صَيْدَلِيَّةٌ	ڈاڑھ	ضِرْسٌ /اَضْرَاسٌ

(ر)

راستہ	طَرِيْقٌ سِكَّةٌ	روٹی	خُبْزٌ
روغن زیتون	زَيْتُ زَيْتُوْن	رومال	مِنْدِيْلٌ

(ز)

زخم	جُرْحٌ	زمین	اَرْضٌ

زکام	رَشْحٌ	زردہ	اَرُزٌّ / مُزَعْفَرٌ

(س)

سیب	تُفَّاحٌ	سڑک	دُرَبٌ، سِكَّةٌ، شَارِعٌ
سنگترہ	بُرُتَقَالٌ، اُتْرُجٌ	سگریٹ	سِجَارٌ/سِيُكَارَةٌ
سوئی	اِبُرَةٌ	سکنجبین	سَكَنُجَبِيُنٌ
سر درد	وَجُعُ الرَّأس	سونا	ذَهَبٌ
سبزی فروش	خَضُرِیٌّ	سلیپر (جوتا)	مَدَاسَةٌ
سفید (رنگ)	اَبُيَضُ	سبز (رنگ)	اَخُضَرُ
سوٹ کیس	شَنُطَة	سردی	بُرُوُدَةٌ
سانس	نَفَسٌ	سلائی مشین	اٰلَةُ خَيَاطَة مَكُنَةٌ
سر چکرانا	صُدَاع	کرسی	كُرُسِیٌّ

(ش)

شہد	عَسَلٌ	شلوار/ پاجامہ	سِرُوالٌ
شہر	بَلَدٌ/مِصُرٌ/مَدِينَةٌ	شوربا	مَرَقٌ

(ص)

صندوق، بکس	صَنْدُوْقٌ	صابن	صَابُوْنٌ

(ع)

عینک	نَظَّارَةٌ	عارضی طور پر	مُؤَقَّتًا

(غ)

غم	حُزْنٌ	غسل خانہ	مُغْتَسَلٌ، حَمَّامٌ

(ف)

فسٹ کلاس	اَلدَّرَجَةُ الْاُولٰی	فالج	شَلَلٌ

(ق)

قلی	حَمَّالٌ	قمیض	قَمِيْصٌ
قبض	اِمْسَاکٌ	قینچی	مِقْرَاضٌ
قے	قَيْءٌ	قلم تراش	مِبْرَدَةٌ

(ک)

کالر	كُوْلِيْرَا، بَاقَةٌ	کمزوری	ضُعْفٌ، نَحَافَةٌ
کپڑا بیچنے والا	قَمَّاشٌ، بَزَّازٌ	کھانسی	سُعَالٌ

کنگھی	مُشط	کوا	زَاغ/غُرَابٌ
کیلا	مَوْزٌ	کدو	قَرْع، یَقْطِین
کیک (میٹھی روٹی)	خَطِیْرَۃٌ/کَعْکٌ	کل (گزرا ہوا)	اَمْسِ
کل (آئندہ)	غَدًا	کاغذ	وَرَقٌ

(گ)

گیہوں (گندم)	حِنْطَۃٌ، قُمْعٌ	گرمی (موسم)	صَیْفٌ حَرٌّ
گرم	حَارٌّ	گوبھی	قَرْنَبِیْطٌ
گوشت	لَحْمٌ	گفتگو	کَلَامٌ
گھی	سَمَنٌ	گائے	بَقَرَۃٌ
گاجر	جَزَرٌ	گلاس	کُوْزٌ، کُبَّابَۃٌ

(ل)

لیموں	لَیْمُوْنٌ	لیٹرین	مُسْتَرَاح (حمام)
لوٹا	اِبْرِیْقٌ	لہسن	فُوْمٌ

(م)

مرغی	دجَاجَۃٌ	مور	طَاؤسٌ

مشکیزہ	قِربَۃٌ	مرغ	دِیُکٌ
مٹھائی	حَلاوَۃٌ	مونگا (پتھر)	مَرُجَانٌ
مٹی	تُرَابٌ	مکھن	زُبُدَۃٌ
مرچ	فلُفِلٌ	مولی	فِجُلٌ
مچھلی	سَمَکٌ	موٹر کار	سَیَّارَۃٌ
منقی	زَبِیُبٌ	معدہ	مِعُدَۃٌ
منہ	فَمٌ	میٹھا	حُلُوٌ
منٹ	دَقِیُقَۃٌ	مارکیٹ	سُوُقٌ
مصالحہ (گرم)	تَوَابِل	مچھر دانی	نَامُوُسِیَّۃٌ
ماشکی	سَقَاءٌ	موچی	اِسُکَاف
میوہ فروش	فَاکِھَانِی	میدان	سَھُلٌ
نمکین پلاؤ	اُرُزٌّ مُفَلُفَلٌ	ناخن	ظُفُرٌ
نمک	مِلُحٌ	ناف	سُرَّۃٌ

(ہ)

ہیضہ	هَیُضَۃ/کُوُلِیُرَا	ہاتھ	یَدٌ

ہفتہ	يَوْمُ السَّبْتِ	ہوا	رِيْحٌ

(ی)

یخنی	يَخْنَةٌ/يَخْنِيُ	ہوائی جہاز	طَيَّارَةٌ

اعداد

ایک	وَاحِدٌ	دو	اِثْنَانِ
تین	ثَلٰثَةٌ	چار	اَرْبَعَةٌ
پانچ	خَمْسَةٌ	چھ	سِتَّةٌ
سات	سَبْعَةٌ	آٹھ	ثَمَانِيَةٌ
نو	تِسْعَةٌ	دس	عَشْرَةٌ
گیارہ	اَحَدَ عَشَرَ	بارہ	اِثْنَا عَشَرَ
تیرہ	ثَلٰثَةَ عَشَرَ	چودہ	اَرْبَعَةَ عَشَرَ
پندرہ	خَمْسَةَ عَشَرَ	سولہ	سِتَّةَ عَشَرَ
سترہ	سَبْعَةَ عَشَرَ	اٹھارہ	ثَمَانِيَةَ عَشَرَ
انیس	تِسْعَةَ عَشَرَ	بیس	عِشْرُوْنَ
تیس	ثَلٰثُوْنَ	چالیس	اَرْبَعُوْنَ

پچاس	خَمْسُوْنَ	ساٹھ	سِتُّوْنَ
ستر	سَبْعُوْنَ	اسی	ثَمَانُوْنَ
نوے	تِسْعُوْنَ	سو	مِائَةُ
دوسو	مِئَتَانِ	تین سو	ثَلٰثُ مِائَةٍ
چارسو	اَرْبَعُ مِائَةٍ	پانچ سو	خَمْسُ مِائَةٍ
پانچ ہزار	خَمْسَةُ اٰلافٍ	چھ ہزار	سِتَّةُ اٰلافٍ
سات ہزار	سَبْعَةُ اٰلافٍ	آٹھ ہزار	ثَمَانِيَةُ اٰلافٍ
نو ہزار	تِسْعَةُ اٰلافٍ	دس ہزار	عَشْرَةُ اٰلافٍ
ایک لاکھ	مِائَةِ اٰلافٍ	دس لاکھ	اَلْفَ اٰلافٍ

سوال ۸۹: حجاجِ کرام کے لئے حرمین شریفین میں کن چند ابتدائی تعارفی جملوں کا جاننا ضروری ہے؟

جواب: حجاج کرام کے لئے حرمین شریفین میں درج ذیل چند ابتدائی تعارفی جملوں کا جاننا ضروری ہے:

اردو	عربی
السلام علیکم	اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

وعلیکم السلام	وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ
آپ کیسے ہیں؟	كَيْفَ الأَحْوَال؟ كَيْفَ حَالُكَ؟
میں ٹھیک ہوں	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَنَا بِخَيْر
آپ کون ہیں؟	مَنْ اَنْتَ؟
میں پاکستانی ہوں	اَنَا بَاكِسْتَانِيٌّ
آپ کا آنا مبارک ہو	اَهْلًا وَسَهْلًا وَّمَرْحبًا
آپ کا کیا نام ہے؟	مَا اسْمُكَ؟
میرا نام	اِسْمِیْ............
کیا آپ اکیلے ہیں؟	هَلْ اَنْتَ وَاحِدٌ؟
میں اکیلا آیا ہوں	جِئْتُ وَاحِدًا
کیا آپ کے ساتھ کوئی دوست ہے؟	هَلْ مَعَكَ رَفِيْقٌ؟
میرے ساتھ ایک دوست بھی ہے	مَعِی رَفِيْقٌ
اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟	الآن مَاذَا تُرِيْدُ؟
میں راستہ بھول گیا ہوں	اِنِّي نَسِيْتُ الطَّرِيْقَ
مجھے راستہ بتائیے	اِهْدِنِي الطَّرِيْقَ / دُلَّنِي عَلَى الطَّرِيْقِ

آپ کہاں جا رہے ہیں؟	أَيْنَ تَذْهَبُ؟
میں مدینہ منورہ جا رہا ہوں	أَذْهَبُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ
آپ کا معلم کون ہے؟	مَنْ مُعَلِّمُکَ؟
معلم کا دفتر کدھر ہے؟	أَيْنَ مَکْتَبُ الْمُعَلِّمِ؟
مجھے پیاس ہے	اَنَا عَطْشَانُ
پانی لائیے	جِبْ مَاء
مجھے بھوک ہے	اَنَا جَائِع
کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟	هَلْ تَشْتَهِيْ شَيْئًا
میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟	کَيْفَ اَنْصُرُکَ؟
ہوٹل کہاں ہے؟	اَيْنَ مَطْعَمْ؟
آپ کے پاس کھانے کو کیا ہے؟	مَاذَا عندَکَ لِلطَّعَامِ؟
کیا ٹھنڈا پانی ہے؟	هَلِ الْمَاءُ الْبَارِدُ مَوْجُوْدٌ؟
مجھے چائے چاہیے	اَشْتَهِيْ الشَّایَ
سالن مزیدار ہے	اَلادَامُ لَذِيْذٌ
آپ کی مہربانی	شُکْرًا لَّکَ

اللہ آپ کو جزائے خیر دے	جَزَاکَ اللهُ خَيْرًا
آپ سے مل کر خوشی ہوئی	أَنَا مَسْرُوْرٌ بِلِقَائِکَ
آپ مجھے کب ملیں گے؟	مَتَى تُقَابِلُنِي؟
میں آپ سے کل ملوں گا	أُقَابِلُکَ غَدًا
خدا حافظ	فِى أَمَانِ اللهِ

ڈاک، تار، فون وغیرہ سے متعلق فقرے

مجھے ایک ریال دیں	اَدِّنِي رِيَالًا
یہ رجسٹرڈ ہے یا غیر رجسٹرڈ؟	هَذَا مُسَجَّلٌ أَمْ غَيْرُ مُسَجَّلٍ؟
میں ٹیلی فون کرنا چاہتا ہوں	إِنِّى أُرِيْدُ الإِتِّصَالَ بِالْهَاتِفِ
ٹیلی فون کہاں ہے؟	أَيْنَ التِّلْفُونَ؟
ٹیلی فون بند نہ کریں	لاَ تَقْطَعِ التِّلْفُوْنَ
تار گھر کہاں ہے؟	أَيْنَ الْبَرْقِيَّة؟
تار کہاں سے دی جاتی ہے؟	مِنْ أَيْنَ أَسْحَبُ الْبَرْقِيَّةَ؟

خرید و فروخت میں استعمال ہونے والے جملے

بڑا بازار کدھر ہے؟	أَيْنَ السُّوْقُ الْكَبِيْرُ؟

جنرل سٹور کدھر ہے؟	أَيْنَ الْبَقَّالَةُ؟
اس کی قیمت کیا ہے؟	بِكَمْ هَذَا؟
اس کی قیمت بہت زیادہ ہے	هَذَا غَالٍ جِدًّا
آخری قیمت کیا ہو گی؟	مَا هُوَ الثَّمَنُ النِّهَائِيُّ؟
اس کے علاوہ کوئی اور دکھاؤ؟	إِجْلِبْ شَيْئًا آخَرَ
ان تینوں کو باندھ دو	لُفَّ هَذِهِ الثَّلاَثَةَ
کُل کیا بنا؟	كَمْ جُمْلَةُ الْحِسَابِ؟

ٹیکسی وغیرہ کرایہ پر لینے میں مددگار جملے

ڈرائیور رکیئے!	قِفْ يَا سَائِقُ
بیت الحرام تک کیا لو گے؟	كَمْ تَأْخُذُ لِبَيْتِ الْحَرَامِ؟
ہم پانچ افراد ہیں	نَحْنُ خَمْسَةُ نَفَرٍ
آیئے، بیٹھ جائیں	تَعَالْ، اِجْلِسْ
یہاں اتار دیں	هَهُنَا نَزِّلْ
ہمارا سامان اتار دو	نَزِّلْ سِلْعَتَنَا
اس جگہ کا نام کیا ہے؟	مَا اسْمُ هَذَا الْمَحَلِّ؟

آپ یہاں سے کب چلیں گے؟	مَتَی تَمْشِي مِنْ هُنَا؟
میں کل روانہ ہوں گا	أَنَا أُسَافِرُ بُكْرَةً.

سوال ۹۰: عازمِ حج کی ساتھ لے جانے والے کم از کم سامان کی فہرست کیا ہونی چاہیے؟

جواب: حج کے لئے ایک فرد کے حساب سے ساتھ لے جانے والے کم از کم سامان کی فہرست درج ذیل ہے:

- ایک ریکسین یا چمڑے کا سوٹ کیس اور ایک دستی بیگ۔
- دستی بیگ اگر ایسا ہو کہ کندھے کے پیچھے اٹھایا جا سکے (جسے backpack کہتے ہیں) تو چلنے میں ہاتھ خالی ہونے کی وجہ سے آسانی ہوتی ہے۔
- کوشش کریں کہ ہر فرد کا اپنا اپنا بیگ اور سوٹ کیس ہو کیونکہ ایک بیگ میں دو یا زیادہ افراد کا سامان رکھنے سے رہائش الگ ہونے کی صورت میں مشکل پیش آ سکتی ہے۔
- موسم کی مناسبت سے کم از کم ۹ جوڑے رکھیں (کیونکہ مصروفیت اور مشترکہ غسل خانوں کی وجہ سے بار بار دھونا مشکل ہوتا ہے)۔
- خواتین ۳ جوڑے کاٹن، ۳ جارجٹ اور ۳ لان کے جوڑے رکھ لیں (گرمیوں میں) یا تین لینن کے (سردیوں میں)۔
- بغیر آستین کا یا بازو والا سویٹر اور ہلکی گرم چادر (فجر کے وقت مکہ مکرمہ میں

بھی ضرورت پڑتی ہے اور مدینہ منورہ میں بھی)۔

- ۲/۳ گاؤن اور سکارف (احرام کے دوران بھی تبدیل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور ایسا کرنا جائز ہے)۔
- مناسب تعداد میں بنیان اور جانگیہ (Under Garments)۔
- مردوں کے لئے احرام کے دو سیٹ یعنی چار عدد چادریں ایک کاٹن اور دوسرا تولیے کا، سرد موسم میں تولیئے کا احرام بہتر رہے گا۔
- احرام کے تہبند پر باندھنے کے لئے جیب والا بیلٹ۔
- خواتین کے لئے بند جوتا، کھلی چپل، جرابیں (احرام میں بند جوتا اور جرابیں پہننا منع نہیں ہے)۔
- مردوں کے لئے احرام کی حالت میں پہننے کے لئے ایسا جوتا جس میں وسط قدم کی ہڈی کھلی رہے (چپل، سینڈل، ملکیشن کا کوئی سٹائل)۔
- مردوں کے لئے احرام کے علاوہ کے دنوں میں پہننے کے لئے بند جوتا اور جرابیں۔
- بستر کی چادریں ۲ عدد (بچھانے اور اوڑھنے کے لئے) ہر فرد کے لئے۔
- ایک زائد چادر (بعض اوقات کمرے میں خواتین اور مردوں کے درمیان پردہ کے لئے باندھنی پڑتی ہے)۔
- سردیوں کے دن ہوں تو ہلکا سا کمبل بھی رکھنے کی ضرورت ہوسکتی ہے یا وہاں سے خریدا جا سکتا ہے۔

- نیل کٹر، چھوٹی قینچی اور چھوٹا چاقو۔ یہ دونوں چیزیں دستی سامان میں ہرگز نہ رکھیں بلکہ جہاز میں بُک کروائے جانے والے سامان (luggage) میں رکھیں۔
- سیفٹی پنز (safety pins)، بالوں کی پنز (hair pins) اور بالوں کے لئے بینڈز (hair bands)۔
- نظر کا چشمہ (دو عدد اگر ایک ٹوٹ جائے تو پریشانی اور فوری خرچہ نہ ہو)۔
- نظر کے چشمے کے لئے ڈوری، دھوپ کا چشمہ۔
- احرام کے علاوہ دنوں میں مردوں کے لئے سر پر ڈالنے کا رومال (جو دھوپ سے بچا سکے خصوصاً حلق کروانے کے بعد)۔
- جوتوں کے لئے کپڑے کی تھیلی بنا لیں، جوتوں کی حفاظت کے ساتھ مخصوص رنگ یا پرنٹ نشانی کا کام بھی دے سکتا ہے (جوتا بغیر تھیلی یا لفافے کے ہاتھ میں پکڑنے اور اپنے یا کسی اور کے آگے خصوصاً نماز کے وقت رکھنے سے گریز کریں)۔
- پلاسٹک کی پلیٹ، چمچہ اور گلاس (فی فرد)۔
- پانی کی بوتل (حرم کے علاوہ جہاں بھی جانا ہو اپنے ساتھ ضرور رکھیں)۔
- چھتری (صرف PIA سے سفر کرنے والوں کو چھتری ملتی ہے دیگر ایئر لائنز سے نہیں)۔
- دستاویزات اور نقدی رکھنے کے لئے جسم سے باندھنے والی پیٹی مردوں

کے لئے۔

- کاغذات، نقدی رکھنے کے لئے گلے یا کندھے پر لٹکانے والا بیگ خواتین کے لئے۔
- مردوں کا حجامت کا سامان۔
- دانت صاف کرنے کا برش، مسواک (ٹوتھ پیسٹ ساتھ لے جانا منع ہے وہاں جا کر خریدیں)۔
- کنگھی یا ہیئر برش، باریک کنگھی جوؤں کو صاف کرنے والی، شیشہ، سوئی دھاگہ، بٹن۔
- دستی پنکھا۔
- جائے نماز یا پلاسٹک کی چٹائی (حاجی کیمپ یا سعودیہ جا کر بھی خریدی جا سکتی ہے)۔
- ڈوری یا رسی (سوٹ کیس یا بستر وغیرہ باندھنے کے لئے)۔
- موٹا مارکر (سوٹ کیس، بیگ وغیرہ پر نام، پتہ اور معلم کا نام لکھنے کے لئے)۔
- ٹوپی و تسبیح۔
- ٹائلٹ پیپر اور ٹشو پیپر۔
- سادہ صابن (بغیر خوشبو والا)۔
- فالتو سامان کے لئے بڑا اور مضبوط شاپنگ بیگ۔

- صفائی کے لئے رومال۔
- نوٹ بُک، قلم اور خط وکتابت کے لئے سادہ لفافے (اگر ضرورت ہو)۔
- حج کی معلومات سے متعلق کتب۔
- دعاؤں کی کتب یا کارڈز (حج وعمرہ سے متعلق دعائیں، مسنون اور قرآنی دعائیں، صبح وشام کے مسنون اذکار)۔
- دیگر ممالک کے زائرین کو دینے کے لئے چھوٹے چھوٹے تحفے کے طور پر پاکستانی سکے، خوبصورت مناظر پر مبنی کارڈز اور پاکستان کے متعلق معلوماتی بروشر وغیرہ بھی ساتھ لے جا سکتے ہیں۔

اپنے سامان کے تمام نگوں پر حاجی کیمپ سے سٹیکر لے کر چپکا لیں اور اس پر اپنا پورا نام و مکمل پتہ، گروپ نمبر، مکتب نمبر اور پرواز نمبر لکھ لیں۔ سٹیکر کو چپکانے کے لئے گوند کی ضرورت نہیں، پیچھے لگا ہوا کاغذ اتار کر چپکا لیں لیکن اگر کینوس کا بیگ ہے تو اس پر سے سٹیکر اتر جائے گا ایسے بیگ پر مارکر سے اپنے کوائف سٹیکر کے مطابق لکھ لیں۔

سوال ۹۱: حجاج کرام عام طور پر کن بیماریوں سے متاثر ہو سکتے ہیں اور ان سے بچاؤ کے حفاظتی اقدامات کیا ہیں؟

جواب: حجاج کرام عام طور پر جن بیماریوں سے متاثر ہو سکتے ہیں ان میں نزلہ، زکام، کھانسی، فلو، لو لگنا، ہیضہ، دست، پیٹ کا درد، قبض اور خارش شامل ہیں۔ ان تمام بیماریوں کے علاج کے لئے مفت سہولیات میسر ہوتی ہیں لیکن یہ

بات بھی اہم ہے کہ بہت سی احتیاطی تدابیر سے ان بیماریوں سے بچا بھی جا سکتا ہے:

- کھانا تازہ اور اچھا کھائیں، ہاتھ دھو کر کھائیں، برتنوں اور غذا کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ کھانا سنت رسول ﷺ کے مطابق اچھی طرح چبا کر آہستہ آہستہ کھانا چاہئے۔
- قبض نہ ہونے دیں، اسپغول کے چھلکے کا استعمال بھی رکھا جا سکتا ہے اور انناس کا استعمال بھی فائدہ مند رہتا ہے۔
- سلاد اور رائتہ استعمال نہ کریں اس سے پیٹ خراب ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔
- زیادہ مرغن کھانے نہ کھائیں۔ دہی، دودھ، تازہ پھل اور کھجور بہترین غذا ہیں۔
- زیادہ ٹھنڈے پانی اور مشروبات کے استعمال سے پرہیز کریں۔
- پرہجوم مقامات پر اپنے منہ اور ناک کو ڈھانپ کر رکھیں (البتہ حالت احرام میں منہ کو نہ ڈھانپیں)۔
- سخت گرم موسم میں رہائش گاہ یا حرم شریف میں داخل ہوتے ہی شدید ٹھنڈا پانی فوراً نہ پئیں بلکہ پہلے سادہ پانی پئیں (حرم میں سادہ پانی والے کولر پر ''زم زم غیر مبرد'' لکھا ہوتا ہے)۔
- اگر آپ کو زکام ہے تو پانی پینے کے بعد اپنا گلاس استعمال شدہ گلاسوں کی

طرف رکھیں یا کوڑے کی ٹوکری میں ڈال دیں اور کسی دوسرے کا استعمال شدہ گلاس بھی استعمال نہ کریں احتیاطاً اوپر کے دو گلاس ہٹا کر اپنے لئے گلاس نکالیں۔

- گرم موسم میں ایک دم ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں داخل ہونے اور ایئر کنڈیشنڈ کمرے سے یکدم باہر آنے سے پرہیز کریں۔
- نزلہ، زکام یا فلو کی ابتدائی علامتوں (چھینکیں، جسم میں درد، بخار، گلے میں خراش، ناک سے پانی اور سردی لگنے) کی صورت میں فوری طور پر قریبی مرکزِ صحت سے رجوع کریں۔
- قے اور دست کی صورت میں بھی فوراً مرکزِ صحت سے رجوع کریں، دستوں کی صورت میں پانی کا استعمال زیادہ کریں۔ پینے کے لئے آب زم زم یا بازار سے خریدی ہوئی پانی کی بوتل استعمال کریں نلوں کا پانی استعمال نہ کریں، عام طور پر یہ بھاری ہوتا ہے اور اس کے استعمال سے معدے اور آنتوں کی بیماریوں کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، نمکول کا استعمال کریں۔
- لو لگنے سے بچنے کے لئے بھی پانی زیادہ پئیں اور نمکول کا استعمال کریں، بلڈ پریشر کے مریض نمکول صرف ڈاکٹر کے مشورے سے استعمال کریں۔
- رہائش گاہ یا حرم شریف سے باہر نکلتے وقت پانی وافر مقدار میں پی لینا چاہئے۔
- پیدل یا بس میں سفر کرتے ہوئے پانی کی بوتل ضرور ساتھ رکھیں۔

- براہ راست دھوپ سے بچیں، دھوپ کا چشمہ لگا کر رکھیں۔ مرد اگر احرام کی حالت میں نہ ہوں تو سر اور گردن کو کپڑے سے ترجیحاً سوتی کپڑے سے ڈھانپ کر رکھیں۔
- زیادہ تھکاوٹ یا پٹھوں میں کھچاؤ اور درد کی صورت میں مرکزِ صحت سے رجوع کریں۔
- موسم خشک ہوتا ہے اور خشکی کی وجہ سے خارش ہوتی ہے اس لئے پٹرولیم جیلی (Veseline, Petroleum Jelly) یا کریم کا استعمال کریں، ویزلین میں خوشبو نہیں ہوتی اس لئے احرام کے دوران بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔
- بیماری کی صورت میں پاکستانی مرکزِ صحت کا پتہ معلوم نہ ہو سکے تو قریب ہی موجود سعودی مرکزِ صحت میں بھی جا سکتے ہیں۔

سوال ۹۲: دورانِ حج ذیابیطس کے مریض کا شوگر لیول کم ہونے کی کیا علامات ہیں اور اسے کیسے بحال کیا جا سکتا ہے؟

جواب: دورانِ حج چونکہ عام دنوں کے برعکس زیادہ چلنا پڑتا ہے اس لئے اگر کسی ذیابیطس کے مریض کا شوگر لیول کم ہو جائے تو اس کی علامات درج ذیل ہوں گی:

دل کی دھڑکن تیز ہو جائے گی، بھوک زیادہ لگے گی، پسینہ آئے گا، چکر آئیں گے جس کی وجہ سے اچانک سر درد، زبان یا ہونٹوں میں سوئیاں چبھنے

کا احساس ہو گا، دھندلا دکھائی دینے لگے گا، توجہ مرکوز کرنے میں کمی ہو گی اور جھنجھلاہٹ محسوس ہو گی۔ اگر اس مرحلے پر توجہ نہ دی گئی تو ذیابیطس کے مریض کے رویے میں تبدیلی آ جائے گی، غصہ بڑھ جائے گا اور اگر یہاں بھی تدارک نہ کیا گیا تو اگلے مرحلے میں بے ہوشی طاری ہو سکتی ہے جو تشویشناک صورتحال ہے۔ اگر ہائپو کی ابتدائی علامات شروع ہوں تو فوراً کوئی پھل لے لیں۔ شوگر چیک کریں اگر پھر بھی کم ہو تو روٹی کھا لیں یا مزید ایک پھل اور لے لیں لیکن شوگر ۷۰ ملی گرام فی ڈیسی لیٹر سے کم ہو تو ایک گلاس پانی میں دو چمچے چینی یا جوس کا ایک کپ لے لیں۔ اس کے علاوہ حج پر روانگی سے قبل اپنی جیب میں ذیابیطس کا مخصوص شناختی کارڈ ضرور رکھیں۔ اس پر تحریر ہوتا ہے: ''میں ذیابیطس کا مریض ہوں اگر آپ مجھے غنودگی یا بے ہوشی کی حالت میں دیکھیں تو فوراً کوئی میٹھی شے چٹا کر قریبی طبی امدادی مرکز پر پہنچا دیں۔'' اس کارڈ پر آپ کا پورا نام، معلم کا نام، معلم کا فون نمبر اور حج کے دوران رہائشی پتہ اور فون نمبر بھی تحریر ہوتا ہے اگر یہ لکھا ہوا نہ ہو تو آپ ازخود تحریر کر لیں۔

سوال ۹۳: حج کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب: احرام باندھ کر حج کی نیت اس طرح کی جائے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ.(۱)

(۱) ۱۔ حصکفی، الدر المختار، کتاب الحج، ۲: ۴۸۲

۲۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۱: ۱۹۹

’’اے اللہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے اسے میرے لئے آسان فرما دے اور میری طرف سے قبول فرما لے۔‘‘

حج قران کی نیت کرتے وقت **لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ** اور تمتع میں **لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَۃَ** اور اِفراد میں **لَبَّیْکَ بِالْحَجَّ** کہیں۔ نیت کرنے کے بعد ایک بار تلبیہ کہنا فرض ہے اور تین بار کہنا سنت یا مستحب ہے۔ تلبیہ اونچی آواز سے کہیں لیکن چیخ چیخ کر نہ کہیں۔

سوال۹۴: حج کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: حج کی تین اقسام ہیں:

حجِ اِفراد، حجِ قِران اور حجِ تمتّع

سوال ۹۵: حج اِفراد کسے کہتے ہیں؟

جواب: حجِ افراد اس طریقہ حج کو کہتے ہیں جس میں صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔ عازمِ حج اس میں عمرہ نہیں کرتا بلکہ وہ صرف حج ہی کر سکتا ہے۔ احرام باندھنے سے حج کے اختتام تک عازمِ حج کو مسلسل احرام کی شرائط کی پابندی کرنا پڑتی ہے۔

سوال ۹۶: حج قِران کسے کہتے ہیں؟

جواب: حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھ کر دونوں کے ارکان کو ادا کرنے کا نام قران ہے عازم حج مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کرتا ہے پھر اسی احرام میں

اسے حج ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس دوران احرام میلا یا ناپاک ہونے کی صورت میں تبدیل تو ہوسکتا ہے مگر جملہ پابندیاں برقرار رہیں گی۔

سوال ۹۷: حج تَمَتُّع کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ طریقہ حج جس میں حج اور عمرہ کو الگ الگ ادا کیا جاتا ہے اور اس صورت میں مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرنے کے بعد عازمِ حج احرام کی حالت سے باہر آ سکتا ہے۔ اس طرح اس پر آٹھ ذوالحجہ یعنی حج کے ارادے سے احرام باندھنے تک احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ آٹھ ذوالحجہ سے حج کے لئے دوسرا احرام باندھنا پڑتا ہے۔

سوال ۹۸: حج کے فرائض کیا ہیں؟

جواب: حج کے فرائض درج ذیل ہیں:

۱۔ احرام باندھنا شرط ہے۔

۲۔ وقوف عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت ''عرفات'' میں ٹھہرنا۔

۳۔ طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے، یہ دونوں چیزیں یعنی عرفہ کا وقوف (ٹھہرنا) اور طوافِ زیارت حج کے ارکان ہیں۔

۴۔ نیت کرنا

۵۔ ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر عرفہ میں ٹھہرنا پھر طوافِ زیارت ہر فرض

کا اپنے وقت پر ادا کرنا

۶۔ مکان یعنی وقوف۔ عرفہ میدان عرفات کی زمین میں ہونا سوائے ''بطن عرفہ'' (میدان عرفات میں ایک نالے کا نام ہے) اور طواف کا مکان مسجد الحرام ہے۔

سوال ۹۹: حج کے واجبات کیا ہیں؟

جواب: حج کے واجبات یہ ہیں:

۱۔ میقات (احرام باندھنے کی جگہ) سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام باندھے آگے نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے تو جائز ہے۔

۲۔ سعی کو ''صفا'' سے شروع کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کو ''سعی'' کہتے ہیں۔

۳۔ اگر عذر نہ ہوتو پیدل سعی کرنا

۴۔ دن کو میدان عرفات کے اندر وقوف (قیام) کیا ہے تو اتنی دیر تک ٹھہرا رہے کہ آفتاب غروب ہو جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا تھا یا بعد میں۔ غرض غروب آفتاب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات کو میدان عرفات کے اندر وقوف کیا ہے تو اس کے لئے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروب

آفتاب تک وقوف ضروری تھا۔

۵۔ عرفات سے واپسی میں امام نے تاخیر کی تو امام سے پہلے میدان عرفات سے نہ نکلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اسے امام سے پہلے میدان عرفات سے روانہ ہو جانا جائز ہے اور اگر زبردست بھیڑ کی وجہ سے یا کسی دوسری ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد میدان عرفات میں ٹھہرا رہا اور امام کے ساتھ نہ گیا تب بھی جائز ہے۔

٦۔ مزدلفہ (عرفات اور منیٰ کے درمیان میدان) میں ٹھہرنا۔

۷۔ مغرب و عشاء کی نماز یکجا کر کے عشاء کے وقت میں مزدلفہ پہنچ کر پڑھنا۔

۸۔ رمی جمار (کنکریوں کے پھینکنے کے عمل کو) حلق (یعنی سر منڈوانے) سے پہلے کر لینا۔

۹۔ سر منڈانا یا بال کتروانا منیٰ یا حرم کی حدود کے اندر ہو۔

۱۰۔ قران یا تمتع کرنے والے کا قربانی کرنا۔

۱۱۔ اور اس قربانی کا حدود (حرم اور ایام نحر) میں ہونا۔ قربانی کے بعد سر منڈانا، پہلے نہیں۔

۱۲۔ طوافِ زیارت کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہو جانا عرفات سے واپسی میں جو طواف کیا جاتا ہے اسے طواف زیارت کہا جاتا ہے اور اس طواف کو

طواف افاضہ یا طواف فرض بھی کہتے ہیں۔

۱۳۔ طواف ’حطیم (شمالی دیوار سے متصل بیرونی طرف خانہ کعبہ کا حصہ)‘ کے باہر ہونا

۱۴۔ داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظّمہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب ہو۔

۱۵۔ عذر نہ ہوتو پیدل، ورنہ سواری پر بھی طواف کرنا جائز ہے۔

۱۶۔ طواف کرنے میں باوضو اور جنابت سے پاک ہونا اگر بے وضو یا جنابت (ناپاکی) کی حالت میں طواف کر لیا تو اس طواف کو دہرائے۔

۱۷۔ طواف کرتے وقت ستر (جسم کے وہ حصے جس کا چھپانا ضروری ہے) کا چھپانا۔

۱۸۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز نفل تحیۃ الطّواف پڑھنا

۱۹۔ کنکریاں مارے، قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف زیارت کرے۔

۲۰۔ طوافِ صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لئے مکہ سے رخصت ہوتے وقت کعبہ شریف کا طواف کرنا۔ اسے طواف وداع بھی کہتے ہیں۔

۲۱۔ وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے تک بیوی سے قربت نہ کرے۔

۲۲۔ احرام کے ممنوعات مثلاً مرد کا سلے ہوئے کپڑے پہننا اور (مرد کے لئے)

سر کا اور چہرہ کا ڈھانپنا اور عورت کے لئے (صرف) چہرے کا ڈھانپنا (ممنوع ہے سر کا ڈھانپنا منع نہیں بلکہ ضروری ہے) اور جنگ و جدال یعنی لڑنا اور شکار کا قتل کرنا اور شکار کی طرف اشارہ کرنا یا شکاری کی رہنمائی کرنا وغیرہ۔

سوال ۱۰۰: حج کی سنن کیا ہیں؟

جواب: حج کی سنن یہ ہیں:

۱۔ طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظّمہ پہنچ کر سب سے پہلا جو طواف کرتا ہے اس کو ''طواف قدوم'' کہتے ہیں طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں۔

۲۔ طواف کا حجرِ اَسود سے شروع کرنا۔

۳۔ طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل کرنا یعنی شانہ ہلا ہلا کر اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اکڑ کر چلنا۔

۴۔ صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز رنگ کے نشانوں ''میلین اخضرین'' کے درمیان دوڑنا۔

۵۔ امام کا مکہ میں ساتویں ذوالجہ کو خطبہ پڑھنا۔

۶۔ اسی طرح میدان عرفات میں نویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا اور منیٰ میں گیارہویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا۔

۷۔ آٹھویں ذوالحجہ کو فجر کے بعد مکہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہونا تاکہ منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔

۸۔ ذوالحجہ کی نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

۹۔ سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو چلے جانا۔

۱۰۔ عرفات میں ظہر اور عصر ملا کر پڑھنا اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہونا۔

۱۱۔ ذوالحجہ کی دس اور گیارہ کے بعد دونوں راتیں منیٰ میں گزارنا۔

۱۲۔ ''ابطح'' یعنی وادی محصَّب میں اترنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو۔

سوال ۱۰۱: حج کے فرض ہونے کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: حج کے فرض ہونے کی آٹھ شرائط ہیں۔ جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج کی ادائیگی لازم نہیں۔

۱۔ مسلمان ہونا۔ (کافر پر حج لازم نہیں)

۲۔ دار الحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام کے فرائض میں سے ہے۔

۳۔ بالغ ہونا یعنی نابالغ پر حج فرض نہیں

۴۔ عاقل ہونا یعنی مجنون پر حج فرض نہیں۔

۵۔ آزاد ہونا یعنی لونڈی اور غلام پر حج فرض نہیں۔

۶۔ تندرست ہونا یعنی حج پر جا سکے اور اس کے اعضاء سلامت ہوں۔ بینا ہو لٰہذا معذور، اپاہج، فالج والا اور جس کے پاؤں کٹے ہوں یا اس بوڑھے پر جو خود سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ یوں ہی نابینا پر بھی حج فرض نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر چلنے والا اسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج ادا کرادیں۔

۷۔ سفر کے خرچ کا مالک اور سواری کی قدرت رکھتا ہو یعنی سواری کا مالک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ سواری کرایہ پر لے سکے۔

۸۔ حج کا وقت یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائی جائیں۔

سوال ۱۰۲: وجوبِ ادا کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: وجوبِ ادا کی شرائط اگر کسی میں پائی جائیں تو اس کا حج کو جانا ضروری ہے اور اگر یہ سب شرطیں نہ پائی جائیں تو حج کو جانا ضروری نہیں بلکہ جس پر حج فرض ہے وہ کسی دوسرے سے حج ادا کروا سکتا ہے یا وصیت کر جائے بشرطیکہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو (یعنی خود استطاعت نہ رکھے) ورنہ خود بھی حج کرنا ضروری ہوگا، شرائط حسب ذیل ہیں:

۱۔ تندرست ہونا۔

۲۔ راستہ میں امن و امان ہو یعنی اگر غالب گمان سلامتی کا ہو تو حج کے لئے

جانا ضروری ہے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکہ یا لڑائی کی وجہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو حج کے لئے جانا ضروری نہیں۔

۳۔ عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا اس سے زائد دنوں پر مشتمل راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر اور محرم کے بھی جاسکتی ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہو، چاہے نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے بیٹا، باپ، بھائی وغیرہ، چاہے دودھ کے رشتہ سے نکاح حرام ہو جیسے رضاعی بھائی (دودھ شریک)، رضاعی باپ، رضاعی بیٹا وغیرہ یا سسرال کے رشتہ سے نکاح حرام ہو جیسے خسر یا شوہر کا بیٹا۔ عورت شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کرسکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق (پرہیزگار) ہونا شرط ہے۔

۴۔ حج کے لئے جاتے وقت عورت عدت میں نہ ہو، چاہے وفات کی عدت ہو یا طلاق کی

۵۔ قید میں نہ ہو بلکہ آزاد ہو

سوال ۱۰۳: صحتِ ادا کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: صحت ادا کی نو شرائط ہیں اگر یہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں ہوگا:

۱۔ مسلمان ہو

۲۔ احرام (یعنی احرام کے بغیر حج نہیں ہوسکتا)

۳۔ حج کا وقت یعنی حج کے لئے جو وقت شریعت کی طرف سے معین ہے اس سے پہلے حج کے افعال ادا نہیں ہو سکتے

۴۔ افعالِ حج کی جگہوں پر افعالِ حج ادا کرنا مثلاً طواف کی جگہ مسجد حرام ہے۔ وقوف کی جگہ میدان عرفات و مزدلفہ ہے کنکریاں مارنے کی جگہ منیٰ ہے اگر یہ کام دوسری جگہ کرے گا تو یہ افعال ادا نہیں ہوں گے

۵۔ تمیز کرنا، اتنا چھوٹا بچہ جو کسی چیز کی تمیز نہ کرسکتا ہو اس کا حج صحیح نہیں۔

۶۔ صاحب عقل ہو اس لئے کہ مجنوں اور دیوانے کا حج صحیح نہیں۔

۷۔ حج کے فرائض کو ادا کرنا جس نے حج کا کوئی فرض چھوڑ دیا اس کا حج صحیح نہیں ہوگا۔

۸۔ احرام کے بعد اور عرفات میں وقوف سے پہلے جماع نہ کرنا، اگر کیا تو حج باطل ہو جائے گا۔

۹۔ جس سال احرام باندھا اسی سال حج لازم ہو گا۔ اگر اس سال احرام باندھ کر اسی احرام سے آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ کرے تو یہ حج صحیح نہیں ہو گا۔

سوال ۱۰۴: احرام باندھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: احرام باندھنے سے قبل جسم کی ظاہری صفائی کا خاص طور پر اہتمام کرنا یعنی احرام سے قبل ناخن تراشنا، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرنا اور اس کے بعد غسل کرنا شامل ہے۔ سر اور جسم پر خوشبو لگانی چاہیے اور مرد سلا ہوا کپڑا

اتار کر بغیر سلی ہوئی ایک چادر کا تہہ بند باندھیں اور ایک چادر کندھوں سے اوڑھ لیں۔ عام طور پر ان دو چادروں کو ہی احرام کہتے ہیں جو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ دو چادریں بذات خود احرام نہیں ہیں بلکہ احرام کی چادریں ہیں اگر کسی وجہ سے ایک یا دو چادریں جو احرام کے لئے باندھی ہیں ناپاک ہو جائیں تو یہ کپڑے بدلے جا سکتے ہیں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان چادروں کو ایک دفعہ باندھ لینے کے بعد انہیں کھول نہیں سکتے یہ سراسر غلط ہے۔ ان چادروں کو اتار دینے سے یا بدل دینے سے آدمی احرام سے نہیں نکلتا۔ عمرہ یا حج کے احرام سے اسی وقت نکلیں گے یا دوسرے لفظوں میں اسی وقت حلال ہوں گے جب عمرہ یا حج کے تمام ارکان ادا کر کے حجامت بنوا لیں۔

سوال ۱۰۵: احرام باندھنے کے لئے کون سا اور کس رنگ کا کپڑا استعمال کرنا چاہیے؟

جواب: احرام باندھنے کے لئے موسم کی مناسبت سے سفید رنگ کا کاٹن یا تولیہ (Towel) کا کپڑا استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے۔

سوال ۱۰۶: احرام کے فرائض کیا ہیں؟

جواب: احرام کے درج ذیل فرائض ہیں:

۱۔ عمرہ یا حج یا دونوں کی نیت کرنا جیسے حج قران میں ہے۔

۲۔ زبان سے تلبیہ کہنا، اگر نیت کی اور لبیک نہ کہا تو احرام صحیح نہیں اور لبیک کہا اور نیت نہیں کی تو بھی احرام صحیح نہیں، دونوں کا یکجا ہونا ضروری ہے۔

سوال ۱۰۷: احرام کے کتنے واجبات ہیں؟

جواب: احرام کے دو واجبات ہیں:

۱۔ میقات سے احرام باندھنا

۲۔ ممنوعات احرام سے اپنے آپ کو باز رکھنا

سوال ۱۰۸: احرام کی سنن کیا ہیں؟

جواب: احرام کی سنن درج ذیل ہیں:

۱۔ احرام حج کا، حج کے مہینہ میں باندھنا، اس سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے بخلاف عمرہ کے احرام کے۔ عمرہ کا احرام کسی وقت پر موقوف نہیں جب چاہے باندھا جا سکتا ہے۔

۲۔ احرام کو اپنے شہر کے میقات سے باندھنا، اگر دوسرے شہر کے میقات سے باندھا تو خلاف سنت ہوا۔

۳۔ احرام کے لئے غسل کرنا

۴۔ دو کپڑے، ازار اور چادر پہننا

۵۔ احرام سے پہلے خوشبو لگانا

۶۔ احرام باندھ کر دو رکعت نماز ادا کرنا مگر وقت مکروہ میں نہ ہو

۷۔ لبیک ان الفاظ میں کہنا جو حدیث مبارکہ میں مروی ہیں، ان الفاظ سے نہ کم کرے اور نہ زیادہ اور نہ لبیک کے درمیان الفاظ بڑھائے البتہ آخر میں بڑھا سکتا ہے۔

۸۔ لبیک کی تکرار ہر دفعہ تین بار کرنا

۹۔ مرد کا بلند آواز سے اور خواتین کا آہستہ آواز سے لبیک کہنا

سوال ۱۰۹: حالتِ احرام میں کون سے اُمور ممنوع ہیں؟

جواب: حالتِ احرام میں عازمین حج و عمرہ پر بعض ایسی چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں جائز ہوتی ہیں:

۱۔ شکار کرنا، شکاری کی مدد کرنا، شکار کی طرف اشارہ کرنا۔

۲۔ حدودِ حرم میں درخت، گھاس، پودے وغیرہ کاٹنا یا مکھی، مچھر، جوں وغیرہ مارنا۔

۳۔ جسم سے کوئی بال توڑنا یا کاٹنا یا ناخن وغیرہ تراشنا/ترشوانا

۴۔ سلے ہوئے کپڑے پہننا مثلاً قمیص، شلوار یا ٹوپی وغیرہ

۵۔ خوشبو کا استعمال کرنا خواہ کسی طریقے سے بھی ہو مثلاً خوشبودار صابن سے نہانا یا خوشبودار سرمہ لگانا یا کھانے پینے کی اشیاء میں خوشبو کا استعمال مثلاً کسٹرڈ، اچار، چٹنی اور شربت وغیرہ اسی طرح خوشبودار تمباکو اور پانی بھی

اسی حکم میں آتے ہیں۔

۶۔ مرد کے لئے سر اور چہرے کا چھپانا اور عورت کے لئے چہرے پر کپڑے کا مس ہونا (البتہ عورت کے لئے سر ڈھانپنا ضروری ہے)۔

۷۔ میاں بیوی کا ازدواجی تعلقات قائم کرنا، جنسی گفتگو کرنا، چاہے وہ گفتگو اپنی بیوی سے ہی کیوں نہ ہو۔ علاوہ ازیں ایسے قول و افعال جس سے طبیعت میں ہیجان پیدا ہو۔

سوال ۱۱۰: طواف کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: طواف کرنے کی فضیلت درج ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا:

مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أُسْبُوْعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ.(۱)

’’جس نے اس گھر (کعبۃ اللہ) کے سات پھیرے کئے اور اس کے پورے پورے حقوق ادا کئے تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کی مثل ہے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے بیت اللہ شریف کا سات پھیروں کا طواف کیا اور اس میں سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

---

(۱) حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۶۶۴

اِلَّا بِاللہ کے سوا کوئی کلام نہ کیا تو اس کے دس گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند ہوں گے۔‘‘(۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے پچاس طواف کئے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوگیا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔‘‘(۲)

سوال ۱۱۱: طواف کے فرائض کیا ہیں؟

جواب: طواف کے درج ذیل فرائض ہیں:

۱۔ طواف میں نیت فرض ہے۔

۲۔ پہلے چار پھیرے فرض ہیں بعد کے تین واجب۔

۳۔ طواف، مقام طواف (طواف کی متعین حدود) میں ہو، نہ کہ اس سے باہر۔

سوال ۱۱۲: طواف کے واجبات کیا ہیں؟

جواب: طواف کے واجبات درج ذیل ہیں:

۱۔ جنابت سے پاک ہونا

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب فضل الطواف، ۳: ۴۴۴، رقم: ۲۹۵۷

(۲) ترمذی، السنن، کتاب الحج، باب ماجاء فی فضل الطواف، ۳: ۲۱۹، رقم: ۸۶۶

۲۔ حیض و نفاس سے پاک ہونا

۳۔ باوضو ہونا

۴۔ سترِ عورت کا ہونا۔ یعنی اعضائے ستر میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا نہ رہنا۔

۵۔ جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کا پیدل چلنا اور جو شخص پیدل چلنے پر قادر نہ ہو تو اس کا ویل چیئر پر طواف کرنا۔ داہنی طرف سے طواف شروع کرنا یعنی حجر اسود سے دروازے کی طرف anti clockwise چلنا۔

۶۔ حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا یعنی حطیم کے باہر سے چکر پورا کرے، حطیم کے اندر سے نہ گزرے۔

۷۔ پورا طواف کرنا یعنی سات چکر پورے کرنا

یاد رہے واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر مندرجہ بالا واجبات میں سے کوئی واجب چھوٹ گیا تو طواف کا اعادہ واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کیا تو اس کا کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک بکری کو ذبح کیا جائے۔

سوال ۱۱۳: طواف کی سنن کیا ہیں؟

جواب: طواف کی سنن درج ذیل ہیں:

۱۔ اضطباع یعنی دایاں کندھا ننگا کرنا

۲۔ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا

۳۔ آخری چار چکروں میں رمل نہ کرنا

۴۔ حجر اسود کا استلام کرنا یعنی بوسہ دینا یا ہجوم کی وجہ سے ہاتھ لگا کر یا اشارہ کر کے چوم لینا یعنی حجر اسود کے بالمقابل آ کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ اکبر پڑھے اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے یہ اشارہ ہے۔

۵۔ حجر اسود سے طواف کے ہر چکر کی ابتدا کرنا

۶۔ طواف کے اختتام پر اور سعی شروع کرنے سے قبل حجر اسود کا استلام کرنا

۷۔ لگا تار تمام چکر پے در پے لگانا

۸۔ ہر اس عمل سے بچنا جو خشوع و خضوع کے خلاف ہو۔

سوال ۱۱۴: حالتِ طواف میں کون سے اُمور مکروہ ہیں؟

جواب: حالتِ طواف میں درج ذیل امور مکروہ ہیں:

۱۔ طواف کے دوران فضول، غیر ضروری اور بے فائدہ بات چیت کرنا

۲۔ خرید و فروخت کرنا یا خرید و فروخت کے متعلق گفتگو کرنا

۳۔ ذکر یا دعا بلند آواز سے کرنا

۴۔ ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا

۵۔ جس طواف میں رمل اور اضطباع سنت ہے، اس طواف میں رمل اور اضطباع کو بلا عذر ترک کرنا

۶۔ حجر اسود کا استلام نہ کرنا

۷۔ حجر اسود کے بالمقابل آئے بغیر ہاتھ اٹھانا

۸۔ طواف کرتے ہوئے ارکان بیت اللہ پر یا کسی اور جگہ دعا کے لئے کھڑا ہونا

۹۔ خطبہ کے وقت طواف کرنا

۱۰۔ فرض نماز کی تکبیر واقامت ہونے کے وقت طواف شروع کرنا

۱۱۔ طواف کی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا یا نماز کی طرح ہاتھ باندھنا

سوال ۱۱۵: حجرِ اسود کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: حجرِ اسود کی فضیلت درج ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا:

''حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنت کے خوبصورت پتھروں میں سے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے نور کو ختم نہ کرتا تو مشرق سے لے کر مغرب تک روشنی پھیلا دیتے۔''(۱)

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۱) ترمذی، السنن، كتاب الحج، باب ما جاء فی فضل الحجر الأسود والركن والمقام، ۳: ۲۲۶، رقم: ۸۷۸

’’اگر کوئی مصیبت زدہ بیمار ان کو (حجر اسود اور مقام ابراہیم) ہاتھ لگائے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔‘‘(۱)

حجر اسود پر ان گنت فرشتے (آمین) کہتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حجرِ اسود کے متعلق فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کی قسم! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے دو آنکھیں اور زبان عطا فرمائے گا جن سے یہ دیکھے گا اور بولے گا اور ہر شخص کے متعلق گواہی دے گا جس نے اسے برحق سمجھ کر اس کا استلام یعنی بوسہ دیا۔‘‘(۲)

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں جب بھی رکن یمانی کے پاس سے گزرا تو میں نے جبرئیل کو وہاں کھڑے پایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب بھی یہاں سے گزرا جبرئیل امین کو اس حال میں کھڑے دیکھا کہ وہ سلام کرنے والے کے لئے بخشش کی دعا کر

---

(۱) بیہقی، السنن الکبری، ابواب دخول المکة، باب ما ورد فی الحجر الاسود والمقام، ۵: ۷۵، رقم: ۹۰۱۱

(۲) ترمذی، السنن، کتاب الحج عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی الحجر أسود، ۳: ۲۹۴، رقم: ۹۶۱

رہے ہیں۔(۱)

سوال ۱۱۶: آبِ زمزم کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: آب زمزم کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اللہ اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ویران وادی میں چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی شیر خوار ننھے سے بچے تھے۔ انہیں شدت کی پیاس محسوس ہوئی تو ماں کی مامتا بے قرار ہو گئی اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے لختِ جگر کو زمین پر لٹا کر دونوں پہاڑوں صفا و مروہ کے درمیان پانی کی تلاش میں دیوانہ وار دوڑنے لگیں کہ شاید کہیں پانی کا چشمہ مل جائے۔ اسی اضطراب و پریشانی کی کیفیت میں انہوں نے کئی چکر لگائے۔ اس خیال سے بچے کو اپنی نگاہ سے اوجھل بھی نہیں رکھنا چاہتی تھیں کہ کہیں کوئی بھیڑیا وغیرہ اٹھا کر نہ لے جائے۔

اس داستان خوش انجام کا اختتام اس طرح ہوا کہ کمسن اور نونہال حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شدت پیاس سے زمین پر ایڑیاں رگڑنا شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے پتھریلی زمین کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے لئے یہ لمحہ باعث مسرت تھا۔ آپ بہتے پانی کے اردگرد بند باندھتے ہوئے بے اختیار فرما رہی تھیں: مَاء زَمُ زَمُ (پانی رُک جا، رُک جا)۔ اسی لئے اس چشمے کو آبِ زمزم کہا جاتا ہے جو ہزاروں سال گزر

(۱) فاکہی، اخبار مکہ، ۱: ۳۲۸

جانے کے بعد آج بھی جاری ہے اور ایک جہاں اس سے سیراب ہو رہا ہے یہ چشمہ زمزم کے نام سے زبانِ زد خاص و عام ہے۔

سوال ۱۱۷: آبِ زمزم پینے کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آبِ زمزم ہے، یہ خوراک بھی ہے اور بیماری کا علاج بھی۔''(۱)

آب زمزم ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آبِ زمزم جس مقصد کے لئے بھی پیا جائے (اسے پورا کرتا ہے) اگر شفا حاصل کرنے کے لئے پیو گے تو تمہیں شفا مل جائے گی، اگر سیر ہونے کے لئے پیو گے تو سیر ہو جاؤ گے، اگر پیاس بجھانے کے لئے پیو گے تو پیاس بجھ جائے گی، اگر کسی چیز سے پناہ کے حصول کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ پناہ دے گا۔(۲)

سوال ۱۱۸: آب زمزم پینے کا طریقہ کیا ہے اور اس وقت کون سی دعا پڑھنی چاہئے؟

جواب: آبِ زمزم پینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے باوضو اور کھڑے ہو کر تین سانس میں پیا جائے اور آبِ زمزم پیتے وقت یہ دعا کرنی چاہئے:

---

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، فضل الحج والعمرۃ، ۳: ۴۸۲، رقم: ۴۱۳۰

(۲) حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۶۴۶، رقم: ۱۷۳۹

اَللّٰهُمَّ أَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ. (۱)

''اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم، فراخ رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا طلبگار ہوں۔''

سوال ۱۱۹: سعی کی نیت کن الفاظ میں کی جائے؟

جواب: سعی کی نیت ان الفاظ میں کی جائے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي اُرِيْدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي.

''اے اللہ! میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کرتا ہوں پس تو اسے میرے لئے آسان فرما اور اسے مجھ سے قبول فرما۔''

سوال ۱۲۰: سعی کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: سعی کی شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اگر اطراف میں حدود سے خارج ہو گیا تو سعی معتبر نہیں ہو گی۔

۲۔ سعی کا طواف کے بعد ہونا۔

۳۔ حالتِ اِحرام میں ہونا سوائے اس سعی کے کہ جو طواف زیارت کے بعد ہے۔

(۱) حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۶۴۶، رقم: ۱۷۴۹

۴۔ سعی کی ابتداء صفا سے کرنا اور مروہ پہ ختم کرنا۔

سوال ۱۲۱: سعی کے واجبات کیا ہیں؟

جواب: سعی کے واجبات یہ ہیں:

۱۔ سعی کے پھیروں میں سات پھیرے کرنا، اگر تین یا کم پھیرے چھوڑے تو ہر پھیرے کے عوض صدقہ لازم آئے گا۔

۲۔ پیدل چل کر سعی کرنا مگر معذور کے لئے سواری جائز ہے اگر سواری پر بلا عذر سعی کرے گا تو دم لازم آئے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گھسیٹتا ہوا چلا تو دم لازم آئے گا مگر عذر کے ساتھ کیا تو کچھ لازم نہیں۔

۳۔ صفا سے ابتداء کرنا۔

۴۔ عمرہ کی سعی میں بحالت احرام ہونا۔

سوال ۱۲۲: سعی کی سنن کیا ہیں؟

جواب: سعی کی سنن یہ ہیں:

۱۔ طواف سے فارغ ہو کر فوراً سعی کرنا البتہ تھکان وغیرہ کے عذر سے تھوڑی دیر راحت حاصل کرنے کے لئے وقفہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔

۲۔ صفا اور مروہ پہ چڑھنا اتنا چڑھنا سنت ہے جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آ جائے۔

۳۔ قبلہ رو ہو کر کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

۴۔ حمد و ثناء، تکبیر و تہلیل اور درود شریف پڑھ کر اپنے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔

۵۔ دو سبز ستونوں، جو صفا اور مروہ کے درمیان نصب ہیں، (انہیں مِیلَیْن اَخضَرَیْن کہتے ہیں) سعی کرتے ہوئے دوڑنا۔ یہ سنت ان لوگوں کے لئے ہے جو بآسانی دوڑ سکتے ہیں جبکہ کمزور یا ضعیف افراد کے لئے نہیں۔

۶۔ پھیروں کو پے در پے ادا کرنا، ان سات پھیروں کے درمیان وقفہ نہ کرنا اگر بغیر عذر وقفہ کیا تو ازسرنو ادا کرنے ہوں گے۔

۷۔ سعی کی نیت کرنا سنت ہے۔

سوال ۱۲۳: سعی کے دوران کون سے اُمور مکروہ ہیں؟

جواب: سعی کے دوران درج ذیل امور مکروہ ہیں:

۱۔ بلا عذر سواری پر بیٹھ کر سعی کرنا۔

۲۔ پھیروں کے درمیان فرق اور تاخیر کثیر کرنا۔

۳۔ خرید و فروخت کرنا۔

۴۔ ایسا کلام کرنا جو دعا اور ذکر سے غفلت میں ڈالے۔

۵۔ صفا اور مروہ پر چڑھنے کو ترک کرنا۔

۶۔ مِیلَیْن اخضَرَیْن کے درمیان نہ دوڑنا۔

۷۔ طواف کے بعد بلا عذر بہت تاخیر سے سعی کرنا۔

۸۔ ستر عورت کا نہ ہونا۔

۹۔ چکروں کے درمیان زیادہ دیر رکنا مکروہ ہے مگر قلیل وقفہ کرنا جائز ہے جیسے پانی وغیرہ پینے کے لئے تھوڑا سا وقفہ کرنا یا کثیر وقفہ بوجہ عذر ہو یا نماز فرض یا نماز جنازہ کے لئے جانا یہ بھی جائز ہے ان سے فارغ ہو کر سعی کو مکمل کر لے۔

سوال ۱۲۴: وقوفِ عرفات کس واقعہ کی یاد دلاتا ہے؟

جواب: عرفات کا لغوی معنی پہچاننے کا ہے اور وقوفِ عرفات اس یادگار واقعہ کی یاد دلاتا ہے جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام جنت سے نکالے گئے اور طویل عرصے کی جدائی کے بعد میدان عرفات میں ان کی ملاقات ہوئی جس میں انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دو مقبول بندوں کے اس ملاپ کی یاد تاابد زندہ و جاوید رکھنے کے لئے ہر سال ۹ ذوالحجہ کو حج کے لئے آنے والے نفوس کی اس میدان میں حاضری کو مناسکِ حج کی بنیاد قرار دے دیا۔

سوال ۱۲۵: وقوفِ عرفات کی صحت کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: وقوف عرفات کی صحت کی شرائط یہ ہیں:

۱۔ اسلام

۲۔ احرام حج، لہٰذا عمرہ کے احرام کے ساتھ وقوف حج صحیح نہیں ہوگا

۳۔ وقوف کا عرفات میں ہونا شرط ہے لہٰذا بطن عرفہ میں اگر کسی نے وقوف کیا تو اس کا وقوف صحیح نہیں ہوگا کیونکہ وہ عرفات میں داخل نہیں ہے۔

۴۔ وقت میں ہونا، یعنی اس وقت عرفہ کے دن زوال شمس سے یوم نحر کے طلوع فجر صادق تک ہے۔

۵۔ اپنی جگہ اور اپنے وقت میں ایک ساعت کا وقوف ہونا خواہ نیت ہو یا نہ ہو، خواہ وہ سوتا ہو یا جاگتا ہو، خواہ بے وضو ہو یا باوضو، عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو یا پاک، بہرحال ایک ساعت کا یہاں ہونا فرض ہے۔

سوال ۱۲۶: عرفہ کے دن وقوف کے واجبات کیا ہیں؟

جواب: عرفہ کے دن وقوف کے واجبات یہ ہیں:

۱۔ ۹ ذوالحجہ کو زوال سے سورج غروب ہونے تک میدان عرفات میں حاضر رہنا۔

۲۔ ۹ اور ۱۰ ذوالحجہ کی درمیانی رات ’’عرفات‘‘ سے واپسی کے بعد مزدلفہ میں رات گزارنا۔

۳۔ ۱۰ ذوالحجہ کی تاریخ کو (منیٰ پہنچ کر) ’’جمرہ عقبہ‘‘ کو کنکر مارنا۔

۴۔ جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے کے بعد دس تاریخ کو ہی قربانی کرنا اور بال کاٹنا

۵۔ ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ، تیرہ کی تین راتیں منیٰ میں گزارنا سنت ہے، اگر کسی

کو جلدی ہو تو کم از کم گیارہ اور بارہ کی دو راتیں ضرور منٰی میں رہے۔

۶۔ مذکورہ ایام تشریق یا دو دنوں میں روزانہ زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا۔

سوال ۱۲۷: مکروہاتِ وقوف کیا ہیں؟

جواب: مکروہاتِ وقوف درج ذیل ہیں:

۱۔ نماز کے بعد موقف یعنی میدانِ عرفات کی طرف تاخیر سے روانہ ہونا۔

۲۔ راستہ اور گزرگاہ میں اترنا۔

۳۔ زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا۔

۴۔ یکسوئی کے ساتھ وقوف نہ کرنا۔

۵۔ غروب کے بعد بغیر ضرورت تاخیر کے ساتھ مزدلفہ کو روانہ ہونا۔

۶۔ غروب سے پہلے عرفات سے روانہ ہونا۔

۷۔ مغرب کی نماز عرفات میں ادا کرنا۔

سوال ۱۲۸: رمی کن ایّام میں کس جمرہ پر کی جائے؟

جواب: رمی کے چار دن ہیں: پہلا دن یعنی ۱۰ ذوالحجہ کو فقط ایک جمرہ عقبہ پر رمی کرنا ہوگی، دوسرا دن ۱۱ ذوالحجہ کو جمرہ اولی، جمرہ وسطی، جمرہ عقبہ تینوں پر رمی کرنا ہوگی، تیسرے دن یعنی ۱۲ ذوالحجہ کو بھی انہی تینوں جمرات پر رمی ہوگی،

چوتھے روز یعنی ۱۳ ذوالحجہ کو بھی تینوں جمرات پر رمی ہو گی بشرطیکہ اس روز منیٰ میں قیام ہو۔

سوال ۱۲۹: رمی کا مسنون وقت کون سا ہے؟

جواب: یوم النحر یعنی ۱۰ ذوالحجہ کو صرف بڑے شیطان کو کنکریوں سے مارنا ہے اور یہ چاشت کے وقت افضل ہے اور باقی ۲ یا ۳ دن زوال کے بعد سنت ہے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رَمٰی رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْجَمَرَةَ (الْعُقْبَهَ) يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدُ، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. (۱)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم النحر جمرۃ عقبہ (بڑا شیطان) کو چاشت کے وقت کنکریاں ماریں اور اس کے بعد تینوں شیطانوں یعنی دوسرے اور تیسرے دن زوال کے بعد کنکریاں ماریں۔“

سوال ۱۳۰: حج بدل کسے کہتے ہیں اور اس کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: حج بدل یعنی نائب بن کر دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض ساقط ہو جائے اسے حج بدل کہتے ہیں۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک والک وسلم! میرے والد بہت

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب بیان وقت استحباب الرمی، ۲: ۹۴۵، رقم: ۱۲۹۹

بوڑھے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کا فریضہ حج واجب ہو چکا ہے اور وہ اپنے اونٹ کی پشت پر بیٹھ نہیں سکتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج کرلو۔ (۱)

حجِ بدل کی شرائط درج ذیل ہیں:

اگر کسی کو کوئی ایسی معذوری لاحق ہو جو بالعموم مرتے دم تک رہے مثلاً نابینا ہونا۔ یا ایسا عاجز شخص جسے مرتے دم تک حج کے قابل ہونے کی امید نہ رہے، اور وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے کہ وہ اس کی طرف سے حج ادا کرے اور وہ نائب حج ادا کرلے تو فریضہ حج اس معذور کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ اگرچہ بعد میں وہ معذوری دور ہو جائے اور وہ حج کے قابل ہو جائے۔ لیکن ایسا مریض جسے شفا پانے کی امید ہو یا وہ شخص جو قید میں ہو، اگر کسی کو اپنا نائب بنائے اور وہ نائب اس کی جانب سے حج ادا کرے اور بعد میں اس کی معذوری دور ہو جائے یعنی شفا یاب ہو جائے یا قید سے رہائی مل جائے تو فریضہ حج اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔

حج کرانے والے کی طرف سے حج کی نیت کرنا ہے لہٰذا اسے یوں کہنا چاہئے کہ فلاں شخص کی طرف سے احرام حج باندھتا اور تلبیہ کرتا ہوں۔ یہ نیت دل میں کر لینا بھی کافی ہے اگر نائب نے حج کی نیت اپنی طرف سے کی تو نائب بنانے والے کی طرف سے حج ادا نہ ہوگا۔

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانۃ وھرم ونحوھما، ۲: ۹۷۳، رقم: ۱۳۳۵

جس کی طرف سے حج کیا جائے اس کے حکم کے بغیر حج نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر کسی کے وارثوں میں سے کسی نے یا کسی غیر شخص نے از خود نیکی کے خیال سے اس کی جانب سے حج کیا تو انشاء اللہ یہ حج اس کی طرف سے قبول ہو جائے گا۔

حج کرنے کی کوئی اجرت مقرر نہ کی جائے۔ حج کرانے والے پر اخراجات ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ حج کے اخراجات کے لئے جو رقم دی گئی ہے اگر اس میں سے کچھ رقم بچ گئی تو حج بدل کرنے والے کو چاہئے کہ باقی رقم حج کرانے والے کو واپس دے دے۔ البتہ ثواب کے خیال سے حج کرانے والا یا وارث وہ رقم چھوڑ سکتا ہے۔

حج بدل کرانے اور حج بدل کرنے والا دونوں کا مسلمان اور عاقل ہونا لازم ہے، لہٰذا کافر کا کسی کی طرف سے حج کرنا صحیح نہ ہوگا اور نہ دیوانے کا حج صحیح ہے۔ اگر حج واجب ہونے کے بعد اس کو جنون کا مرض لاحق ہوا تو اسے کسی کو حج کے لئے روانہ کرنا درست ہوگا۔

حج بدل کرنے والا صاحب شعور ہو، لہٰذا کسی لڑکے کا جو سن شعور کو نہ پہنچا ہو حج بدل کرنا درست نہیں ہے کم عقل والا انسان یا قریب البلوغ شخص حج بدل کر سکتا ہے اسی طرح عورت اور غلام بھی حج بدل کر سکتے ہیں اسی طرح وہ بھی حج بدل کر سکتا ہے جس نے اپنا حج ادا نہ کیا ہو۔ تاہم یہ مکروہ ہے۔

حج بدل کے لئے احرام ایک ہی باندھا جائے گا۔ اگر ایک احرام حج

بدل کا اور دوسرا احرام اپنے حج کا باندھا تو اس طرح دونوں میں سے کسی کا حج نہ ہوگا۔ بجز اس کے کہ دوسرے احرام کو ختم کر دے اسی طرح اگر دو اشخاص نے کسی ایک کو اپنے اپنے حج کا نائب بنایا اور اس نے دونوں کا احرام باندھا (اور حج کیا) تو وہ حج درست نہ ہوگا اور وہ دونوں کے اخراجات کی واپسی کا ذمہ دار ہوگا۔

مندرجہ بالا تمام شرائط حج بدل اس صورت میں ہیں جبکہ کسی پر حج فرض ہو۔

سوال ۱۳۱: حج اور عمرہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: حج و عمرہ میں درج ذیل امور کے لحاظ سے فرق ہے:

۱۔ حج میں وقوف عرفات، طواف اور سعی ہے جبکہ عمرہ میں وقوف نہیں صرف طواف اور سعی ہے۔ طواف اور سعی کے مجموعہ کا نام عمرہ ہے البتہ احرام دونوں میں شرط ہے۔

۲۔ حج کے لئے شرعًا وقت معین ہے اور عمرہ کے لئے کوئی معین وقت نہیں، جب چاہیں عمرہ ادا کر لیں سوائے یومِ عرفہ اور اس کے بعد کے چار دن۔ ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا منع ہے۔

۳۔ حج صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے جبکہ عمرہ صاحب استطاعت جتنے چاہے ادا کر سکتا ہے۔

۴۔ عمرہ کی لبیک یعنی تلبیہ طواف کی ابتداء کرتے ہی ختم ہو جاتی ہے اور حج کی تلبیہ کا وقت رمی جمرہ عقبہ کے وقت ختم ہوتا ہے۔

۵۔ عمرہ میں کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس کے کفارے میں بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی دی جائے بخلاف حج کے۔ حج کی درجہ ذیل دو صورتوں میں بدنہ لازم آئے گا:

i۔ وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا۔

ii۔ طواف زیارت کو بحالت حیض و نفاس یا بحالت جنابت ادا کرنا۔

۶۔ عمرہ میں طواف قدوم نہیں جبکہ حج میں طواف قدوم ہے۔

سوال ۱۳۲: عمرہ کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: عمرہ کرنے کی فضیلت درج ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
’’ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کا درمیانی عرصہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔‘‘(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، وہ اس سے دعا کریں

(۱) بخاری، الصحیح، ابواب العمرۃ، باب وجوب العمرۃ وفضلها، ۲: ۶۲۹، رقم: ۱۶۸۳

تو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر اس سے بخشش طلب کریں تو انہیں بخشش دیتا ہے۔‘‘(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔‘‘(۲)

سوال ۱۳۴۳: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل کتنے عمرے ادا فرمائے؟

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد کل چار عمرے ادا فرمائے۔ تین کی ادائیگی ماہ ذوالقعدہ میں فرمائی ماسوائے ایک عمرہ کے جو حج کے ساتھ ادا فرمایا اس کی ادائیگی ذوالحجہ کے مہینے میں فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار عمرے ادا فرمائے اور وہ تمام ماہ ذوالقعدہ میں تھے ماسوائے اس عمرہ کے جو حج کے ساتھ ادا فرمایا: ’’ایک عمرۂ حدیبیہ تھا جو (صلح) حدیبیہ کے زمانے میں ماہِ ذوالعقدہ میں کیا، دوسرا اس کے بعد والے سال ذوالعقدہ میں کیا، تیسرا عمرہ جعّرانہ جب آپ نے غزوہ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرمایا، یہ بھی ذوالعقدہ میں کیا اور چوتھا عمرہ آپ نے حج کے ساتھ کیا۔‘‘(۳)

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب فضل دعا الحاجّ، ۳: ۴۱۱، رقم: ۲۸۹۲

(۲) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب العمرة فی رمضان، ۳: ۴۶۲، رقم: ۲۹۹۵

(۳) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب عدد عمر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۲: ۹۱۶، رقم: ۱۲۵۳

سوال ۱۳۴: عمرہ کی نیت کے مسنون الفاظ کیا ہیں؟

جواب: عمرہ کی نیت کرنے کے مسنون الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِی وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّی وَاَعِنِّی عَلَیْهَا وَبَارِکْ لِیْ فِیْهَا نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی.

’’اے اللہ! میں نے عمرہ کا ارادہ کیا، اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اسے مجھ سے قبول کرلے اور اس کے (ادا کرنے میں) میری مدد فرما۔ میں نے عمرہ کی نیت کی اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔‘‘

سوال ۱۳۵: عمرہ کے فرائض کیا ہیں؟

جواب: عمرہ کے دو فرائض ہیں:

۱۔ حدود حرم کے باہر سے احرام باندھنا

۲۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنا

اگر مندرجہ بالا دونوں امور چھوٹ جائیں تو عمرہ باطل ہو جاتا ہے۔

سوال ۱۳۶: عمرہ کے واجبات کیا ہیں؟

جواب: عمرہ کے واجبات دو ہیں:

۱۔ صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانا یعنی سعی کرنا

۲۔سعی کے بعد سر کے بال منڈانا یا قصر یعنی بال کم کرانا

اگر مندرجہ بالا دونوں واجبات چھوٹ جائیں تو ایک بکرا بطور دم کفارہ دینا لازم ہے۔

سوال ۱۳۷: وہ کون سے اُمور ہیں جو عمرہ میں شامل نہیں؟

جواب: طوافِ قدوم، وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ، جمع صلاتین، طوافِ زیارت اور طوافِ صدر عمرہ میں شامل نہیں۔

سوال ۱۳۸: عمرہ میں ترتیب سے سرانجام دیئے جانے والے اُمور کون سے ہیں؟

جواب: عمرہ میں سرانجام دیئے جانے والے اُمور درج ذیل ہیں:

احرام باندھنا: غسل کر کے حل یا میقات سے احرام باندھے کیونکہ یہ عمرہ کی لازمی شرط ہے۔

طواف کی نیت کرنا: حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر طواف کی نیت کریں

طواف کعبۃ اللہ: خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائیں

ملتزم پر دعا کرنا: خانہ کعبہ کی چوکھٹ اور حجر اسود والے کونے کے درمیان پانچ فٹ جگہ ہے اسے ملتزم کہتے ہیں یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطّواف ادا کرنا:	اگر بھیڑ ہو تو مسجد الحرام میں جہاں جگہ ملے ادا کر لیں
آب زم زم پینا:	حرم پاک میں جگہ جگہ آب زمزم کے کولر رکھے ہوئے ہیں ان میں سے آب زمزم کھڑے ہو کر تین سانسوں میں خوب سیر ہو کر پیئیں
سعی صفا و مروہ کرنا:	صفا، مروہ دو پہاڑوں کے درمیان سات چکر لگائیں
حلق یا قصر کروانا:	حلق سے مراد سر منڈانا اور قصر سے مراد پورے سر کے بال انگلی کی پور کے برابر کٹوانا اور خواتین صرف سر کے بال بقدر ایک پور کٹوائیں۔

☆ اِس کے بعد آپ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہیں، **الحمد اللہ آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا۔**

سوال ۱۳۹: حج وعمرہ کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: حج اور عمرہ ادا کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

حج اور عمرہ کا ارادہ کرنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ درج ذیل تین صورتوں میں سے جو حج کرنا چاہے اس کی نیت کر لے:

۱۔ **حج افراد:** اس میں حاجی صرف حج کا احرام باندھے اور عمرہ کئے بغیر ۸

ذوالحجہ کو سیدھا منیٰ چلا جائے اور حج کے احکامات بجا لائے۔

۲۔ **حج قران:** اس میں حاجی ایک ہی احرام میں حج اور عمرہ دونوں ادا کرتا ہے۔

۳۔ **حج تمتع:** اس میں حاجی حج اور عمرہ کو الگ الگ احرام کے ساتھ ادا کرتا ہے یعنی حج کے مہینوں میں احرام باندھ کر عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیتا ہے اور پھر حج کے ارادے سے ۸ ذوالحجہ کو پھر احرام باندھ کر حج کے مناسک ادا کرتا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں صورتوں میں تمتع نسبتاً آسان حج ہے تاہم اہمیت اور فضیلت کے اعتبار سے حج قران افضل ترین ہے لیکن اس صورت میں جبکہ ممنوعات احرام میں سے کسی امر ممنوع کے سرزد ہونے کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ حج قران میں لمبے عرصہ تک حالت احرام میں رہنا ہوتا ہے اگر ایسی کسی بات کے سرزد ہونے کا اندیشہ ہو تو تمتع ہی سب سے افضل ہے کیونکہ اس میں انسان کے لئے اپنے نفس پر قابو رکھنا آسان ہے۔

حج تمتع کی ادائیگی کا ارادہ کرنے والا شخص جسم کی ظاہری صفائی کا بطور خاص اہتمام کرے یعنی احرام باندھنے سے قبل ناخن تراشے، غیر ضروری بالوں کو صاف کرے، غسل کرے، اس کے بعد خوشبو لگا کر صاف اور سفید احرام باندھے یعنی ایک چادر بطور تہبند باندھ لے اور دوسری چادر کندھوں پر اوڑھ لے اور سر ننگا رکھے۔ اسی طرح عورت سلے ہوئے پاک صاف کپڑے پہنے،

پھر میقات پہنچ کر فرض یا نفل نماز ادا کرے اور یہ کہتے ہوئے عبادتِ حج کی نیت کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِی وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ.

پھر کہے:

لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ! لَبَّیْکَ. لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ.

اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ.[1]

’’اے اللہ! میں حاضر ہوں اے اللہ حج کے لئے حاضر ہوں۔‘‘

اور اگر عمرہ کا ارادہ ہے تو حج کی بجائے عُمْرَةً کہے اور اگر دونوں کا ارادہ ہے تو ’’حَجًّا وَّ عُمْرَةً‘‘ کہے۔

اور اونچی آواز کے ساتھ تین بار تلبیہ پڑھے، البتہ عورت بہت اونچی آواز میں نہ پڑھے بلکہ صرف اتنی آواز میں پڑھے کہ وہ خود سن لے۔

تلبیہ سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگے اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھے اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں پر نظر نہ ڈالے اور تمام راستہ نیکی اور اچھے کام کرتا رہے تاکہ اس کا حج مبرور ہو جائے۔ بنا بریں محتاج لوگوں کے ساتھ احسان کرے، ساتھیوں کے ساتھ ہشاش بشاش رہے ان کے ساتھ باتیں نرم انداز سے کرے۔

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب التلبیة وصفها وفیها، ۲: ۸۴۱، رقم: ۱۱۸۴

جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ جائے تو بلند جگہ کی طرف سے داخل ہو۔ مسجد حرام میں باب بنی شیبہ (باب السلام) سے اندر داخل ہونے سے قبل تازہ وضو کریں پھر بڑے ہی والہانہ عشق و محبت، ذوق و شوق اور عجز و انکساری کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے سیدھا پاؤں اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَإِلَى اللهِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ

’’اللہ کے نام سے اور اس کی مدد سے اسی کی طرف (آ رہا ہوں) اے اللہ! میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔‘‘

جب بیت اللہ کی پہلی زیارت نصیب ہو تو نہایت خشوع و خضوع اور عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر جو چاہے دعا مانگے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کعبہ کی زیارت کے وقت رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔

حضرت حذیفہ بن اسید سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جب بیت اللہ شریف کو دیکھا تو یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَتَكْرِيْمًا وَّبِرًّا وَمَهَابَةً، وَزِدْ مَنْ شَرَّفَه. وَعَظَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّه وَاعْتَمَرَهُ تَعْظِيْمًا وَّ تَشْرِيْفًا وَّ بِرًّا وَمَهَابَةً. (۱)

(۱) المواہب، ۱۱: ۳۷۸

’’اے اللہ اپنے اس مقدس گھر کی عزت، تعظیم، تکریم، رحمت اور جلال میں اضافہ فرما اور ہر اس شخص کی تعظیم، تکریم، بزرگی، نیکی اور عزت میں اضافہ فرما جو اس کا حج یا عمرہ کرے۔‘‘

طواف سے قبل مرد حضرات اضطباع کریں یعنی اپنا سیدھا بازو چادر سے باہر نکال لیں اب حجرِ اسود کے سامنے سے ذرا ہٹ کر رکن یمانی کی طرف اس طرح رو بہ کعبہ کھڑے ہو کر حجرِ اسود دائیں طرف ہو یہاں کھڑے ہو کر طواف کی نیت کرے۔ نیت کے بعد حجر اسود کے مقابل ہو کر کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور کہیں:

بسم اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ.

اب ہاتھ چھوڑ دیں اب حجر اسود کو بوسہ دیں یا استلام کریں اگر بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا ممکن نہ ہو تو اشارہ کر کے انہیں بوسہ دے لیں، اب کالی پٹی پر کھڑے کھڑے ہی اپنا رخ اس طرح تبدیل کریں کہ بیت اللہ آپ کے بائیں طرف ہو پھر رمل یعنی پہلوان کی طرح اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدموں سے ذرا تیز چلے، خواتین رمل نہ کریں یہ صرف مردوں کے لئے سنت ہے اور طواف کے دوران دعا کرے، ذکر و اذکار میں مشغول رہے اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھے، اس طرح چلتے چلتے جب دوبارہ حجرِ اسود کے پاس پہنچے تو پہلے چکر کے خاتمہ پر یہ مسنون دعا پڑھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِo[1]

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھo“

پھر اسی طرح دوسرا اور تیسرا چکر لگائے۔ چوتھے چکر میں رمل ترک کر دے اور (معمول کے مطابق) آہستہ آہستہ چلے اور باقی چار چکر پورے کرے، فارغ ہو کر ملتزم (بیت اللہ کے دروازہ) کے پاس آئے اور خشوع خضوع کے ساتھ روتے ہوئے دعا کرے پھر مقام ابراہیم کے قریب پہنچ کر دو رکعت واجب نماز ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھے، اگر مقام ابراہیم کے پاس جگہ نہ ہو تو یہ نفل کسی جگہ بھی ادا کئے جا سکتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے:

حضرت ام سلمہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے یہ نوافل حرم سے باہر ادا کئے تھے۔

وَلَمْ تصل حَتّی خرجت.

”انہوں نے مسجد سے باہر نوافل ادا کئے۔“

(۱) البقرة، ۲: ۲۰۱

اب نماز سے فارغ ہو کر مقام ملتزم پر جا کر دعا کریں یہ قبولیت کا مقام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ یہاں پر بڑی عاجزی سے دیوار سے لپٹ کر دعا مانگتے تھے۔

پھر آبِ زمزم کے چشمہ پر جائے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے کھڑے بسم اللہ پڑھ کر تین سانسوں میں جتنا پانی پی سکے پیئے اور جو چاہے دعا کرے، درج ذیل دعا بھی مستحسن ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ.

’’اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم، وسیع روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔‘‘

پھر حجرِ اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دے یا ہاتھ لگائے اگر موقع نہ مل سکے تو سابق طریقوں سے استلام بجا لاتے ہوئے باب صفا سے مقام سعی کی طرف بڑھتے ہوئے کوہ صفا پر چڑھ جائے اور کعبہ شریف کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھائے دعا کرے۔

کوہ مروہ کی طرف چلنے کے ارادہ سے نیچے اترے، دوران سعی ذکر و دعا میں مشغول رہے جب وادی کے درمیان پہنچے جسے سبز ستون کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے وہاں سے دوسرے سبز ستون تک تیز تیز دوڑے۔ پھر آہستہ چلے اور ذکر و دعا اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے میں مشغول رہے

اور جب مروہ پر چڑھ جائے تو ایک چکر مکمل ہو گیا اور پھر نیچے اترے، آہستہ چلے درمیان میں آئے تو تیز دوڑے، پھر آہستہ چلے اور صفا پر چڑھ جائے تو دوسرا چکر مکمل ہو جائے گا۔ پھر مروہ کی طرف روانہ ہو جائے اور اسی طرح سات چکر پورے کرے، ہر چکر میں جب صفا یا مروہ پہنچے تو ہاتھ اٹھا کر قبلہ رخ ہو کر دعا کرے ساتویں پھیرے کے بعد اب سعی ختم ہوگئی آخر میں قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔ ابتداء صفا سے ہو گی اور انتہا مروہ پر ہو گی اب عمرہ کے تمام افعال مکمل ہو گئے اب مسجد حرام سے باہر آئیں۔ مرد حضرات حلق یعنی سارے بال منڈوائے یا تقصیر یعنی بال کتروائے اور خواتین سر سے ایک انگلی کی پور کے برابر بال کاٹیں، **اب الحمدللہ آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا۔**

اگر آپ کا ''حج تمتع'' ہے تو احرام کھول دیں اب جو کام احرام کی وجہ سے ناجائز ہوئے تھے سب جائز ہو گئے بعد ازاں ۸ ذوالحجہ کو حرم ہی سے حج کا احرام باندھ لیں، اگر صرف حج افراد کا احرام ہے یا حج قران یعنی حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھے احرام ہے تو وقوف عرفات اور جمرۂ عقبہ'' کو کنکریاں مارنے کے بعد دس ذوالحجہ کو احرام کھولیں۔

مفرد اور قارن اپنے احرام پر قائم رہتے ہوئے جبکہ متمتع احرام باندھ کر **۸ ذوالحجہ** کی مبارک اور سہانی صبح سے حج کا آغاز کریں۔ حج کی نیت کرنے کے بعد تلبیہ کہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آہستہ آواز میں درود و سلام پیش کریں پھر منیٰ کی طرف روانہ ہو۔ منیٰ میں دن رات رہے اور پانچ نمازیں مسجد خیف میں پڑھے یعنی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور **۹ ذوالحجہ** کی نماز

فجر ادا کرنے کے بعد ذکر و اذکار کریں اور سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے تلبیہ کہتا ہوا براستہ ضب وادی نمرہ کی طرف روانہ ہو اور زوال تک وہاں رہے، پھر غسل کرے، منیٰ سے ہی غسل کر لینا چاہیئے وہاں معقول انتظام ہے، عرفات میں غسل کا کوئی انتظام نہیں اور مسجد نمرہ میں آئے اور امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد موقف کی طرف چلے اور عرفات کے میدان میں جہاں بھی چاہے ٹھہر جائے اور اگر جبل رحمت کے دامن میں چٹانوں کے پاس وقوف کرے تو بہتر ہے اس لئے کہ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کے وقوف کا مقام ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَقَفْتُ هٰهُنَا. وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ. (۱)

’’میں نے یہاں وقوف کیا ہے جبکہ پورا عرفات کا میدان جائے وقوف ہے۔‘‘

آپ کو اختیار ہے کہ سوار ہو کر، کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جیسے ممکن ہو دعا کریں۔ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہوئے تکبیر و تہلیل، ذکر و دعا اور توبہ میں ڈوب جائیں کیونکہ یہ وقوف ہی حج کی جان اور اس کا بڑا رکن ہے۔

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب ماجاء ان عرفة کلها موقف، ۲: ۸۹۳، رقم: ۱۲۱۸

سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو فوراً مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں مگر شام سے قبل میدان عرفات سے نہ نکلیں۔ مزدلفہ میں داخل ہونے کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز میں تاخیر نہ کریں بلکہ ہو سکے تو امام کے ساتھ نماز باجماعت ادا کریں۔ یہاں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ یکے بعد دیگرے دو جماعتیں ہوں گی پہلے نماز مغرب کی اور پھر عشاء کی اور رات وہیں گزارے، صبح صادق ہونے کے بعد نماز فجر ادا کرے اور مشعر حرام کی طرف چلے اور وہاں تکبیر، تہلیل اور دعا میں مشغول ہو جائے۔ تاہم مزدلفہ میں جہاں بھی چاہے وقوف کر سکتا ہے۔ وہاں تمام رات جاگنا چاہیئے، رات بھر نماز، تلاوت، دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۰ ویں ذوالحجہ کو طلوع شمس سے پہلے جبکہ سورج نکلنے میں دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ منیٰ میں رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھا لینی چاہئیں۔ کوشش کریں کہ تقریباً ستر (۷۰) کنکریاں لوبیا کے دانے کے برابر تینوں دنوں کے لئے پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھو کر اپنے پاس محفوظ کر لیں تاکہ وہاں پریشانی نہ ہو، مزدلفہ سے روانہ ہوتے وقت وادی محسر سے نہ گزریں یہ مزدلفہ سے خارج ہے اگر مجبوراً اس وادی سے گزرنا پڑ جائے تو دوڑ کر گزر جائیں کیونکہ اس وادی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔

منیٰ پہنچتے ہی جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے، آج کے دن صرف ایک جمرہ کو رمی کرنا ہوتا ہے۔ اب قربان گاہ کی

طرف روانہ ہو اور جانور کی قربانی کرے۔

منیٰ میں جہاں چاہے قربانی کا جانور ذبح کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

نَحَرْتُ هٰهُنَا، وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ.(۱)

’’میں نے اس جگہ قربانی کی ہے جبکہ سارا منیٰ قربان گاہ ہے۔‘‘

قربانی سے فارغ ہو کر بال منڈوائے یعنی حلق کروائے اور خواتین بھی قصر یعنی سر کے بال ایک انگلی کی پور کے برابر کتروائے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَمَى أَحَدُكُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ.(۲)

’’جب تم میں سے کوئی جمرۂ عقبہ کو کنکر مارے اور بال اتروالے تو اس کے لئے عورتوں کے سوا ہر چیز حلال ہوگئی ہے۔‘‘

اب سر کو کپڑے سے ڈھانپ سکتا ہے اور سلا ہوا لباس بھی پہن سکتا

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الحج، باب ماجاء ان عرفة كلها موقف، ۲: ۸۹۳، رقم: ۱۲۱۸

(۲) أبو داؤد، السنن، كتاب المناسك، باب في رمی الجمار، ۳: ۱۵۵، رقم: ۱۹۷۸

ہے پھر طواف افاضہ یا زیارت کے لئے مکہ کی طرف جو کہ حج کے چار ارکان میں سے ایک رکن ہے باوضو ہو کر مسجد حرام میں داخل ہو اور طواف قدوم کی طرح کا طواف کرے، البتہ اس طواف میں اضطباع اور رمل نہ کرے، سات چکر مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل پڑھے۔ اگر صرف حج کا احرام تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا اور پہلے طواف قدوم کے بعد صفا و مروہ کی سعی کر چکا ہے تو وہی کافی ہے اور اگر حج تمتع کیا ہے تو دو رکعت پڑھنے کے بعد مقام سعی کی طرف بڑھے اور صفا و مروہ کے مابین اسی طرح سعی کرے، جیسا کہ پہلے مفصلاً بیان ہوا ہے۔ سعی سے فارغ ہونے کے بعد اس کا احرام پورے طور پر ختم ہے اور جو کام احرام کی وجہ سے اس کے لئے ناجائز ہوئے تھے اب سب جائز ہو گئے۔

پھر اسی دن منیٰ واپس آ جائے اور رات وہیں گزارے۔ گیارہ، بارہ، تیرہ یہ تین راتیں منیٰ میں گزارنا سنت ہے (مزید برآں) ایام تشریق کے پہلے دن **۱۱ ذوالحجہ** سورج ڈھلنے کے بعد پہلے جمرہ اولیٰ کو سات کنکریاں مارے جو کہ مسجد خیف کے قریب ہے ہر کنکری الگ الگ مارے اور پھر درمیانی جمرہ کی طرف چلے، اس کو بھی اسی طرح سات کنکریاں مارے پھر جمرہ عقبہ جو کہ آخری ہے کی طرف بڑھے۔ اس کو بھی سات کنکریاں مارے، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے، لیکن تیسری رمی کے بعد دعا کے لئے کھڑا نہ ہو۔ اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے پاس دعا نہیں کی تھی۔ دوسرے دن بھی زوال آفتاب کے بعد آئے اور تینوں جمرات کو اسی طرح کنکریاں مارے۔

اگر جلدی ہے تو غروب آفتاب سے پہلے مکہ چلا جائے اگر غروب تک وہاں رہا تو پھر دوسرے دن کنکریاں مارنا واجب ہے اور اگر جلدی نہیں ہے تو رات منیٰ میں رہے اور تیسرے دن زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارے اور پھر مکہ مکرمہ آئے اور جب گھر جانے کا ارادہ ہو تو آخری طواف یعنی طواف وداع کرے۔

مگر اس میں نہ رمل ہے نہ سعی اور اضطباع پھر دو رکعت مقام ابراہیم پر پڑھ کر آبِ زم زم پر آئیں اور قبلہ رو ہو کر خوب سیر ہو کر آب زمزم پئیں اور ہر سانس میں نظریں اٹھا کر اللہ کے پیارے گھر کو بھی تکتے رہیں۔ زمزم سے فارغ ہونے کے بعد مقام ملتزم پر آئیں۔ باب کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر بوسہ دیں اور پیکر عجز و انکسار بن کر دعا مانگیں:

”تیرے در کا سائل تجھ سے تیرے فضل اور مہربانیوں کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کی امید کرتا ہے۔“

بارگاہ الٰہی میں سجدہ شکر بجا لائیں جس نے آپ کو زندگی میں حج جیسی سعادت عظمیٰ سے نوازا ہے۔ جب طواف وداع، زمزم اور مقام ابراہیم سے فارغ ہو جائیں تو پھر حجر اسود کو بوسہ دے کر خانہ کعبہ کی جدائی پر زیادہ سے زیادہ حزن و ملال کی کیفیت اپنے دل میں پیدا کرے اور اگر اللہ نصیب فرما دے تو روتے ہوئے دل اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ ملتزم اور مقام ابراہیم پر دعا اس انداز سے مانگے کہ معلوم نہیں آئندہ ان مقدس مقامات کی

زیارت اور اللہ کے حضور ہاتھ پھیلانے کی یہ سعادت مجھے میسر ہوگی یا نہیں۔ یا اللہ! یہ حاضری میری زندگی کی آخری حاضری نہ ہو جب تک میری جان میں جان ہے مجھے بار بار حاضری کی توفیق عطا فرما اور میرا خاتمہ ایمان پر فرما۔ پھر بیت اللہ شریف کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے مسجد سے باہر نکلیں واپسی کے وقت اپنے آنے کی اطلاع گھر والوں کو آنے سے قبل دیں گھر میں آ کر دو رکعت نوافل پڑھیں پھر اعزا و اقارب، خدام اور دیگر متعلقین سے ملیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ جس نے آپ کو حج جیسی سعادت عظمٰی سے نوازا کیونکہ حج کی سعادت صرف دولت اور صحت کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کا حصول صرف اور صرف اللہ کی رحمت پر منحصر ہوتا ہے۔

لہٰذا حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد اب آپ کی زندگی کا نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ اس نئے دور کا نظام العمل اس پاکیزہ زندگی کی روشنی میں مرتب کیجئے جو آپ نے حرمین شریفین میں گزاری اور جس کی تعلیم حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دی ہے۔ خصوصیت سے نماز پنجگانہ کی پابندی، حسن اخلاق اور رزق حلال کمانے کا اہتمام اور اپنی روزمرہ زندگی کے معاملات میں وقتاً فوقتاً اپنا محاسبہ کرتے رہیں۔ اس راہ میں استقامت سب سے اہم عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت، ہیبت اور محبت کے باعث گرفتگی اور وارفتگی کے جو لمحات آپ کو دورانِ حج نصیب ہوئے اُن سے اپنے قلب کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی کوشش کرتے رہیں جس کی برکت سے اِن شاء اللہ رفتہ رفتہ آپ کی پوری زندگی اسلامی تعلیمات کے حسین قالب میں ڈھل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور دونوں جہانوں میں فلاحِ کامل نصیب فرمائے (آمین)۔

سوال ۱۴۰: حج کے پانچ دنوں (۸ ذوالحجہ تا ۱۲ ذوالحجہ) تک سرانجام دیئے جانے والے اُمور کی ترتیب کیا ہو گی؟

جواب: حج کے پانچ دنوں تک سرانجام دیئے جانے والے اُمور درج ذیل ہیں:

۸ ذوالحجہ

☆ غسل یا وضو کریں
☆ حج کرنے کی نیت کریں
☆ نمازِ فجر کے بعد احرام باندھیں
☆ دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے قریب ادا کریں
☆ آب زمزم پئیں
☆ ظہر سے پہلے منیٰ کے لئے روانہ ہو جائیں
☆ تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیں۔
☆ منیٰ میں نمازِ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ادا کریں
☆ منیٰ میں تمام رات قیام کریں
☆ **حج کا پہلا دن مکمل ہو گیا**

۹ ذوالحجہ

☆ نماز فجر منیٰ میں ادا کرنے کے بعد میدان عرفات جائیں۔ (اگر کسی وجہ

سے ۹ ذوالحجہ کے دن یا اس رات بھی کوئی عازم حج یہاں پہنچنے سے رہ جائے تو اس کا حج نہیں ہوگا)

☆ میدان عرفات میں نمازِ ظہر اور عصر ادا کریں

☆ سورج غروب ہونے تک میدان عرفات میں رہیں

☆ میدان عرفات میں نماز مغرب ادا نہ کریں

☆ سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ جائیں

☆ نمازِ مغرب اور عشاء مزدلفہ میں ایک ساتھ ملا کر ادا کریں

☆ ۷۰ کنکریاں اکٹھی کریں

☆ تمام رات مزدلفہ میں قیام کریں

☆ **حج کا دوسرا دن مکمل ہوگیا**

۱۰ ذوالحجہ

نماز فجر امام کے ساتھ مزدلفہ میں باجماعت ادا کریں اگر ممکن نہ ہو تو انفرادی ادا کریں۔

☆ سورج نکلنے کے بعد منیٰ جائیں

☆ جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو سات کنکریاں ماریں

☆ رمی سے فارغ ہونے کے بعد جانور کی قربانی کریں

☆ قربانی کے بعد سر منڈائیں یا بال کٹوائیں لیکن عورتیں قصر ہی کروائیں یعنی ایک پور کے برابر بال کٹوا دیں

☆ احرام کھول دیں

☆ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں جائیں

☆ طواف زیارت کریں

☆ دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے قریب ادا کریں

☆ آب زمزم پئیں

☆ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں

☆ مکہ مکرمہ میں قیام نہ کریں بلکہ واپس منیٰ جائیں

☆ **حج کا تیسرا دن مکمل ہوگیا**

۱۱ ذوالحجہ

☆ زوال کے بعد تینوں جمرات پر جا کر سات سات کنکریاں ماریں اور رمی جمرہ اولیٰ (چھوٹے شیطان) سے شروع کریں پھر جمرہ وسطیٰ (درمیانے شیطان) پر جائیں پھر جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) پر جائیں

☆ عبادت کے لئے منیٰ میں قیام کریں

☆ **حج کا چوتھا دن مکمل ہوگیا**

۱۲ ذوالحجہ

☆ زوال کے بعد تینوں جمرات پر جا کر سات سات کنکریاں ماریں

☆ سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ جائیں

☆ الوداعی طواف ادا کریں

☆ **الحمدللہ! آپ کا حج مکمل ہوگیا**

☆ اب آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی حاضری کیلئے تشریف لے جائیں۔

نوٹ: اگر کسی بیماری یا عارضہ کے سبب ۱۲ ذوالحجہ کو نماز مغرب سے قبل منٰی سے روانہ نہ ہو سکے تو ۱۳ ذوالحجہ کو بقیہ ۲۱ کنکریاں مار کر پھر روانہ ہوں۔

سوال ۱۴۱: احادیثِ مبارکہ میں کن کن مقامات پر نماز پڑھنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے؟

جواب: احادیثِ مبارکہ میں درج ذیل مقامات پر نماز پڑھنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص مسجد اقصٰی اور میری مسجد میں نماز پڑھے اسے پچاس ہزار نمازوں کا اور جو مسجد حرام میں نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔‘‘[۱]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں چاہتی تھی کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں داخل کیا اور فرمایا: حطیم میں نماز پڑھو اگر تم بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو یہ بھی اس کا ایک حصہ ہے لیکن تمہاری قوم نے کعبہ بناتے وقت

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها، باب ماجاء فى الصلوٰة فى المسجد الجامع، ۲: ۱۹۱، رقم: ۱۴۱۳

اسے چھوڑ دیا اور اسے کعبہ سے باہر کر دیا۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جس شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز ادا کی، گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔''[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری اس مسجد (مسجدِ نبوی) میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجدِ حرام کے۔''[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں، اس کے لئے جہنم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔''[4]

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب ماجاء فی الصلوة فی الحجر، ۳: ۲۲۵، رقم: ۸۷۶

(۲) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسک، باب فضل الطواف، ۳: ۴۴۴، رقم: ۲۹۵۶

(۳) بخاری، الصحیح، کتاب التطوع، باب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة، ۱: ۳۹۸، رقم: ۱۱۳۳

(۴) احمد بن حنبل، مسند، ۳: ۱۵۵، رقم: ۱۲۶۰

وَعَنْ أُسَيْدِ بن ظَهَيْر الأنصاري رضی الله عنه عنِ النبي صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: صَلاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاء كَعُمْرَةٍ. (۱)

''حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصہ میں ذوالحلیفہ پہنچے آپ سے کہا گیا کہ آپ بطحاء مبارکہ (برکت والی جگہ) میں ہیں۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی کنکریلی (پتھریلی) زمین میں اپنا اونٹ بٹھایا اور وہاں نماز پڑھی نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب اقامة الصلوة والسنة، فيها باب ماجاء في الصلاة فی مسجد قباء، ۲: ۱۸۹، رقم: ۱۴۱۱

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الحج، باب التعريس بذى الحليفه، والصلاة بها......، ۲: ۹۸۱، رقم: ۱۳۴۶

۶۔ حج و عمرہ اور جنایات سے متعلقہ مسائل

سوال۱۴۲: اگر کسی کے ذمہ قرض ہو تو کیا وہ شخص حج کر سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں! مقروض ہونے کی صورت میں پہلے قرض ادا کرنا لازم ہے، اس کے بعد حج کرے۔

سوال۱۴۳: والدین مقروض ہوں اور بیٹا صاحبِ حیثیت ہو تو کیا ایسی صورت میں بیٹے کا حج کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص اپنے ذاتی مال و دولت سے استطاعت رکھتا ہے تو حج اس پر فرض ہے اور فرض حج میں والدین کی اجازت ضروری نہیں بلکہ والدین کو ممانعت کا اختیار نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ حج کرے اگرچہ والدین منع کریں اور والدین کا مقروض ہونا اس شخص پر فرضیت حج میں خلل انداز نہیں۔

سوال۱۴۴: اگر کوئی صاحبِ حیثیت ہو اور اس کی اولاد بھی بالغ ہو چکی ہو تو ایسے شخص کے لئے پہلے حج کرنا ضروری ہے یا بچوں کی شادیاں؟

جواب: حج فرض ہے اور نکاح سنت، تو سنت کے لئے فرض چھوڑنا جائز نہیں اس لئے پہلے حج ادا کرنا چاہیے۔

سوال ۱۴۵: سفرِ حج میں نماز پڑھنے کے احکام کیا ہیں؟

جواب: حج میں اکثر طور پر حاجی صاحبان مسافر ہوتے ہیں تو ان پر احکام مسافر لاگو ہوں گے۔ البتہ عرفات میں جمع بین الصلواتین مشروع ہے کہ ظہر اور عصر باجماعت ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ اگر اکیلا یا اپنی الگ جماعت قائم کرنی ہو تو پھر جمع بین الصلواتین جائز نہیں ہے بلکہ ظہر اور عصر اپنے اپنے وقت پر پڑھنا ہو گا۔ اسی طرح مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز عشاء کے وقت میں ادا کرتے ہیں چاہے باجماعت ہو یا اکیلا دونوں کے لئے یہی حکم ہے۔[1]

سوال ۱۴۶: اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے میقات سے گزر جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے میقات سے گزر جائے تو وہ گنہگار ہوگا اور دَم دینا واجب ہوگا، لیکن اگر وہ شخص پانچ میقاتوں میں سے جس میقات پر آسانی سے لوٹ سکتا ہے، واپس آئے اور احرام باندھ لے تو پھر اس سے دَم بھی ساقط ہو جائے گا۔

سوال ۱۴۷: حج و عمرہ ایک احرام کے ساتھ کس حاجی کے لئے کرنا جائز ہے؟

جواب: حج و عمرہ ایک احرام کے ساتھ حج قِران کرنے والے حاجی کے لئے

(۱) ابن عابدین شامی، رد المختار، ۲: ۵۰۵

جائز ہے۔

سوال ۱۴۸: کیا حالتِ احرام میں عقدِ نکاح جائز ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں نکاح جائز ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں عقدِ نکاح کیا تھا درآنحالیکہ آپ محرم تھے۔(۱)

سوال ۱۴۹: کیا حالتِ احرام میں مردوں کے لئے موزے، بوٹ یا جوتے پہننا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں، حالتِ احرام میں مردوں کے لئے موزے، بوٹ یا جوتے پہننا جائز نہیں، اگر کسی (مرد) نے جوتے یا موزے پورے چار پہر پہنے تو اس پر دَم اور اگر اس سے کم پہنے تو صدقہ واجب ہے۔ البتہ حالتِ احرام میں مردوں کے لئے ایسا جوتا پہننا جائز ہے جس سے پاؤں کی اوپر والی ہڈی ڈھکی ہوئی نہ ہو، پاؤں کی انگلیاں اور ایڑی ڈھانپنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال ۱۵۰: کیا موسم سرما میں احرام کے اوپر سے گرم کپڑا اوڑھنا جائز ہے؟

جواب: موسم سرما میں احرام کے اوپر کمبل یا اونی چادر وغیرہ بغیر سلائی کے

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب المناسك، باب المحرم يتزوّج، ۳: ۱۱۱، رقم: ۱۸۴۴

اگرچہ دوچار ہوں اوڑھنے کی اجازت ہے بلکہ سوتے وقت اوپر سے روئی کا لبادہ چہرہ چھوڑ کر بدن پر ڈال لینا یا نیچے بچھا لینا بھی جائز ہے لیکن موسم سرما میں احرام کے اوپر سے گرم جبہ یا قمیص پہننا جائز نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک اعرابی کو حالتِ احرام میں جبہ پہنے ہوئے دیکھا تو اسے اتارنے کا حکم دیا۔

سوال ۱۵۱: اگر سوتے ہوئے سر اور چہرہ ڈھک جائے تو کیا اس صورت میں کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب: اگر سوتے ہوئے سر اور چہرہ ڈھک جائے تو اس صورت میں کفارہ لازم آئے گا سر اور چہرہ کا چوتھائی حصہ بھی کل کے حکم میں ہے اگر چوتھائی سر یا چہرہ کا چوتھائی حصہ ایک مکمل دن یا ایک مکمل رات چھپائے رکھا تو صدقہ لازم آئے گا اور چار پہر سے کم میں کفارہ کچھ نہیں البتہ گناہ ہے۔

سوال ۱۵۲: دورانِ احرام وضو کرتے، سر کھجاتے یا کنگھا کرتے وقت بال ٹوٹ جائیں تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: اگر وضو کرتے، سر کھجاتے یا کنگھا کرتے وقت بال ٹوٹ جائیں تو ایک بال کے بدلہ میں ایک مٹھی غلہ یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا اور دو بالوں کے بدلہ میں دو مٹھی غلہ یا دو ٹکڑے روٹی اور اگر تین سے زائد بال گرے تو صدقہ فطر کی مقدار خیرات کرے اور اگر بیماری کے سبب یا اَزخود بال گریں تو اس صورت میں کوئی کفارہ نہیں۔

سوال ۱۵۳: حالتِ احرام میں نزلہ، زکام یا فلو کی صورت میں رومال استعمال کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں نزلہ، زکام یا فلو کی صورت میں کپڑے کا رومال استعمال کرنے کی بجائے بغیر خوشبو والا ٹشو پیپر اگر میسر ہو تو استعمال کر لیا جائے۔

سوال ۱۵۴: کیا طواف کے سات چکروں میں اضطباع کرنا چاہیے؟

جواب: طواف کے سات چکروں میں اضطباع سنت ہے۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اضطباع کی حالت میں طواف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چادر مبارک تھی۔ (۱)

طواف کے بعد اضطباع نہ کرے لیکن اگر طواف کے بعد کی نماز میں اضطباع کیا تو مکروہ ہے اضطباع صرف اسی طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو اور اگر طواف کے بعد سعی نہ ہو تو اضطباع بھی نہیں، جیسے نفلی طواف۔

سوال ۱۵۵: کیا طواف کے سات چکروں میں رمل کرنا چاہیے؟

جواب: رمل صرف طواف کے پہلے تین چکروں میں سنت ہے، ساتوں میں کرنا مکروہ ہے لہٰذا پہلے میں رمل نہ کر سکا تو دوسرے اور تیسرے میں کرے اگر پہلے تین چکروں میں رمل نہ کیا تو باقی چار میں نہ کرے اور اگر رش کی وجہ سے

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاف مضطبعاً، ۳: ۲۱۴، رقم: ۸۵۹

رمل کا موقع نہ ملے تو رمل کی خاطر نہ رکے بلا رمل طواف کرے اور جہاں جہاں موقع ملے اتنی دور رمل کرے۔ اور اگر ابھی طواف شروع نہیں کیا ہے اور جانتا ہے کہ رش کی وجہ سے رمل نہیں کر سکے گا اور یہ بھی معلوم ہے کہ ٹھہرنے سے موقع مل جائے گا تو انتظار کرے۔

سوال ۱۵۶: اگر کسی نے طواف کرتے وقت سات کی بجائے آٹھ چکر لگا لئے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے طواف کرتے وقت سات چکر لگانے کے بعد آٹھواں جان بوجھ کر قصداً شروع کر دیا تو یہ ایک نیا طواف شروع ہو گیا اسے اب سات چکر مکمل کر کے ختم کرے لیکن اگر محض وہم اور وسوسہ کی بناء پر آٹھواں چکر شروع کیا کہ شاید ابھی چھ ہی ہوئے ہیں تو اسے سات چکر کر کے ختم کر دے اگر بعد میں خیال آئے کہ سات ہو چکے ہیں تو اسی پر ختم کر دے۔ اگلے سات چکر یعنی نیا طواف کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوال ۱۵۷: دورانِ طواف وضو ٹوٹ جانے یا نماز کا وقت ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: دوران طواف وضو ٹوٹ جانے یا نماز کا وقت ہو جانے کی صورت میں طواف وہیں چھوڑ کر وضو یا نماز پڑھنے چلا جائے اور واپس آ کر اگر چار چکر یا اس سے زیادہ کیے تو اس صورت میں اسی طواف پر بنا کرے یعنی جتنے چکر رہ گئے ہوں انہیں پورا کرے تو طواف پورا ہو جائے گا۔ پہلے چکر سے شروع

کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر طواف چار چکر سے کم کیا تو اس صورت میں طواف شروع سے کرنا ہوگا۔

سوال ۱۵۸: اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت، طوافِ قدوم، طوافِ وداع کے تین یا اس سے کم چکر بغیر وضو کے لگائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے طواف زیارت، طواف قدوم، طواف وداع کے تین یا اس سے کم چکر بغیر وضو کے لگائے تو ہر پھیرے کے بدلہ میں ایک صدقہ یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع جو، منقیٰ یا کھجور دینا واجب ہے لیکن اگر ان سب صورتوں میں وضو کر کے اس طواف کا اعادہ کر لیا تو کفارہ ساقط ہو گیا۔

سوال ۱۵۹: اگر کسی شخص نے بے وضو یا حالتِ جنابت میں پورا طوافِ زیارت کیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی شخص نے بے وضو پورا طوافِ زیارت کیا تو اس پر دَم یعنی ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے اور اگر حالتِ جنابت میں پورا طوافِ زیارت کیا تو اس صورت میں بَدنہ یعنی گائے یا اونٹ کی قربانی لازم ہے۔

سوال ۱۶۰: اگر کسی نے عمرہ کا طواف بے وضو کیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عمرہ کا طواف اگر کسی نے بے وضو کیا تو ایک دَم دینا لازمی ہے لیکن

اگر وضو کر کے اس کا اعادہ کر لے یعنی دوبارہ باوضو طواف کر لے تو دَم ساقط ہو جائے گا۔ خیال رہے کہ طواف عمرہ میں غلطی ہو جائے تو صدقہ یا بُدنہ لازم نہیں بلکہ دَم (قربانی) لازم ہے۔

سوال ۱۶۱: کیا طواف کے سات چکر مکمل کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر طواف کے سات چکر مکمل ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا ضروری ہے اور یہ احناف کے نزدیک واجب ہے۔ امام سرخسی اور دیگر ائمہ کرام نے لکھا ہے:

۱۔ وَهَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ عِنْدَ الْفِرَاغِ مِنَ الطَّوَافِ وَاجِب.(۱)

”طواف سے فراغت کے بعد یہ دو رکعتیں واجب ہیں۔“

۲۔ وَهَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ وَاجِبَتَانِ عِنْدَنَا.(۲)

”اور طواف کے بعد یہ دو رکعتیں ہم احناف کے نزدیک واجب ہیں۔“

طواف کی دو رکعت واجب نماز کا طواف سے متصل ادا کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، لیکن اگر یہ دو رکعت تاخیر سے بھی ادا کریں تو

(۱) سرخسی، المبسوط، کتاب المناسک، ۴: ۱۲

(۲) ۱۔ عینی، عمدۃ القاری، ۹: ۲۷۵

۲۔ الفتاوی الهندیه، ۱: ۲۲۶

واجب ادا ہو جائے گا، نیز عدم ادائیگی کی صورت میں دَم یعنی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

سوال ۱۶۲: وقوفِ عرفات کی طرف روانگی کا وقت کیا ہے؟

جواب: وقوف عرفات کی طرف روانگی کا وقت ۹ ذوالحجہ کو نماز ظہر کے بعد سے لے کر ۱۰ ذوالحجہ کی طلوع فجر تک ہے، کوئی بھی شخص حالتِ احرام میں حج کی نیت سے ان اوقات میں ایک لحظہ یا اس سے زیادہ کے لئے عرفات میں داخل ہو جائے تو اس کا حج ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص ان اوقات میں عرفات میں داخل نہیں ہوتا تو اس کا حج نہیں ہو گا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حج وقوفِ عرفہ کا نام ہے۔

وَمَنْ أَدْرَکَ عَرَفَة قَبْلَ أَنْ يَّطْلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَکَ الْحَجَّ. (۱)

’’اور جس نے (مزدلفہ کی) طلوع فجر سے پہلے پہلے عرفات کے وقوف کو پا لیا اس کا حج ادا ہو گیا۔‘‘

سوال ۱۶۳: عرفات میں ظہر اور عصر کے لئے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے لئے کتنی دفعہ اذان اور اقامت یعنی تکبیریں کہی جائیں؟

جواب: عرفات میں ظہر اور عصر کے لئے ایک اذان اور دو تکبیریں کہی جائیں

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب القراءات، باب ومن سورة البقرة، ۵: ۸۴، رقم: ۲۹۷۵

اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے ایک اذان اور ایک تکبیر کہی جائے۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک تکبیر کے ساتھ ادا کرنے کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں۔ مالک بن حارث نے ان سے کہا یہ کیسی نماز ہے؟ فرمایا کہ میں نے ان دونوں نمازوں کو اسی جگہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ہی اقامت سے پڑھا ہے۔[1]

سوال ۱۶۴: کیا مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان ترتیب اور جماعت شرط ہے؟

جواب: مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لئے ترتیب لازم ہے جبکہ جماعت شرط نہیں اگر تنہا بھی پڑھیں تو تب بھی دونوں نمازیں اکٹھی پڑھنا ہو گی۔

سوال ۱۶۵: مزدلفہ میں دونوں نمازیں اکٹھا پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مزدلفہ میں دونوں نمازوں مغرب و عشاء کو ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا کیا جاتا ہے۔ اذان و اقامت کے بعد پہلے مغرب کے تین فرض ادا کرنے ہوتے ہیں پھر سلام پھیرتے ہی فوراً عشاء کے فرض پڑھتے ہیں

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب المناسك، باب الصلاة بجمع، ۲: ۱۴۱، رقم: ۱۹۲۹

پھر مغرب کی سنتیں، اس کے بعد عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کرتے ہیں۔

سوال ۱۶۶: مزدلفہ میں واجب وقوف کا وقت کیا ہے اور وہاں کتنی دیر وقوف کرنا لازم ہے؟

جواب: مزدلفہ میں واجب وقوف کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک ہے۔ مقررہ وقت میں اگر کوئی یہاں سے ہو کر بھی گزر گیا تو وقوف ہو گیا، البتہ سنت یہ ہے کہ وقوف کو اتنا لمبا کیا جائے کہ صبح خوب روشن ہو جائے پھر یہاں سے روانگی ایسے وقت میں ہونی چاہئے جب سورج نکلنے میں دو رکعت نماز کا وقت باقی رہ جائے۔

سوال ۱۶۷: اگر کوئی شخص مزدلفہ میں وقوف نہ کر سکا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص مزدلفہ میں وقوف نہ کر سکا تو اس پر دَم لازم آئے گا لیکن اگر کمزور عورتیں یا چھوٹے بچے رش کے خوف سے وقت سے پہلے ہی منیٰ کو روانہ ہو گئے تو ان پر کوئی دَم نہیں۔

حضرت عبید اللہ بن ابی یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جن کو اپنے گھر والوں میں ضعیف شمار کر کے حضور نبی اکرم ﷺ نے پہلے ہی مزدلفہ روانہ کر دیا تھا۔[1]

---

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الحج، باب التعجیل من جمع، ۲: ۱۴۴، رقم: ۱۹۳۹

سوال ۱٦۸: دس ذوالحجہ کو رَمی کرنے کا وقت کیا ہے؟

جواب: ۱۰ ذوالحجہ کو رمی طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک سنت ہے۔ زوال سے لے کر غروب آفتاب تک مباح (جائز) ہے اور غروب آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ ہے اگر کسی عذر کے سبب رات میں رمی کی تو کراہت نہیں۔

سوال ۱٦۹: کیا حاجی اپنی رمی کے علاوہ کسی دوسرے حاجی کی طرف سے بھی رمی کر سکتا ہے؟

جواب: ہر حاجی کے لئے اپنے ہاتھ سے رمی کرنا واجب ہے البتہ ضعیف، کمزور یا بیمار یعنی ایسے لوگ جو کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے ہوں یا سواری میسر نہ ہو اور جمرات تک پیدل نہ جا سکتے ہوں یا جا تو سکتے ہوں مگر مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسے معذور حجاج اپنی جگہ کسی کو نائب مقرر کر سکتے ہیں۔ نائب کو چاہیے کہ پہلے وہ اپنی طرف سے رمی کرے یعنی سات کنکریاں مارے پھر دوسرے معذور حاجی کی طرف سے سات کنکریاں مارے۔

سوال ۱۷۰: کیا رمی کے لئے کنکریاں مسجد یا جمروں کے قریب سے جمع کرنا جائز ہے؟

جواب: رمی کے لئے کنکریاں مسجد یا جمروں کے قریب سے جمع کرنا مکروہ ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے:

قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَذِهِ الْجِمَارُ الَّتِی يُرْمٰی بِهَا كُلَّ عَامٍ

فَتَحْتَبُ أَنَّهَا تَنْقَصُ؟ فَقَالَ: مَا تُقُبِّلَ مِنْهَا رُفِعَ وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَرَأَيْتَهَا أَمْثَالَ الْجِبَالِ.[1]

''ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کنکریاں جنہیں ہر سال پھینکا جاتا ہے ہمیں لگتا ہے کہ یہ کم ہو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے جو مقبول ہوتی ہیں اٹھا لی جاتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تم انہیں پہاڑوں کی مانند دیکھتے۔''

اس وجہ سے فقہاء کرام نے وہاں سے کنکریاں اٹھانا مکروہ قرار دیا ہے۔[2]

سوال ۱۷۱: کیا ایک ہی دفعہ سات کنکریاں اکٹھی مارنا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں، ایک ہی دفعہ سات کنکریاں اکٹھی مارنا جائز نہیں۔ اگر سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو یہ ساتوں ایک کے قائم مقام ہوں گی، باقی چھ کنکریاں مزید مارنا واجب ہوگا۔

سوال ۱۷۲: کنکری جمرہ/ستون/ دیوار پر نہ لگنے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: اصل جمرہ، ستون، دیوار اس کی جڑ والی زمین ہے۔ اس لئے اگر کوئی کنکری جمرہ کی جگہ بنی ہوئی دیوار یا ستون سے تو نہ ٹکرائے مگر اس کے گرد بنے ہوئے احاطہ میں گر جائے تو رمی درست ہے لیکن اگر کنکری اس ستون یا دیوار

(۱) دار قطنی، السنن، ۲: ۳۰۰، رقم: ۲۸۸

(۲) حصکفی، الدر المختار، ۲: ۵۱۵

سے ٹکرا کر اس احاطہ سے باہر گر جائے تو وہ کنکری ضائع چلی گئی اس کی جگہ دوسری کنکری مارے۔

سوال ۱۷۳: بعض لوگ لکڑی یا جوتے سے رَمی کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں، لکڑی یا جوتے سے رمی کرنا جائز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عقبہ کی صبح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن لاؤ، میں چھوٹی چھوٹی سات کنکریاں چن لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: ہاں ایسی ہی کنکریاں مارو۔ پھر فرمایا: اے لوگو! تم دین میں زیادتی سے بچو کیونکہ تم سے پہلی اُمتیں دین میں زیادتی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔[1]

اس لئے رمی کرنے والے کو چاہیے کہ وہ راہِ اعتدال اختیار کرتے ہوئے چھوٹی کنکریاں مارے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوبیا کے دانہ کے برابر چھوٹی کنکریاں ماریں اور لوگوں سے فرمایا کہ لوبیا کے دانہ کے برابر کنکریاں حاصل کرو تاکہ جمرہ کو رمی کی جا سکے لہٰذا لکڑی، جوتے یا بڑے کنکر مارنے سے گریز کرے کیونکہ ایسا کرنے سے نقصان بھی ہوسکتا ہے لکڑی، جوتا یا بڑا کنکر کسی شخص کو بھی لگ سکتا ہے اور شدید نقصان کا موجب بن سکتا ہے۔ اسی لئے

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب المناسك، باب قدر حصى الرمى، ۳: ۴۸۰، رقم: ۳۰۲۹

حضور نبی اکرم ﷺ نے ہر معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی کا حکم دیا ہے۔

سوال ۱۷۴: اگر کسی شخص نے سات سے کم کنکریاں ماریں تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی شخص نے سات سے کم کنکریاں ماریں تو ہر کنکری کے عوض نصف صاع گیہوں کا صدقہ کرنا واجب ہو گا لیکن اگر ایک دن کی پوری رمی یعنی سات کنکریاں نہیں ماریں تو اس صورت میں دَم یعنی ایک بکری ذبح کرنا واجب ہے۔

سوال ۱۷۵: سر پر پتلی مہندی یا خضاب لگانے کی صورت میں مرد اور عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: سر پر پتلی مہندی یا خضاب لگانے کی صورت میں مرد کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر سر پر مہندی کا پتلا خضاب کیا کہ بال نہ چھپے تو ایک دَم یعنی ایک بکری ذبح کرے اور اگر گاڑھا خضاب لگایا کہ بال چھپ گئے اور چار پہر گزرے تو مرد پر دو دَم اور اگر چار پہر سے کم وقت گزرا تو ایک دَم اور ایک صدقہ (فطر کی مقدار) دینا لازم ہے۔

اسی طرح عورت نے سر پر مہندی لگائی تو ایک دَم اگرچہ مہندی سے سر کا چوتھائی حصہ کیوں نہ چھپا ہو لیکن اگر چوتھائی حصہ سے کم ہو تو صدقہ فطر کے برابر صدقہ ادا کرنا لازم ہے۔

سوال ۱۷۶: جنایات کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنایات، جنایہ کی جمع ہے جنایت جرم، غلطی، خطا اور قصور کو کہتے ہیں، حج وعمرہ کے بیان میں جنایت ہر اس فعل کو کہتے ہیں جو محرم سے بحالت احرام ظاہر ہو یا وہ جرم مراد ہیں جو زمین حرم سے تعلق رکھتے ہیں۔

سوال ۱۷۷: کفارہ جنایات کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: کفارہ جنایات کی تین اقسام ہیں:

۱۔ دَم ۲۔ بُدنہ ۳۔ صدقہ

سوال ۱۷۸: کن امور کے کرنے سے دَم واجب ہوتا ہے؟

جواب: دَم سے مراد پوری بکری، بھیڑ یا اونٹ، گائے وغیرہ کے ساتویں حصے کی قربانی ہے جن باتوں کی جزا میں دَم آتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حالتِ احرام میں پورے عضو یا اس سے زیادہ کو خوشبو لگانا۔

۲۔ خوشبو دار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو کا ہے اسی طرح تیل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو البتہ ان کے کھانے، ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے سے صدقہ واجب نہیں۔

۳۔ خالص خوشبو جیسے مشک، زعفران، لونگ، الائچی، دار چینی اتنی کھائی کہ منہ کے اکثر حصے میں لگ گئی۔

۴۔ خوشبو پکائے بغیر کھانے میں ڈالی گئی اور اس کے اجزاء کھانے میں

غالب ہوں۔

۵۔ سر پر مہندی کا پتلا خضاب کیا کہ بال نہ چھپے تو ایک دَم اگر گاڑھا خضاب کیا اور پورا دن یا پوری رات لگائے رکھی تو مرد پر دو دَم اور عورت پر بہر صورت ایک دم۔

۶۔ داڑھی میں مہندی لگانا

۷۔ پوری ہتھیلی یا تلوے میں مہندی لگانا

۸۔ حالتِ احرام میں سلا کپڑا پورا دن یا پوری رات پہنا تو دَم واجب ہے لگاتار کئی دن رہا تو بھی ایک دَم ہی واجب ہے اسی طرح پورے چار پہر موزے پہننا

۹۔ سر یا داڑھی کے چوتھائی بال یا زیادہ کسی بھی طریقے سے دور کیے تو دَم واجب ہے۔

۱۰۔ پوری گردن اور پوری ایک بغل کے بال صاف کرنا یہی حکم زیر ناف کا ہے۔

۱۱۔ ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کترنا یا بیس ناخنوں کو ایک ساتھ تراشنا

۱۲۔ طواف زیارت سے پہلے کسی مرد یا عورت سے شہوت کے ساتھ بوس و کنار کرنے اور بدن مس کرنے میں دَم واجب ہے۔

۱۳۔ وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوگیا اسے حج کی طرح پورا کرکے دَم دے اور آئندہ سال میں اس کی قضا کرے۔

۱۴۔ وقوف عرفہ اور حلق کے بعد جماع کرنا

۱۵۔ عمرہ میں چار پھیروں سے قبل جماع کیا، عمرہ جاتا رہا، دَم دے اور عمرہ کی قضا کرے اور چار پھیروں کے بعد کیا تو دَم دے عمرہ صحیح ہے۔

۱۶۔ عمرہ کرنے والے نے طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے جماع کیا تو دَم واجب ہے۔

۱۷۔ حج قران کرنے والے نے عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کیا تو حج وعمرہ دونوں فاسد ہوگئے مگر دونوں کے تمام افعال سرانجام دے اور دو دَم دے اور آئندہ سال حج وعمرہ کرے اگر عمرہ کا طواف کر چکا ہے اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد نہ ہوا۔ حج فاسد ہوگیا دو دَم دے اور آئندہ حج کی قضا دے اگر وقوف عرفہ کے بعد کیا تو نہ حج فاسد ہوا نہ عمرہ ایک بُدنہ اور ایک دَم دے اور ان کے علاوہ قران کی قربانی دے۔

۱۸۔ حدود حرم میں احرام کے بغیر داخل ہونا لیکن میقات واپس جا کر احرام باندھ لیا تو دَم ساقط ہو جائے گا۔

۱۹۔ پورا یا زیادہ تر طوافِ زیارت بے وضو کیا تو دَم واجب ہوگا طواف دہرانے سے دَم ساقط ہو جائے گا۔

۲۰۔ پورا یا زیادہ تر طوافِ عمرہ حیض و نفاس کی حالت میں یا بے وضو کرنا۔

۲۱۔ طوافِ قدوم یا وِداع کا اکثر حصہ چھوڑ دیا یا طواف وِداع بالکل چھوڑ دیا تو دَم واجب ہوگا البتہ حائضہ سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے اور طوافِ قدوم بالکل چھوڑ دینا مکروہ ہے مگر دَم واجب نہیں۔

۲۲۔ پوری سعی یا اکثر چکروں کو بلاعذر چھوڑنے یا سواری پر کرنے سے دَم واجب ہوگا پیدل اعادہ کرنے سے دَم ساقط ہو جائے گا۔

۲۳۔غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے نکل جانا لیکن غروب سے پہلے واپس آ کر غروب کے بعد نکلا تو دَم ساقط ہوگیا۔

۲۴۔ دسویں کی صبح مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کرنا۔

۲۵۔ کسی دن بھی کنکریاں نہ مارنا یا ایک دن کی پوری یا اکثر کنکریاں چھوڑ دینا۔

۲۶۔ حدودِ حرم سے باہر حلق کرنا یا رمی سے پہلے کرنا یا قارن و متمتع نے قربانی سے پہلے حلق کیا یا ان دونوں نے رمی سے پہلے قربانی کی۔

۲۷۔ سر منڈانے میں اس قدر تاخیر کرنا کہ قربانی کے دن گزر گئے۔

۲۸۔ طوافِ زیارت میں تاخیر کرنا۔

سوال ۱۷۹: اگر کوئی شخص کفارہ کے طور پر دَم یعنی بکری ذبح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص کفارہ کے طور پر دَم ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اس کے بدلہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں میں ہر

ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر ایک کو نصف صاع صدقہ دے۔

حضرت کعب بن عُجرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور میری پیشانی یا ابروؤں پر جوئیں بار بار گر رہی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سر منڈواؤ اور جانور قربانی کرو یا تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔‘‘(۱)

سوال ۱۸۰: کن اُمور کے کرنے سے بُدنہ واجب ہوتا ہے؟

جواب: بُدنہ سے مراد پوری گائے یا اونٹ ذبح کرکے صدقہ کر دینا ہے اور درج ذیل امور کے کرنے سے بُدنہ واجب ہوتا ہے:

۱۔ حیض و نفاس یا جنابت کی حالت میں طوافِ زیارت کرنا۔

۲۔ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق سے پہلے جماع کر لینا (مگر اس سے قضا ساقط نہیں ہوگی)۔

سوال ۱۸۱: کن اُمور کے کرنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے؟

جواب: صدقہ سے مراد کچھ گندم یا اناج وغیرہ کسی فقیر کو دینا ہے یہ صدقہ

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب القراءات، باب ومن سورة البقرة، ۵: ۸۴، رقم: ۲۹۷۴

’’صدقہ فطر‘‘ کے برابر گندم کا نصف صاع (پونے دو سیر) یا اس کی قیمت اور بعض صورتوں میں اس سے کم ہے۔

درج ذیل امور کے کرنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے:

۱۔ ایک عضو سے کم کو خوشبو لگانا۔

۲۔ ایک دن سے کم وقت سلا کپڑا پہننا۔

۳۔ ایک دن سے کم وقت سر کو ڈھانپے رکھنا۔

۴۔ سر کے یا داڑھی کے چوتھائی سے کم بال منڈانا۔

۵۔ سر، داڑھی، گردن، بغل اور زیر ناف کے سوا باقی اعضاء کے بال اتارنا۔

۷۔ حالت احرام میں کسی ایسے شخص کا سر مونڈنا جو حالت احرام میں ہو۔

۸۔ پانچ انگلیوں سے کم کے ناخن تراشنا ہر ناخن کے بدلے گندم کا نصف صاع (سوا دو سیر) دے گا۔

۹۔ طواف قدوم یا طواف صدر بے وضو کرنا۔

۱۰۔ تین جمروں میں سے ایک جمرے کی کوئی کنکری چھوڑ دینا، ہر کنکری کے بدلے نصف صاع ہوگا۔

جوں یا ٹڈی وغیرہ کو مارنے سے نصف صاع سے کم صدقہ واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں جو چاہے صدقہ کرے۔

اگر کسی نے حالت احرام میں خود شکار کیا یا شکاری کو شکار کے متعلق

بتایا تو اس پر جزا واجب ہے۔ جزا یہ ہے کہ جہاں اس کو شکار کیا ہے وہیں اس کی قیمت ٹھہرائی جائے قیمت اگر قربانی کے جانور کو پہنچ جائے تو اسے اختیار ہے چاہے جانور خرید کر ذبح کرے یا غلہ خرید کر صدقہ کرے۔

سوال ۱۸۲: حج کے فرائض و واجبات یا سنن میں سے اگر کوئی فرض، واجب یا سنت چھوٹ جائے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حج کے فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو حج ادا ہی نہیں ہوگا اور حج کے واجبات میں سے اگر کسی واجب کو چھوڑ دیا خواہ قصدًا چھوڑا یا سہوًا تو اس پر ایک قربانی لازم ہے اور اس کا حج باطل نہیں ہوگا۔

اور اسی طرح حج کی سنتوں میں سے اگر کوئی سنت چھوڑ دے تو اس سے نہ تو حج باطل ہوگا نہ قربانی لازم ہوگی البتہ حج کے ثواب میں کچھ کمی آ جائے گی۔

سوال ۱۸۳: احصار کا کیا معنی ہے؟

جواب: احصار کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں احصار سے مراد کسی ایسے سبب کا پیدا ہو جانا ہے جس کے باعث کوئی شخص احرام باندھنے کے بعد حج و عمرہ ادا نہ کر سکے اور ایسے عاجز شخص کو محصر کہتے ہیں۔ (۱)

(۱) ابن منظور افریقی، لسان العرب، ۴: ۱۹۵

سوال ۱۸۴: اِحصارِ حج کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں؟

جواب: حج یا عمرہ سے روکنے والے اسباب یہ ہو سکتے ہیں مثلاً بیماری ہے یا کسی نے قید کرلیا یا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ گیا یا عورت کے محرم یا شوہر کا انتقال ہو گیا یا دشمن یا درندہ یا نفل حج سے شوہر نے بیوی کو منع کر دیا یا عدت لازم آ گئی مثلاً عورت نے احرام باندھا اس کے بعد شوہر نے طلاق دے دی تو وہ عورت محصرہ ہے اگرچہ محرم بھی موجود ہو۔ محصر کا حکم یہ ہے کہ وہ حلال ہونے کے لئے قربانی کا جانور سرزمین حرم میں بھیجے کہ وہاں ذبح ہو یا قیمت بھیج دے کہ اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر دیا جائے۔ ذبح کے بعد یہ حلال ہو جائے گا۔ حلق اس میں شرط نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ حلق کے ساتھ حلال ہو۔ جس کے ذریعے حرم میں قربانی کرائی جائے لازم ہے کہ اس سے ذبح کی تاریخ اور وقت معین کرا لے۔ اس تاریخ اور وقت کے گزرنے کے بعد یہ احرام سے نکل جائے گا۔

احرام سے نکل جانے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ اس وقت پر قربانی نہیں ہوئی تھی تو دم لازم آئے گا۔ اور اگر حج کا وقت فوت ہوگیا اور اس کو مکہ مکرمہ پہنچ سکنے کی قدرت ہوگئی تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے گا اور اس عمرہ کو عمرۂ تحلل (ممنوعات احرام سے آزادی) کہتے ہیں اگر عمرۂ تحلل نہ کر سکے تو اس کا بدل یہ ہے کہ حرم شریف میں قربانی بھیجے، بعد قربانی کے حلال ہو جائے۔ بہرحال یہ قربانی بدل ہے اور حلال کرنے میں اصل حج یا عمرہ ہے۔ اس پر

قدرت نہ ہونے کی صورت میں بدل ہے۔

احصار کے بعد اگر اس سال حج فوت ہوگیا اور عمرہ تحلل بھی نہیں کر سکا تو آئندہ سال حج اور عمرہ تحلل کی بھی قضا کرے اور قران ہے تو ایک حج اور دو عمرے کرے یعنی ایک عمرہ قران کا اور ایک تحلیل کا۔

اس نے قربانی بھیجی اور عذر احصار جاتا رہا اور اس کو امید ہے کہ مجھے حج بھی مل سکتا ہے اور ہدی بھی مل سکتی ہے تو حج کرے۔ حج کے بعد یہ احرام سے نکل جائے گا اور اس ہدی کو چاہے تو صدقہ کردے یا فروخت کردے یا کسی کو ہبہ کردے اور اگر اس کی قربانی کر دی گئی اور یہ حلال ہوگیا تھا اور بعد میں اس کو قدرت حج پر حاصل ہوگئی تو نیا احرام باندھ کر یہ حج کرے کیونکہ قربانی کے سبب یہ حلال ہوگیا یعنی احرام سے نکل گیا تھا۔

اگر عورت کے ساتھ شوہر تھا یا محرم تھا اور وہ راستہ میں مر گیا اور مکہ معظّمہ وہاں سے تین دن یا زیادہ کی راہ ہے تو وہ محصرہ ہے جس کا حج فوت ہو گیا اس پر طواف صدر نہیں۔

سوال ۱۸۵: اگر کوئی شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ تو جائے لیکن مدینہ منورہ کی حاضری کے لیے نہ جائے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ جائے لیکن مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے نہ جائے تو ایسے شخص کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي، فَقَدْ جَفَانِي.[(۱)]

’’جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (قبرِ انور کی) زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ جفا کی۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بڑا واضح ہے بلکہ اُمت مسلمہ کے لئے کڑی تنبیہ بھی ہے کہ جس نے حج کی سعادت عظمیٰ حاصل کر کے حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نہ کی اس نے آپ ﷺ کے ساتھ جفا کی۔

(۱) سبکی، شفا السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۲۷

۷۔ حج اور عمرہ میں خواتین سے متعلقہ مسائل

سوال ۱۸٦: کیا عورت محرم کے بغیر سفر اور حج کر سکتی ہے؟

جواب: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ مسافت کا سفر تنہا طے کرے۔[۱]

پرانے وقتوں میں سفر بہت کٹھن اور پُر خطر ہوتے تھے، زیادہ تر سفر پیدل یا گھوڑوں اور اونٹوں پر کیا جاتا تھا؛ ایک شہر سے دوسرے شہر جانے میں کئی کئی ہفتے صرف ہوجاتے تھے۔ اِس لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو تنہا تین دن سے زیادہ کا سفر کرنے سے منع فرما دیا تاکہ اُس کی عفت و عصمت کی حفاظت ہو؛ بلکہ ایک روایت میں تو 'دو دن' کے الفاظ بھی ہیں۔[۲] اِنہی سفری تکالیف اور خطرات کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو تنہا حج کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) طبرانی، المعجم الأوسط، ٦:٢٦٧، رقم: ٦٣٤٦

(۲) ابن خزیمہ، الصحیح، ۴:۱۳۴، رقم: ۲۵۲۲

’’مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند یا کسی محرم کے بغیر حج کرے۔‘‘(۱)

اِنہی اَحادیث اور اَحکامِ شریعت کی روشنی میں وضع کیے گئے سعودی عرب کے مروّجہ قوانین کے مطابق کسی عورت کو مَحرم کے بغیر حج یا عمرہ کا ویزا ہی جاری نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا موجودہ دور میں عورت کا مَحرم کے بغیر حج یا عمرہ کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

البتہ ہمیں اُس عِلّت اور پس منظر کا بھی جائزہ لینا چاہیے جس کی بنا پر عورت کو مَحرم کے بغیر تین دن سے زیادہ مسافت کا سفر اور حج کرنے سے منع فرمایا گیا۔ درحقیقت منع کا یہ حکم اِس لیے دیا گیا تھا کہ قدیم زمانے میں سفر بہت کٹھن اور پُرخطرات ہوتے تھے۔ سفر پیدل یا جانوروں پر کیا جاتا تھا اور کئی کئی ہفتے اور مہینے سفر میں صرف ہوتے تھے۔ نیز دورانِ سفر چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کا بھی بہت زیادہ خطرہ ہوتا تھا۔ اندریں حالات عورت کی عصمت و حفاظت اور سفری تکالیف و خطرات کے پیشِ نظر اسے اکیلے سفر کرنے سے منع فرما دیا گیا۔ مَحرم درحقیقت حفاظت کے لیے ہوتے تھے۔ آج ذرائعِ مواصلات بہت ترقی کر گئے ہیں۔ بے شمار سفری سہولیات و آسانیاں میسر آ چکی ہیں۔ دورانِ سفر سکیورٹی وغیرہ کے مسائل بھی نہیں رہے اور حج کی ادائیگی کا باقاعدہ نظام ترقی پا چکا ہے۔ حکومتی سطح پر گروپ تشکیل دیے جاتے ہیں جو مَحرم کی طرح ہی خواتین کو تحفظ فراہم کرتے ہیں اور خواتین کو اُس طرح کے مسائل و خطرات

(۱) طبرانی، المعجم الکبیر، ۸: ۲۶۱، رقم: ۸۰۱۶

کا سامنا نہیں کرنا پڑتا جو پرانے وقتوں میں درپیش ہوتے تھے۔ گویا ریاست کی طرف سے ملنے والی سکیورٹی اور سیفٹی مَحرم بن گئے ہیں کیونکہ حکمِ مَحرم کی حکمت یہی تھی۔ لہٰذا اِن سفری سہولیات کے ساتھ جب عورت عورتوں کے گروپ میں یا ایک ایسے گروپ میں جہاں مرد و خواتین اکٹھے ہوں لیکن فیملیز ہوں اور خواتین کی کثرت ہو تو یہ اِجتماعیت مَحرم کا کردار ادا کرتی ہے۔ اِن حالات میں عورت کے لیے مَحرم کے بغیر سفر کرنا ناجائز نہیں رہتا چاہے وہ (تین دن سے زیادہ مسافت کا) عام سفر ہو یا سفرِ حج اور عمرہ۔

سوال ۱۸۷: مَحرم میں کون سے لوگ شامل ہیں؟

جواب: والد، دادا، نانا، بیٹا، نواسہ، پوتا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، ماموں اور سسر کے علاوہ باقی سب غیر محرم ہیں خواہ جیٹھ، دیور، پھوپھی کا بیٹا یا خالہ کا بیٹا اور بہنوئی ہو۔

سوال ۱۸۸: کیا عورت خاوند کی اجازت کے بغیر حج ادا کر سکتی ہے؟

جواب: مرد کی طرح عورت پر بھی حج فرض ہے، اس لئے حج کی ادائیگی کے لئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں۔ یہی درست ہے کہ یہ فریضہ فوراً ادا کیا جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ بَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَّةِ اللهِ. (۱)

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔''

(۱) ابن ابی شیبہ، المصنف، کتاب الجهاد، رقم: ۳۳۰۴۶

لٰہذا عورت کو چاہیے کہ جب اَسباب و سائل موجود ہوں تو فریضۂ حج ادا کرے۔

سوال ۱۸۹: کیا دورانِ عدت عورت حج پر جا سکتی ہے؟

جواب: اگر عورت عدت میں ہے تو وہ عدت چھوڑ کر حج پر نہیں جا سکتی۔ قرآن حکیم میں ہے:

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ م بُيُوْتِهِنَّ.(۱)

’’اور انہیں اُن کے گھروں سے باہر مت نکالو۔‘‘

لٰہذا عدت وفات کی ہو یا طلاق کی، عورت حج پر نہیں جا سکتی۔

سوال ۱۹۰: کیا حج و عمرہ کے سفر میں شرعی اعتبار سے حیض روکنے کی دوائی کا استعمال جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! خواتین اس مبارک سفر میں ایسے عارضہ سے بچنے کے لئے ادویات استعمال کرسکتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب پوچھا گیا:

’’کیا عورت ایسی دوا استعمال کرسکتی ہے جس کی وجہ سے وہ واپسی تک حیض سے محفوظ رہے۔‘‘

انہوں نے فرمایا:

(۱) الطلاق، ۶۵:۱

’’میں اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا بلکہ فرمایا اس سلسلہ میں پیلو کا پانی مفید ہوتا ہے۔‘‘

سوال ۱۹۱: مرد اور عورت کے احرام میں کیا فرق ہے؟

جواب: مرد احرام میں سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا لیکن عورت کو جائز ہے کہ وہ سلے ہوئے کپڑے پہنے۔ جس طرح کہ احرام سے پہلے روزمرہ زندگی میں اس کا معمول تھا۔ ہاں، البتہ اپنا چہرہ کھلا رکھے گی کیونکہ عورت کا احرام اس کے چہرہ میں ہے۔ البتہ سر پر دوپٹہ اوڑھنا لازم ہے جبکہ مرد کا احرام سر اور چہرہ دونوں میں ہے۔ لہٰذا مرد کپڑے سے دونوں کو نہیں ڈھانپ سکتا۔

سوال ۱۹۲: کیا عورت حالتِ حیض و نفاس میں احرام باندھ سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! عورت حالتِ حیض و نفاس میں احرام باندھ سکتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نفاس اور حیض والی عورتیں غسل کر کے احرام باندھیں اور تمام مناسک حج ادا کریں سوائے طوافِ کعبہ کے، جب تک کہ پاک نہ ہو جائیں۔[1]

سوال ۱۹۳: حائضہ دورانِ حج کون سے اُمور ادا کر سکتی ہے اور کون سے نہیں؟

جواب: حائضہ دوران حج منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں قیام، ذکر، وقوف، رمی،

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب ما جاء تقضی الحائض من المناسک، ۳: ۲۸۲، رقم: ۹۴۶

جمار اور قربانی کر سکتی ہے۔ علاوہ ازیں مسجد کے بیرونی صحن میں بیٹھ کر ذکر اذکار اور دعائیں مانگی جا سکتی ہیں لیکن طواف نہیں کر سکتی۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے حالتِ حیض و نفاس والی عورت کے بارے میں فرمایا کہ ''وہ طواف کے سوا (حج کے) تمام ارکان ادا کرے۔''(۱)

سوال ۱۹۴: حرمین شریفین میں بعض خواتین مردوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتی ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حرمین شریفین میں خواتین نماز میں مردوں کی طرف مسجد میں پہنچتی ہیں اگرچہ وہاں عورتوں کے لئے دروازہ بھی مخصوص ہے اور نماز کی جگہ بھی الگ متعین ہے مگر خاص حج کے دنوں میں حاجیوں کی بے انتہا کثرت کی وجہ سے وہ اپنی جگہ نہیں پہنچ پاتیں اس لئے مردوں ہی کے درمیان کھڑی ہو کر نماز شروع کر دیتی ہیں ایسا کرنا جائز نہیں۔

یاد رہے کہ جس طرح خواتین کو اپنے وطن میں گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے اسی طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی ان کو نماز گھر میں بغیر جماعت کے پڑھنا افضل ہے اور مسجد حرام میں اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز کا جو اجر مردوں کو ملتا ہے، یہی ثواب عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے سے مل جاتا ہے۔ اس لئے وہاں کے قیام کے دوران عورتوں کو اپنی قیام گاہ ہی میں نماز

---

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب المناسك، باب الحائض تقضى المناسك الا لطواف، ۳: ۴۴۷-۴۴۸، رقم: ۲۹۶۳

پڑھنا چاہئے، البتہ جب بیت اللہ کی زیارت یا طواف کرنے کے لئے مسجد حرام میں اور سلام کی غرض سے مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوں اور نماز کا وقت ہو جائے تو عورتوں کی مقررہ جگہ پر نماز باجماعت پڑھ لیں۔

لیکن یاد رہے کہ اگر کوئی عورت اتفاقی طور پر عین نماز کے وقت مردوں کی صفوں میں پھنس جائے اور نکلنا مشکل ہو تو اس وقت اس کو بغیر نماز کے جہاں بھی ہو خاموش بیٹھ جانا چاہئے اور جماعت میں ہرگز شامل نہ ہو کیونکہ مردوں کے برابر میں جماعت میں شامل ہونے سے دائیں بائیں کے ایک ایک مرد کی اور پیچھے کے ایک مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا جب امام نماز سے فارغ ہو جائے تو تنہا کسی مناسب جگہ پر حتی الامکان مردوں سے الگ ہو کر نماز ادا کر لے۔

اگر دوران طواف اتفاقاً نماز کا وقت ہو جائے تو اذان ہوتے ہی جلد ہی طواف پورا کر کے، عورتوں کی مقررہ جگہ پہنچ کر جماعت سے نماز پڑھ لیں اگر طواف ختم کر کے مناسب جگہ پہنچنا ممکن نہ ہو تو طواف کو درمیان میں چھوڑ دیں اور نماز کے بعد اسی جگہ سے طواف شروع کر کے مکمل کر لیں جس جگہ سے چھوڑا تھا۔

سوال ۱۹۵: اگر عورت حج کے دوران چہرے کا پردہ کرنے کے لئے کسی چیز یا پنکھے کا استعمال کرتی ہے تو ایسی صورت میں وہ چیز یا پنکھا ماتھے،

ناک یا منہ کو مس کر لے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
عورت حالتِ احرام میں نقاب اور دستانے نہ پہنے۔[۱]

اگر عورت حج کے دوران چہرے کا پردہ کرنے کے لئے کسی چیز یا پنکھے کا استعمال کرتی ہے تو ایسی صورت میں اسے احتیاط کرنا ہوگی کہ جس چیز یا پنکھے وغیرہ سے وہ چہرہ ڈھانپ رہی ہے وہ ماتھے، ناک یا منہ کو مس نہ کرے کیونکہ چہرے کے ساتھ مس ہونے کی صورت میں اس عورت پر صدقہ فطر کے برابر صدقہ ادا کرنا واجب ہو گا۔

سوال ۱۹۶: کیا عورت مرد کی طرح اونچی آواز میں تلبیہ کہہ سکتی ہے؟

جواب: جی نہیں! عورت مرد کی طرح اونچی آواز میں تلبیہ نہیں کہہ سکتی البتہ اتنی آواز میں کہنا جائز ہے جسے وہ خود سن لے۔

سوال ۱۹۷: اگر عورت حالتِ احرام میں بال کاٹے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر عورت حالتِ احرام میں پورے یا ایک چوتھائی سر کے بال انگلی کے ایک پور کے برابر کاٹے تو دَم یعنی بکری کی قربانی دے اور اس کے کم میں صدقہ یعنی ''صدقہ فطر'' کے برابر گندم کا نصف صاع یا اس کی قیمت ادا کرے۔

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب ما جاء فی مالأکوز للمحرم، ۳: ۱۹۴-۱۹۵، رقم: ۸۳۳

سوال ۱۹۸: طواف کے دوران اگر عورت حائضہ ہو جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: طواف کے دوران اگر عورت حائضہ ہو جائے تو وہیں سے طواف چھوڑ دے۔ اگر عمرہ یا حج کا طواف تھا تو پاک ہونے کے بعد مکمل کرے اور اگر نفلی طواف شروع کر دیا تھا تو بھی بعد میں اسے ادا کرے کیونکہ اگر کوئی نفلی کام شروع کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تو اسے مکمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

سوال ۱۹۹: اگر کسی عورت نے حالتِ حیض و نفاس میں یا بے وضو طواف کیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر عورت نے حالتِ حیض و نفاس میں یا بے وضو مکمل طواف یا چار پھیرے کیے تو دَم دے اور چار پھیرے سے کم بے وضو کیا تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ دے۔

سوال ۲۰۰: کیا خواتین بھی مردوں کی طرح رمل کریں گی؟

جواب: جی نہیں، خواتین مردوں کی طرح رمل نہیں کریں گی۔ یہ صرف مردوں کے لئے سنت ہے۔

سوال ۲۰۱: کیا وقوفِ عرفات کے لئے حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے؟

جواب: جی نہیں، عورت کو ایامِ حج میں حیض کا آنا اِن اُمور کی ادائیگی کے لئے

رکاوٹ نہیں: وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ اور رمی جمار۔

سوال ۲۰۲: عورت کے لئے حج کے دوران سر کے کتنے بال کٹوانے کا حکم ہے؟

جواب: عورت پر انگلی کی ایک پور کے برابر بال کٹوانا لازم ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ.(۱)

”حلق (سر منڈانا) عورتوں کے لئے نہیں ہے، عورتوں کے لئے تقصیر (انگلی کے ایک پور کے برابر بال کاٹنا) ہے۔“

خواتین کو قصر سے وہی ثواب ملے گا جو مردوں کو حلق کروانے سے ہوتا ہے۔

سوال ۲۰۳: اگر کسی خاتون کو طوافِ زیارت/ افاضہ کرنے سے پہلے حیض آ جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی عورت کو طواف زیارت کی ادائیگی سے پہلے حیض آ گیا تو وہ طواف نہ کرے بلکہ اس وقت تک تاخیر کرے جب تک کہ پاک نہ ہو جائے اگرچہ ایام نحر گزر جائیں اور اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دَم لازم نہیں آئے گا البتہ ایام نحر میں پاک ہونے کے بعد اس کو اتنا وقت مل گیا تھا کہ طواف کے

---

(۱) ابو داؤد، السنن، كتاب المناسك، باب الحلق والتقصير، ۳: ۱۵۷، رقم: ۱۹۸۵

اکثر چکر یہ ادا کر سکتی تھی اور پھر اس نے تاخیر کی تو دَم لازم آئے گا۔ اور اگر اس نے وقوف عرفات اور طواف زیارت ادا کر لئے اور طواف وداع کے وقت اس کو حیض آ گیا تو طواف وداع اس سے ساقط ہو جائے گا اور اس پر کوئی فدیہ بھی واجب نہ ہو گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا گیا کہ حضرت صفیہ بنت حیّی کو اَیامِ منیٰ میں حیض آ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: انہوں نے طوافِ زیارت کر لیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب کوئی بات نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عورت طوافِ زیارت کر چکے اور پھر اسے حیض آئے تو وہ چلی آئے تو اس صورت میں اُس پر کچھ واجب نہیں۔ (۱)

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب ما جاء فی المراة تحیض بعد الاضافة، ۳: ۲۸۰، رقم: ۹۴۳

۸۔ قربانی اور اُس کے مسائل

سوال ۲۰۴: قربانی کس تاریخی واقعہ کی یادگار ہے؟

جواب: قربانی اس عظیم الشان واقعہ کی یادگار ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جو انہیں بڑھاپے میں عطا ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا کے حصول کی خاطر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور دوسری طرف فرمانبردار صابر و شاکر بیٹا اپنے والدِ گرامی کی زبان سے یہ اشارہ سن کر کہ اس کے رب نے اس کی جان کی قربانی طلب کی ہے، اسی لمحہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ رب العزت کو حضرت ابراہیم اور ان کے بیٹے کی یہ ادا بہت پسند آئی۔ قربانی قبول ہوئی مگر بیٹے کی جان بخش دی گئی اور اس کی جگہ ایک مینڈھا قربان کر دیا گیا چنانچہ آج تک آپ علیہ السلام کا ذکر اور قربانی کی صورت میں آپ علیہ السلام کی یادگار موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی۔ قدرت نے اس یادگار کو فرضیت ولزوم کا درجہ دے کر ایسا مستحکم انتظام فرما دیا ہے کہ اسے کسی بھی سازش اور بے جا منفی تاویلوں سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔

سوال ۲۰۵: عید الاضحیٰ اور حج کے موقع پر کی جانے والی قربانی میں کیا فرق ہے؟

جواب: عیدالاضحیٰ اور حج کے موقع پر کی جانے والی قربانی میں فرق یہ ہے کہ حج افراد ادا کرنے والے کے علاوہ حج کی قربانی غنی، فقیر سب پر واجب ہے جبکہ عید الاضحیٰ کی قربانی فقط غنی پر واجب ہے فقیر پر نہیں۔

سوال ۲۰۶: کیا حج اِفراد، قِران، تَمَتُّع کرنے والوں میں سے ہر ایک پر قربانی واجب ہے؟

جواب: حج افراد کرنے والے پر قربانی دینا مستحب ہے اگرچہ غنی ہو، جبکہ حج قران اور حج تمتع کرنے والوں پر قربانی دینا واجب ہے اگرچہ فقیر ہی ہو۔

سوال ۲۰۷: اگر کوئی شخص قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ وہ قربانی کے بدلہ میں دس روزے رکھے، تین حج کے مہینے میں احرام باندھ کر اور باقی سات روزے حج سے فارغ ہونے کے بعد جہاں چاہے رکھے لیکن گھر پہنچ کر رکھنا بہتر ہے۔ ان روزوں کو مسلسل یا الگ الگ رکھنا دونوں طرح جائز ہے۔

سوال ۲۰۸: کیا قربانی کی قیمت کے عوض صدقہ و خیرات کرنا جائز ہے؟

جواب: جس پر قربانی واجب ہے خواہ شکرانے کی یا کسی جنایت وقصور کی، اس کے لئے اس کے عوض صدقہ و خیرات کرنا جائز نہیں۔

سوال ۲۰۹: کیا ھدِی کے جانور کو سرزمین حرم کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کرنا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں! ھدی کے جانور کو سرزمین حرم کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کرنا جائز نہیں۔ اس کے وجوب کی صورت میں حاجی بغیر قربانی کئے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح وطن واپس آ کر ایک جانور کی جگہ ہزار جانور بھی قربان کرے تو واجب ادا نہیں ہوگا کیونکہ اس کے لئے حرم کی سرزمین شرط ہے۔

سوال ۲۱۰: کیا قربانی سے پہلے حلق کروانا (سر منڈانا) جائز ہے؟

جواب: جی نہیں! قربانی سے پہلے حلق کروانا (سر منڈانا) جائز نہیں۔

سوال ۲۱۱: قربانی کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قربانی دینے والے کا اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے۔ اگر خود جانور ذبح نہ کرسکتا ہوتو کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ جانور ذبح کرسکتا ہے مگر اجازت ضروری ہے، اور سنت یہ ہے کہ اپنے سامنے قربانی کروائے۔ بھوکا، پیاسا جانور ذبح نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کے سامنے چھری تیز کی جائے۔ جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے کھال نہ اتاریں، جانور کو قبلہ رُو پہلو پر لٹائیں اور

داہنا پاؤں اس کے شانے پر رکھیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عید کے دن حضور نبی اکرم ﷺ نے دو مینڈھے ذبح فرمائے اور انہیں قبلہ رخ کر کے عرض کیا:

إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْن، اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن، لَا شَرِیْكَ لَهُ وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.(۱)

’’بے شک میں نے اپنا رُخ (ہر سمت سے ہٹا کر) یکسوئی سے اس (ذات) کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور (جان لو کہ) میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور میرا حج اور قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں (جمیع مخلوقات میں) سب سے پہلا مسلمان ہوں۔‘‘

پھر اَللّٰھُمَّ مِنْکَ بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَکْبَر پڑھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کرے۔ اگر اپنی قربانی کا جانور ذبح کرے تو ذبح کرنے کے بعد پڑھے:

---

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب الأضاحی، باب أضاحی رسول الله ﷺ، ۳: ۵۳۰، رقم: ۳۱۲۱

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلُ مِنِّیُ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنُ خَلِیُلِکَ اِبُرَاھِیُم علیہ السلام **وَحَبِیُبِکَ مُحَمَّد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

اگر دوسرے کی قربانی کا جانور ذبح کرے تو مِنّی کی جگہ مِنُ پڑھ کر اس کا نام لے۔

سوال ۲۱۲: کتنی عمر کا اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ قربانی کے لئے جائز ہے؟

جواب: اونٹ کے لئے پانچ سال، گائے کے لئے دو سال اور بکرے کے لئے ایک سال کا ہونا ضروری ہے، اگر عمر اس سے ایک دن بھی کم ہوئی تو قربانی جائز نہیں ہو گی اگرچہ بھیڑ اور دنبہ کے لئے بھی ایک سال کا ہونا ضروری ہے مگر اس میں یہ رعایت دی گئی ہے کہ اگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ عمر ہے مگر اتنے فربہ اور صحت مند ہیں کہ دیکھنے میں ایک سال کے محسوس ہوتے ہیں تو ان کی قربانی جائز ہے۔

سوال ۲۱۳: کن جانوروں کی قربانی کرنا جائز نہیں؟

جواب: حدیث مبارکہ کی روشنی میں درج ذیل چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں:

۱۔ اندھا جس کا اندھا پن ظاہر ہے۔

۲۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو رہی ہو۔

۳۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔

۴۔ لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔[1]

سوال ۲۱۴: گائے اور اونٹ کی قربانی میں کتنے لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب: گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ (کے مقام) میں ہم لوگوں نے اونٹ اور گائے دونوں کو سات سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کیا تھا۔[2]

چاہے سب قربانی کرنے والے ہوں اور چاہے بعض قربانی کرنے والے اور بعض عقیقہ کرنے والے لیکن کسی ایسے شخص کا حصہ نہیں ڈال سکتے جو محض گوشت کے حصول کے لئے شریک ہو رہا ہو کیونکہ اس طرح کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

سوال ۲۱۵: قربانی کے گوشت کی تقسیم کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا افضل ہے۔ اس کی تقسیم کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک حصہ فقراء و مساکین کے لئے، دوسرا دوست

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الأضاحى، باب مايكره أن يضحى به، ۳: ۵۴۲، رقم: ۳۱۴۴

(۲) ابن ماجه، السنن، كتاب الأضاحى، باب عن كم تجزى البدنة والبقرة، ۳: ۵۳۶، رقم: ۳۱۳۲

و احباب اور اعزاء و اقارب کے لئے جبکہ تیسرا گھر والوں کے لئے مختص کیا جائے۔

سوال ۲۱۶: کیا قربانی کے جانور کی کھال اور گوشت قصاب کو بطور اجرت دینا جائز ہے؟

جواب: قربانی کے جانور کی کھال اور گوشت وغیرہ قصاب کو بطور اجرت دینا جائز نہیں۔ اجرت علیحدہ دینی چاہیے۔

سوال ۲۱۷: قربانی کی کھال کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: قربانی کی کھال اگر کوئی شخص اپنے ذاتی مصرف میں لانا چاہے تو لاسکتا ہے مثلاً جائے نماز بنا لے۔ تمام فقہاء کرام کے نزدیک ایسا جائز ہے۔ لیکن اگر فروخت کریں تو اس کی قیمت مناسب مصرف میں استعمال کی جائے اور ہرگز اپنے پاس نہ رکھی جائے۔

یہ کھالیں کسی بھی فلاحی و دینی کام میں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ غربا و مساکین کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والے بااعتماد فلاحی ادارے کو دی جاسکتی ہیں۔ غریب و مستحق طلبا کی تعلیم پر خرچ کی جاسکتی ہیں۔ بیمار لوگوں کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے لیے خرچ کی جاسکتی ہیں۔

سوال ۲۱۸: ذبیحہ (قربانی کے جانور) کے کن اعضاء کو کھانے سے منع کیا گیا ہے؟

جواب: ذبیحہ یعنی ذبح شدہ جانور کے سات اعضاء کو کھانے سے منع کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ مرارہ (پِتہ)
۲۔ مثانہ
۳۔ محیاۃ (شرم گاہ)
۴۔ آلہ تناسل
۵۔ خصیے
۶۔ غدود
۷۔ دمِ مسفوح (بہتا ہوا خون)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: اَلْمَرَارَة، والْمَثَانَةَ، والْمَحْيَاة، والذَّكَرَ، وَالْاُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، والدَّمَ، وَكَانَ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مُقَدَّمُهَا. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ ذبیحہ کے سات اعضاء کو مکروہ شمار کرتے تھے جو یہ ہیں: مرارہ (پِتہ)، مثانہ، محیاۃ (شرم گاہ)، آلہ تناسل، دو خصیے، غدود اور خون۔ آپ ﷺ کو بکری کا مقدم حصہ زیادہ پسند تھا۔‘‘

(۱) طبرانی، المعجم الاوسط، باب الیاءِ من اسمهٗ یعقوب، ۱۰: ۲۱۷، رقم: ۹۴۷۶۔

۹۔ زیارتِ مدینہ منورہ اور اس کی فضیلت

سوال ۲۱۹: مدینہ منورہ اور اہل مدینہ کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: مدینہ منورہ کائنات ارض و سماوات کا وہ نگینہ ہے، جہاں ہر لمحہ آسمان سے رحمت کی رم جھم برستی رہتی ہے، ساکنانِ مدینہ سائبان کرم میں رہتے ہیں اہل مدینہ کو مدینہ کا شہری ہونے کے باعث بے پناہ فضیلت حاصل ہے۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے شب و روز کا ہر لمحہ حضور نبی اکرم ﷺ کی چادرِ رحمت کے سائے میں گزرتا ہے، حضور نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا حصار انہیں اپنے دامنِ عطاء و بخشش میں چھپا لیتا ہے۔ اہل مدینہ کو بتقاضائے بشریت اگر کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس پر صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حرف شکوہ زبان پر نہیں آنے دیتے تو ایسے اہل مدینہ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ’’جو شخص مدینہ منورہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا قیامت کے روز میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔‘‘(۱)

اہل مدینہ سے برائی کرنا تو درکنار برائی کا ارادہ کرنے والے کو بھی

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ والصبر علی لأوائھا، ۲: ۱۰۰۴، رقم: ۱۳۷۷

جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہل مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ میں) اس طرح پگھلائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔‘‘(۱)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر دلنواز مدینہ منورہ کے رہنے والوں کا ادب و احترام بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت و تعلق کی وجہ سے لازم ہے جو ایسا نہیں کرے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان سمٹ کر مدینہ طیبہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔(۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ایسا کرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اللہ کے سامنے اس کی شہادت دوں گا۔(۳)

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب من أراد أهل المدینة بسوء أذا به الله، ۲: ۱۰۰۷، رقم: ۱۳۸۶

(۲) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب فضل المدینة، ۳: ۵۲۴، رقم: ۳۱۱۱

(۳) ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب فضل المدینة، ۳: ۵۲۴، رقم: ۳۱۱۲

سوال ۲۲۰: مسجد نبوی ﷺ کی تاریخ اور فضیلت کیا ہے؟

جواب: حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام فرمانے کے بعد سب سے پہلا کام جو فرمایا وہ اس مقدس مسجد نبوی کی تعمیر ہے۔ زمین کا یہ قطعہ جہاں اب یہ مسجد موجود ہے دو یتیم بچوں حضرت سہل اور حضرت سہیل کی ملکیت تھا۔ یہ دونوں بچے سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیرِ کفالت تھے۔ اس جگہ کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بچوں سے فرمایا یہ زمین مسجد کی تعمیر کے لئے ہمیں فروخت کر دو۔ بچوں نے بصد ادب و نیاز عرض کی: آقا یہ اراضی ہماری طرف سے بطور نذرانہ قبول فرمایئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی اس پیش کش کو بلا معاوضہ قبول نہ فرمایا۔ بالآخر قیمت ادا کرکے یہ زمین خرید لی گئی جس کے لئے دس ہزار دینار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کیے۔

ربیع الاول یکم ہجری بمطابق اکتوبر ۶۲۲ء مسجد نبوی کا سنگ بنیاد حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے رکھا۔ مسجد کی تعمیر شروع کر دی گئی تو اس تعمیر میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کام کیا خود انٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ بھی فرماتے: **اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْاٰخِرَةِ، فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ.** (اے اللہ! آخرت کا بدلہ ہی بہتر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔)[1] یہ مسجد انتہائی سادگی سے تعمیر کی گئی۔ تعمیر میں کچی اینٹیں، کھجور کی شاخیں اور تنے استعمال کیے گئے۔ جب کبھی

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب هجرة النبی ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ۳: ۱۴۲۲-۱۴۲۳، رقم: ۳۶۹۴

بارش ہوتی تو چھت ٹپکنے لگتی مگر حضور ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم اسی گیلی زمین پر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو جاتے۔ رسول اکرم ﷺ نے دس سال تک اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ مسجد اسلام کا مرکز قرار پائی۔

مسجد نبوی کی فضیلت متعدد احادیث مبارکہ میں بیان فرمائی گئی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. (۱)

”میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ. (۲)

”جس نے میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھی اسے پچاس

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التطوع، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، ۱: ۳۹۸، رقم: ۱۱۳۳

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب فضل الصلاۃ بمسجد مکۃ والمدینۃ، ۲: ۱۰۱۲، رقم: ۱۳۹۴

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی الصلاۃ فی المسجد الجامع، ۲: ۱۹۱، رقم: ۱۴۱۳

ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنِّی آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ. وَإِنَّ مَسْجِدِی آخِرُ الْمَسَاجِدِ. (۱)

’’بیشک میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد۔‘‘

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ. (۲)

’’میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کرام کی مساجد کی خاتم ہے۔‘‘

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى فِی مَسْجِدِی أَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً، لَا يَفُوْتُهُ صَلٰوةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرِیءَ مِنَ الْنِفَاقِ. (۳)

’’جس نے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں اس کے لئے

---

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مكة والمدينة، ۲: ۱۰۱۲، رقم: ۱۳۹۴

(۲) ديلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۱: ۴۵، رقم: ۱۱۲

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۵۹۰

۲۔ سمہودی، وفاء الوفا، ۱: ۷۷

جہنم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔‘‘

سوال ۲۲۱: مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر اور توسیع کن اَدوار میں کی گئی؟

جواب: مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر آپ ﷺ نے فتح خیبر سن ۷ ہجری کے بعد مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر فرمائی اور اسے مزید کشادہ کیا۔ اس کے بعد مسجد نبوی کی توسیع کی تواریخ درج ذیل ہیں:

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے عہد میں: ۱۷ ہجری۔
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے عہد میں: ۲۹-۳۰ ہجری۔
- ولید بن عبد الملک کے عہد میں: ۸۸-۹۱ ہجری۔
- مہدی العباسی کے عہد میں: ۱۶۱-۱۶۵ ہجری۔
- سلطان اشرف قائتبائی کے عہد میں: ۸۸۸ ہجری۔
- سلطان عبد المجید عثمانی کے عہد میں: ۱۲۶۵-۱۲۷۷ ہجری۔
- الملک سعود کے عہد میں: ۱۳۷۲ ہجری۔

اور مسجد نبوی ﷺ کی موجودہ توسیع خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز کے عہد (۱۴۰۵-۱۴۱۲ھ) میں مکمل ہوئی۔

مسجد کا موجودہ توسیع شدہ رقبہ ۹۸ ہزار ۵۰۰ مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ چھت پر بھی نماز پڑھنے کے لئے ۶۷ ہزار مربع میٹر کی جگہ موجود ہے۔

اس وقت مسجد میں عام دنوں میں ۶ لاکھ ۵۰ ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے

ہیں البتہ حج کے زمانے میں اور رمضان المبارک کے دنوں میں یہ تعداد ۱۰ لاکھ تک بھی ہو سکتی ہے۔

سوال ۲۲۲: مسجد نبوی ﷺ کے مشہور دروازوں کے نام کیا ہیں؟

جواب: جنوبی سمت چھوڑ کر مسجد نبوی کے تین اطراف میں پر شکوہ، دیدہ زیب دروازے موجود ہیں۔ چند تاریخی دروازے جن سے متعارف ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں۔ مشرقی جانب باب جبریل علیہ السلام، باب النساء اور باب البقیع، باب جنازہ، مغربی جانب باب السلام، باب ابوبکر رضی اللہ عنہ، باب الرحمۃ اور باب سعود، شمالی جانب باب عثمان رضی اللہ عنہ، باب مجیدی اور باب عمر رضی اللہ عنہ۔

سوال ۲۲۳: مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کی دعا کیا ہے؟

جواب: مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت درود شریف کا ورد جاری رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَلْیَوْمَ مِنْ اَوْجَہِ مَنْ تَوَجَّہَ اِلَیْکَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاکَ وَابْتَغٰی مَرْضَاتِکَ.

’’اے اللہ! ہمارے آقا حضور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے

اللہ! آج کے دن مجھے اپنی طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنالے اور زیادہ نواز ان میں سے جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔‘‘

سوال ۲۲۴: بارگاہِ سرورکونین ﷺ میں حاضری کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: بیت اللہ شریف کی زیارت اور حج کے مقدس فریضہ کی بجا آوری کے بعد عشاق اپنے اگلے سفر یعنی مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں، اور اس دربار کی حاضری کے لئے مچلتے جذبات، دھڑکتے دلوں اور برستی آنکھوں کے ساتھ کشاں کشاں اپنے آقا و مولا حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بصد ادب و احترام حاضر ہوتے ہیں۔ یہی عشاق کے دلوں کا حج ہوتا ہے۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

بارگاہِ سرورکونین ﷺ میں حاضری کی فضیلت حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں درج ذیل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِي، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي.(۱)

(۱) دار قطنی، السنن، ۲: ۲۷۸، رقم: ۲۶۶۹

’’جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔‘‘

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جس شخص نے خلوصِ نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہوکر میری زیارت کا شرف حاصل کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔‘‘(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

’’جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا، اور کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔‘‘(۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو

---

(۱) بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۰، رقم: ۴۱۵۷

(۲) طیالسی، المسند، ۱۲: ۱۳، رقم: ۶۵

گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔‘‘[1]

سوال ۲۲۵: حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے آداب کیا ہیں؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے آداب یہ ہیں:

جب شہرِ نبی ﷺ میں داخلہ کا وقت آئے تو زائر مدینہ غسل اور وضو کرے، اچھی سے اچھی پوشاک پہنے، نوافل ادا کرے، توبہ کی تجدید کرے اور پیدل چلتا ہوا اندر داخل ہو کر تصویرِ عجز بن جائے کہ وہ شہنشاہ کونین ﷺ کے دربارِ اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہ نے اپنے شہرہ آفاق ’القصیدة النونیة‘ میں زیارت نبوی ﷺ کے آداب بیان کیے ہیں، وہ کہتے ہیں:

☆ جب ہم مسجد نبوی میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کریں۔

☆ پھر باطناً و ظاہراً انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر قبر انور کے پاس کھڑے ہوں۔

☆ یہ احساس دل میں جاگزیں رہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں سماعت بھی فرماتے ہیں اور کلام بھی فرماتے ہیں، پس وہاں

---

(۱) دارقطنی، السنن، ۲۷۸، رقم: ۲۶۶۷

کھڑے ہونے والوں کا سر ادباً وتعظیماً جھکا رہے۔

☆ بارگاہ نبوی ﷺ میں یوں کھڑے ہوں کہ رعبِ مصطفیٰ ﷺ سے پاؤں تھر تھر کانپ رہے ہوں اور آنکھیں بارگاہ حضور نبی اکرم ﷺ میں گریہ مسلسل کا نذرانہ پیش کرتی رہیں اور وہ طویل زمانوں کی مسافت طے کر کے حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کھو جائیں۔

☆ پھر مسلمان حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں وقار و ادب کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرتے ہوئے آئے جیسا کہ صاحبانِ ایمان و صاحبان علم کا شیوہ ہے۔

☆ حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کے قریب آواز بھی بلند نہ کرے، خبردار! اور نہ ہی سجدہ ریز ہو۔

☆ یہی زیارت افضل اعمال میں سے ہے اور روزِ حشر اسے میزانِ حسنات میں رکھا جائے گا۔(۱)

اس کے بعد زائر یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ قَدْ سَمِعْنَا قَوْلَکَ وَأَطَعْنَا أَمْرَکَ وَقَصَدْنَا نَبِیَّکَ مُسْتَشْفِعِیْنَ بِهٖ إِلَیْکَ مِنْ ذُنُوْبِنَا، اَللّٰهُمَّ! فَتُبْ عَلَیْنَا وَاسْعَدْنَا بِزِیَارَتِهٖ وَادْخِلْنَا فِي شَفَاعَتِهٖ، وَقَدْ جِئْنَاکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ ظَالِمِیْنَ أَنْفُسَنَا مُسْتَغْفِرِیْنَ لِذُنُوْبِنَا، وَقَدْ سَمَّاکَ اللهُ تَعَالٰی

(۱) ابن قیم، القصیدة النونیة: ۱۸۱

بِالرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ، فَاشْفَعْ لِمَنْ جَاءَکَ ظَالِمًا لِنَفْسِهٖ مُعْتَرِفًا بِذَنْبِهٖ تَائِبًا إِلٰى رَبِّهٖ.

’’اے اللہ ہم نے تیرا فرمان سنا اور تیرے احکام کی تعمیل میں تیرے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، جو تیری بارگاہ میں ہمارے گناہوں کی شفاعت کریں گے، اے اللہ ہم پر رحم و کرم فرما اور سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت کی برکت سے ہمیں خوش بخت بنا اور آپ ﷺ کی شفاعت ہمیں نصیب فرما۔ یا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیك وآلك وسلم! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ’روف و رحیم‘ بنایا ہے۔ پس وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کرکے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنا گناہوں کا اقرار کرکے اس سے معافی مانگتے ہوئے آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوا اس کی شفاعت فرمایئے۔‘‘

اور حضور نبی اکرم ﷺ سے اپنے لئے، اپنے ماں باپ، شیخ، اساتذہ، اولاد، اعزا و اقرباء، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگیں، اور بار بار عرض کریں:

أَسْئَلُ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللّٰہ علیك و آلك وسلم.

پھر اگر کسی نے بارگاہ رسالت مآب میں سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو تو شرعاً اس کی طرف سے سلام پہنچانا لازم ہے اور یوں عرض کرے: **السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ عن فلاں بن/بنت فلاں (نام و ولدیت)**

مآخذ و مراجع

القرآن

۱۔ **القرآن الحکیم۔** المنزل من اللہ ﷻ

تفسیر القرآن

۲۔ **پانی پتی**، ثناء اللہ، قاضی (۱۲۲۵ھ)۔ **التفسیر المظهری۔** لاہور، پاکستان، المطبعۃ العربیہ،۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۳۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الدر المنثور في التفسير بالمأثور۔** بیروت، لبنان: دار الفکر،۱۹۹۳ء۔دارالمعرفۃ

الحدیث

۴۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند۔** بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ،۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء۔

۵۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔ ۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ ، دارالفکر۔

۶۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار ابن کثیر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۷۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔ ۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبری**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۸۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔ ۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **شعب الإیمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۹۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۰۹۔ ۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث۔ دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۱۰۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۰۹۔ ۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ مکۃ المکرّمہ، سعودی عرب: المکتبۃ التجاریۃ۔

۱۱۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت۔ لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱/ ۱۹۹۰ء۔

۱۲۔ **ابن حبان،** ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۳۔ **دارقطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۴۔ **ابو داؤد،** سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۵۔ **دیلمی،** ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الھمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۶۔ **طبرانی،** ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطہر اللخمی، (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۷۔ **طبرانی،** ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۸۔ **طیالسی،** ابو داود سلیمان بن داود جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/ ۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۹۔ **عبد الرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔ ۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۲۰۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۵ھ/۸۲۴۔ ۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۱۔ **مسلم**، امام ابو الحسین مسلم ابن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری۔ (۲۰۶۔۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء الکتب العربیہ، دارالکتب العلمیۃ۔

شروحات الحدیث

۲۲۔ **الزیلعی**، فخر الدین عثمان بن علی الحنفی۔ **تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق**۔ ملتان، پاکستان، مکتبہ امدادیہ۔

۲۳۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔ **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹۔

۲۴۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح**۔ ملتان، پاکستان: مکتبہ امدادیہ۔

۲۵۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **شرح صحیح مسلم**۔

بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث، ۱۳۹۲ھ۔

الفقه وأصول الفقه

۲۶۔ **سرخسی،** شمس الدین (م ۴۸۳ھ)۔ **کتاب المبسوط۔** بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۲۷۔ **ابن عابدین شامی،** محمد بن محمد امین بن عمر (۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار علی در المختار علی تنویر الأبصار۔** بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۲۸۔ **کاسانی،** علاء الدین بن ابی بکر بن مسعود (م ۵۸۷ھ)۔ **بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع۔** کراچی، پاکستان: ایجوکیشنل پریس، مطبع اول: ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء۔

۲۹۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء إسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء) **البدایة والنهایة۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۰۔ **ابن ہمام،** کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی سکندری، (۷۹۰۔ ۶۸۱ھ)۔ **فتح القدیر شرح الهدایة۔** کوئٹہ، پاکستان، مکتبہ رشیدیہ۔

السيرة

۳۱۔ **سبکی،** تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام انصاری (۶۸۳۔۷۵۶ھ/۱۲۸۴۔۱۳۵۵ء)۔ **شفاء**

السقام في زيارة خير الأنام۔ بيروت، لبنان: دارالكتب العلمية، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء۔

۳۲۔ **سمہودی**، نور الدین ابو الحسن علی بن القاضی عفیف الدین عبد اللہ المصری (۸۴۴۔۹۱۱ھ)۔ وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ ﷺ۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی۔

۳۳۔ **صالحی**، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف الصالحی الشامی (م ۹۴۲ھ/۱۵۳۶ء)۔ سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ﷺ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

التاريخ

۳۴۔ **ازرقی**، ابو ولید محمد بن عبد اللہ بن احمد (۲۲۳ھ)۔ أخبار مكه۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ الثقافۃ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

۳۵۔ **فاکہی**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس مکی (م ۲۷۲ھ/ ۸۸۵ء)۔ أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه۔ بيروت، لبنان: دار خضر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

اللغات

۳۶۔ **راغب اصفہانی**، ابو قاسم حسین بن محمد (م ۵۰۲ھ/ ۱۱۰۸ء)۔ المفردات۔ دمشق، شام: دار القلم + بیروت، لبنان، الدار الشامیہ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

کتبِ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۔ عرفانُ القرآن (اُردو ترجمہ قرآنِ حکیم)۔

۲۔ المِنهَاجُ السَّوِيّ مِنَ الْحَدِيثِ النَّبَوِيّ (عربی متن، اُردو ترجمہ اور تحقیق و تخریج)

۳۔ مقدمۃ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ اوّل)۔

۴۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد سوم)۔

۵۔ کتاب التوحید (جلد اوّل)۔

۶۔ **الاربعین فی فضائل النبی الأمین** ﷺ (حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب)۔

۷۔ **العظمة النبوية فی الخصائص البرزخية** (حضور نبی اکرم ﷺ کے برزخی خصائص)۔

۸۔ سلسلہ اربعینات: **الشرف العلی فی التبرک بالنبی** ﷺ (ذات مصطفیٰ ﷺ حصول برکت پر چالیس احادیث)۔

۹۔ سلسلہ اربعینات: **التصرفات النبوية فی الامور التشريعية** (تشریعی امور میں تصرفات مصطفیٰ ﷺ پر چالیس احادیث)۔

۱۰۔ سلسلہ اربعینات: **النور المبين فی حياة النبی الأمين** ﷺ (حیات النبی ﷺ پر چالیس احادیث مبارکہ)۔

۱۱۔ ایمان اور اسلام۔

۱۲۔ شہر مدینہ اور زیارت رسول ﷺ۔

۱۳۔ ارکان اسلام۔

۱۴۔ فلسفہ حج۔

۱۵۔ عصر حاضر کے جدید مسائل اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔

خطاباتِ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۔ حج کا تاریخی پس منظر، (والیم ۱)، De-1

۲۔ حج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مرکزی حیثیت کیوں؟ (والیم ۲)، De-2

۳۔ مناسک حج اور ان کی حقیقت، (والیم ۳)، De-3

۴۔ حج مظہر محبت، De-4

۵۔ کعبۃ اللہ کا تاریخی پس منظر، (خطبہ جمعہ)، De-5

۶۔ کعبہ و حج کی داستان محبت (خطبہ جمعہ)، De-6

۷۔ قربانی کا پس منظر اور مقام، Dg-2

۸۔ اسلام میں قربانی کا تصور، (والیم ۱)، Dg-4

۹۔ اسلام میں قربانی کا تصور، (والیم ۲)، Dg-5

۱۰۔ اسلام کا تصور قربانی، Dg-3

۱۱۔ انسان کے تین دشمن (نفس، شیطان اور دنیا)، Fi-10

۱۲۔ مدینہ طیبہ کی حاضری، La-1

عازمینِ حج کے سامان کی فہرست

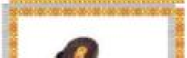

حالتِ احرام میں

مسجد عائشہ: حدودِ حرم میں نزدیک ترین حدِ حرم یہی ہے۔ ۹ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے عمرہ کے احرام کی نیت یہیں سے کی۔

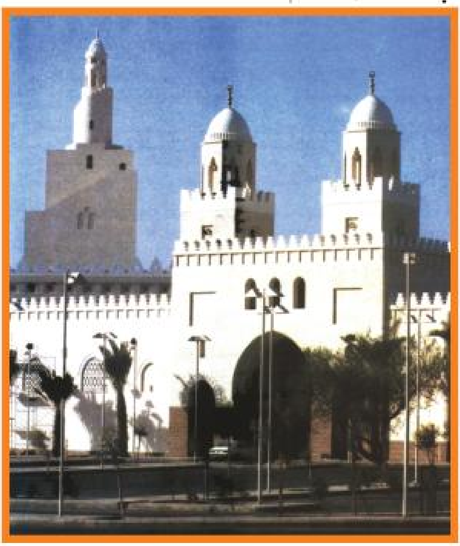

میقات

حجاج کرام حج اور عمرہ کا اِحرام باندھتے ہیں۔

یہ مسجد مدینہ منورہ سے ۱۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے والوں کا میقات ہے۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ جاتے اور آتے یہاں ٹھہرتے اور نماز ادا کرتے اس مسجد کو مسجد ذوالحلیفہ کہا جاتا ہے۔

کعبۃ اللہ کے مختلف زاویوں کی تصاویر

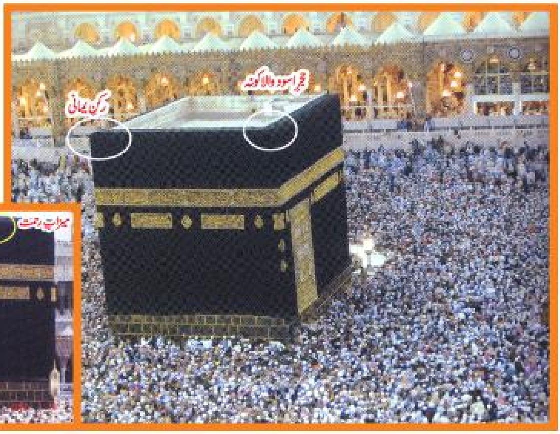

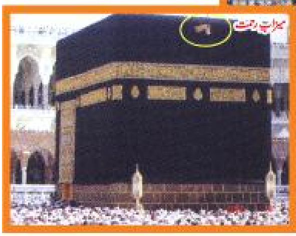

الكعبة المشرفة

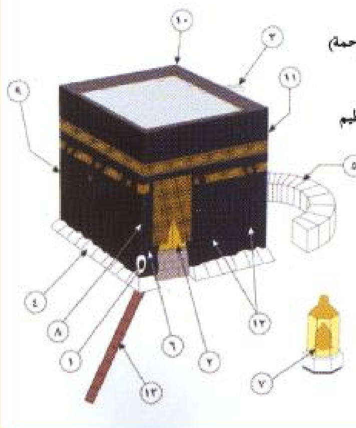

١. الحجر الأسود
٢. باب الكعبة
٣. الميزاب (مزراب الرحمة)
٤. الشاذروان
٥. حجر إسماعيل (الحطيم
٦. الملتزم
٧. مقام سيدنا ابراهيم
٨. ركن الحجر الأسود
٩. الركن اليماني
١٠. الركن الشامي
١١. الركن العراقي
١٢. ستار الكعبة
١٣. خط المرمر البني

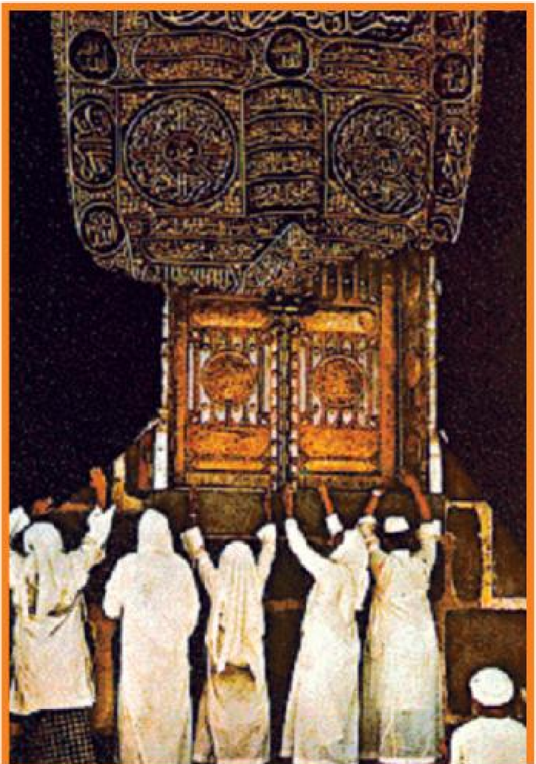

مقامِ ملتزم

طواف کا طریقہ۔نقشہ کے ذریعے

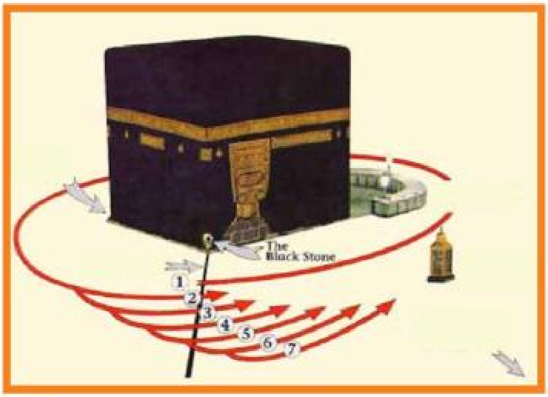

حجرِ اسود

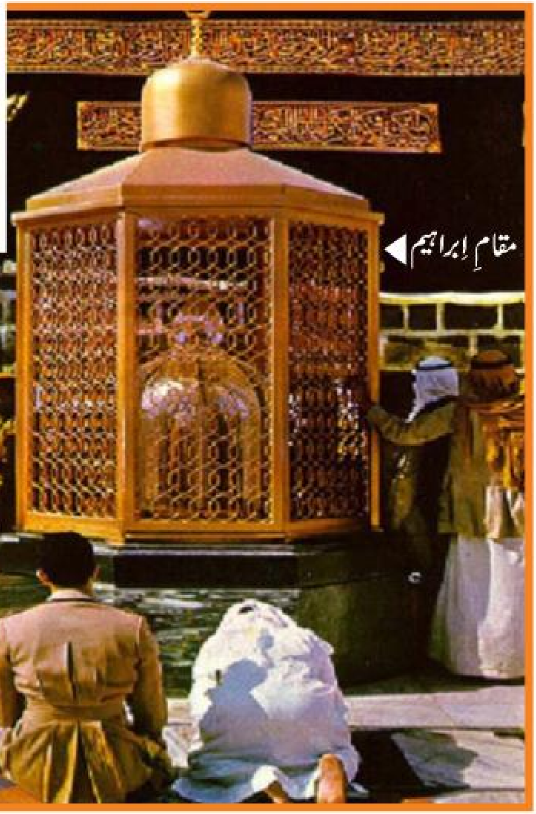
مقامِ ابراہیم

آبِ زم زم

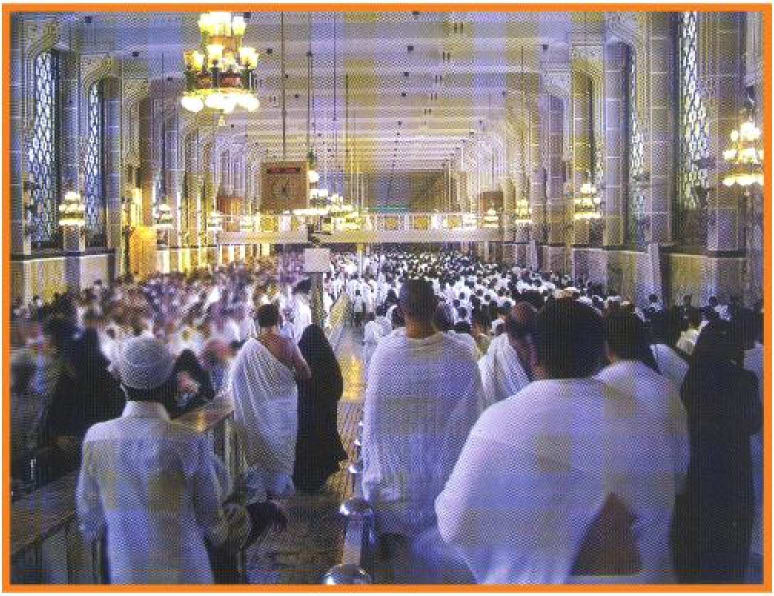

مسعیٰ (سعی کرنے کی جگہ)

سعی کرنے کا طریقہ

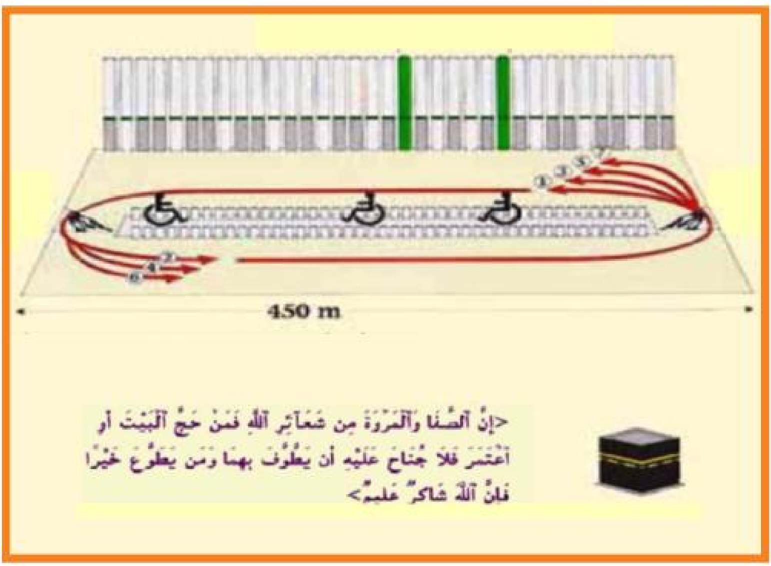

مِنیٰ

اس کا محلِ وقوع مکہ اور مزدلفہ کے درمیان ہے۔ یہ مسجد حرام سے ۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جبکہ سرنگ کے راستہ سے پیدل صرف ۴ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ منیٰ میں حجاج کرام ۹، ۱۱، ۱۲ اور بعض لوگ ۱۳ ذی الحجہ کو رات گزارتے ہیں

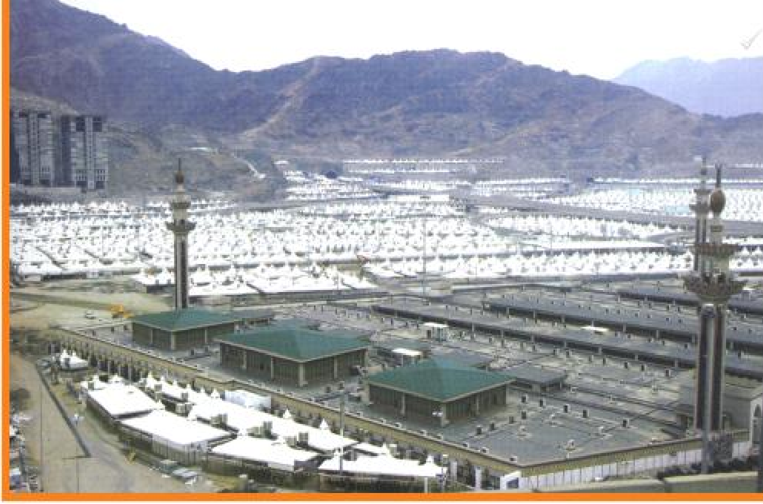

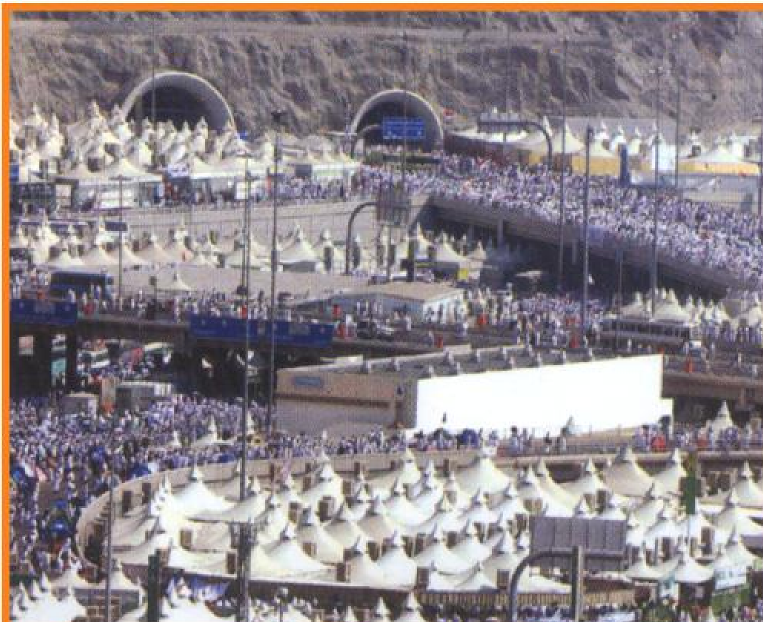

میدانِ عرفات میں جبلِ رحمت

مسجد مشعر الحرام
یہ مسجد سڑک نمبر ۵ پر واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ ۵۰۴۰ مربع میٹر ہے
اس میں بارہ ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کا مسجد خیف سے
فاصلہ پانچ کلومیٹر ہے جبکہ مسجد نمرہ کا فاصلہ سات کلومیٹر ہے

میدان عرفات
مسجد نمرہ

جمرات: وہ تین ستون - جمرۂ صغریٰ، جمرۂ وسطیٰ، جمرۂ کبریٰ - جنہیں حجاج کرام کنکریاں مارتے ہیں۔

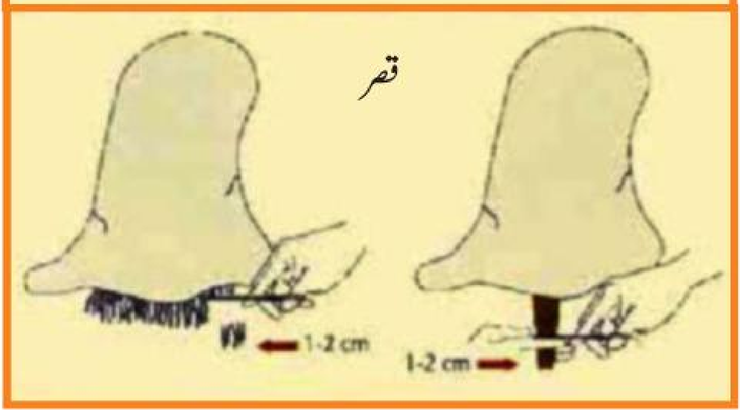

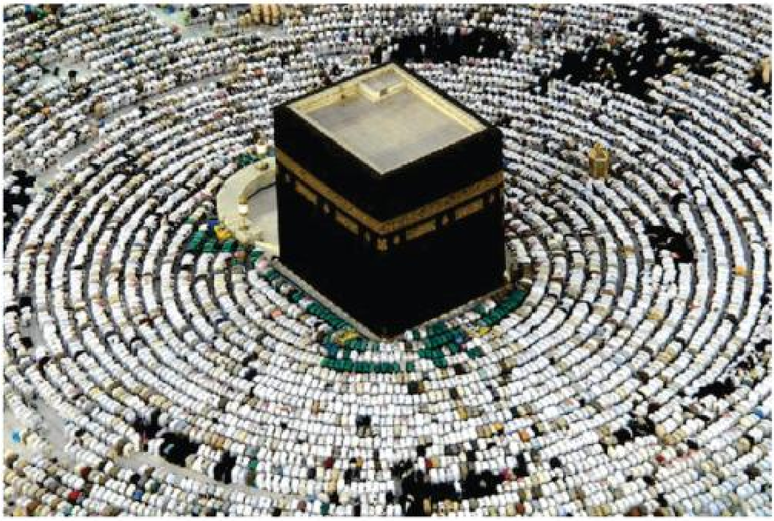

حجاً مبروراً
و
ذنباً مغفوراً
حجاً مبروراً
و
ذنباً مغفوراً
حجاً مبروراً
و
ذنباً مغفوراً

باب بقیع

باب جبرائیل

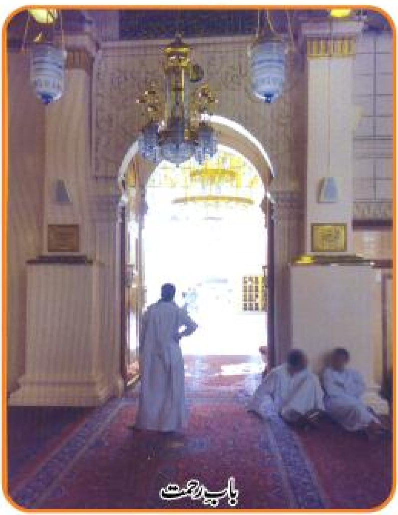

باب رحمت

مقصورہ شریف (روضہ رسول ﷺ)

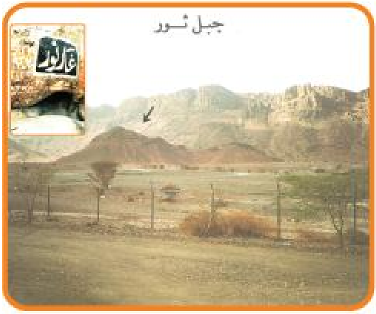

مسجد شجرہ (درخت والی مسجد) جہاں آپ ﷺ نے درخت کو بلایا تو درخت چل کر آیا۔ اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو واپس چلا گیا۔

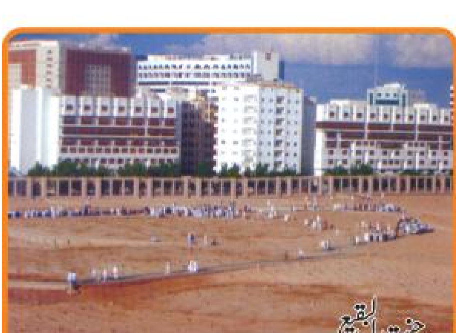

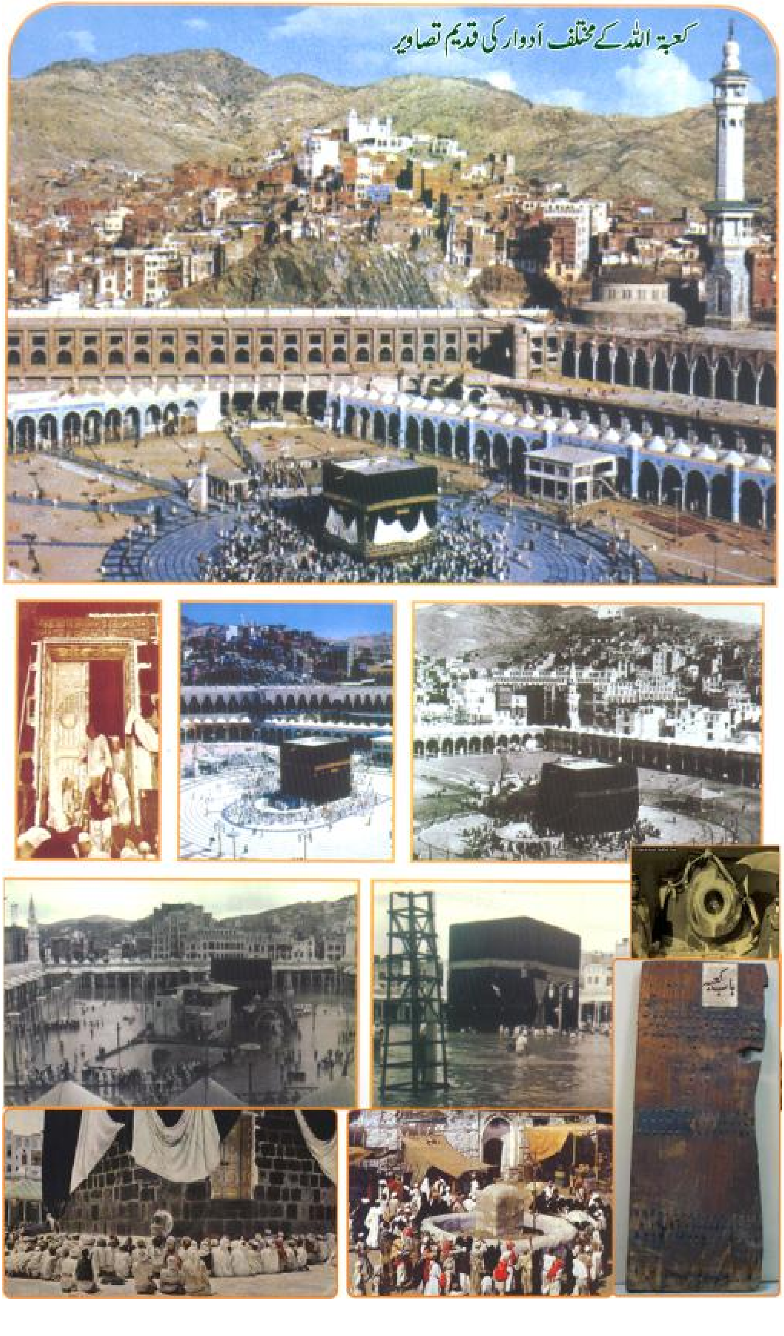
کعبۃ اللہ کے مختلف اُدوار کی قدیم تصاویر
باب کعبہ